بموقع: تحفظ سنت کانفرنس
زیر اہتمام: جمعیت علماء ہند

کشف الغمة بسراج الامة

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور معترضین

امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثیت پر کیے گئے اعتراضات کا مدلل جواب

از

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہان پوریؒ
سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیۃ علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

كشف الغمة بسراج الامة

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور معترضین

امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثیت پر کیے گئے اعتراضات کا مدلل جواب

از

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوریؒ

سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیۃ علماء ہند۔ ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی۔ ۲

تفصیلات

نام کتاب : کشف الغمۃ بسراج الامۃ

جدید نام : امام اعظم ابو حنیفہ اور معترضین

تالیف : حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوریؒ

سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند

سن طباعت : محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق مئی ۲۰۰۱ء

بموقع

تحفظ سنت کانفرنس

۷/۸/ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ۲/۳/ مئی ۲۰۰۱ء

زیر اہتمام جمعیۃ علماء ہند

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ نحمدہٗ ونشکرہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ و وصفیہٖ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آلہٖ وصحبہٖ و اتباعہ اجمعین اما بعد۔ احقر زمن سید مہدی حسن بن سید محمد کاظم حسن قادری حنفی شاہجہانپوری غفر لہ ولوالدیہ ولمشایخہٖ ارباب انصاف کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ یہ چند اوراق آپ کے پیش نظر ہیں، اگر ان میں کوئی غلطی ہو اس کی اصلاح فرمائیں اور اگر صحیح ہوں دعائے مغفرت سے یاد فرمائیں، ایک رسالہ جس کا نام الجرح علی ابی حنیفہ ہے میرے دیکھنے میں آیا جس میں سوائے بد زبانی اور بد تہذیبی کے اور کوئی علمی تحقیق نہ دیکھی۔ گو باتیں وہی ہیں جن کا جواب بارہا ہو چکا ہے مگر ہر ایک کا طرز اور رنگ جدا ہے اس لئے اس کے چند اقوال مع جوابوں کے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے غیر مقلدین زمانہ کا تعصب اور ہٹ دھرمی اور امام ابوحنیفہ کے ساتھ جو اُن کو قلبی عداوت ہے اس کا اندازہ ہوگا، نیز یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کو سلف صالحین کے ساتھ کہاں تک محبت ہے۔ چونکہ میرے پاس چند روز تک رسالہ مذکورہ رہا اس لئے جتنے اقوال کے میں نے جواب لکھے ہیں اُن کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر۔

قولہ۔ آج تک جس قدر محدثین گزرے ہیں سب نے امام صاحب کو من جہۃ الحفظ ضعیف کہا ہے۔ **اقول**۔ یہ قول محدثین پر محض افترا ہے، صرف عوام کو دھوکہ میں ڈالنا اور گمراہ کرنا مقصود ہے۔ مگر چاند پر خاک ڈالنے سے چاند کا کوئی نقصان نہیں ہوتا اپنے اوپر ہی وہ لوٹ کر آتی ہے۔ یہ عجب بات ہے کہ تمام محدثین نے ان کو ضعیف کہا اور پھر ان ہی کی شاگردی بے واسطہ یا بواسطہ اختیار کی، اگر امام ابوحنیفہؒ کو ضعیف فی الحدیث مانا جائے تو جملہ محدثین کا سلسلہ حدیث ضعیف اور بے بنیاد ہوا جاتا ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف رسالہ کو اس کی خبر نہیں کہ تمام محدثین کے شیخ ابوحنیفہ ہی ہیں ورنہ یہ افترا پردازی سرزد نہ ہوتی۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ وکیع بن الجراح ان کو کون نہیں جانتا کہ محدثین میں کس مرتبہ کے ہیں، صحاح ستہ میں ان کی روایات بکثرت موجود ہیں، امام احمد، ابن مدینی، عبداللہ ابن مبارک، اسحاق بن راہویہ، ابن معین ابن ابی شیبہ، یحییٰ بن اکثم وغیرہ بڑے بڑے محدث فن حدیث میں ان کے شاگرد تھے، مگر خود وکیع بن الجراح امام ابوحنیفہؒ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں، ابوحنیفہ سے حدیث پڑھی اور ان ہی کے قول پر فتوے دیتے تھے، چنانچہ تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی نے تصریح کی ہے۔ اب امام بخاریؒ کا سلسلہ حدیث بواسطہ احمد بن منیع عن وکیع امام ابوحنیفہؒ تک پہنچتا ہے کیونکہ امام بخاریؒ احمد بن منیعؒ کے شاگرد اور احمد بن منیع وکیع بن الجراحؒ کے شاگرد اور وکیع بن الجراح امام ابوحنیفہؒ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں لہذا ابوحنیفہ کے ضعیف ماننے سے یہ سلسلہ سند حدیث بھی ضعیف ہو گیا بلکہ یہ تینوں بھی ضعیف ہو گئے اور ان کی روایت قابل اعتبار نہیں رہی۔ دوسرا سلسلہ امام بخاری علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن المدینی وکیع بن الجراح کے شاگرد اور وکیع امام ابوحنیفہ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں، لہذا یہ سلسلہ بھی بوجہ ابوحنیفہؒ کے ضعیف ہونے کے ضعیف ہو گیا بلکہ یہ تینوں صاحب بھی ضعیف ہو گئے فافہم تیسرا سلسلہ۔ امام بخاری اور امام مسلمؒ مکی بن ابراہیم کے شاگرد اور مکی بن ابراہیم امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں، چوتھا سلسلہ سند، ابوداؤد اور امام مسلم امام احمد کے شاگرد اور امام احمد فضل بن دکین ابونعیم کے شاگرد اور حافظ ابونعیم فضل بن دکین ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری حافظ ذہلی کے شاگرد اور امام ذہلی فضل بن دکین کے شاگرد اور فضل بن دکین ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں چھٹا سلسلہ امام بیہقی دارقطنی اور حاکم صاحب مستدرک کے شاگرد اور حاکم اور دارقطنی ابواحمد حاکم کے شاگرد اور ابواحمد ابن خزیمہ کے شاگرد اور ابن خزیمہ امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری حافظ ذہلی کے شاگرد اور حافظ ذہلی فضل بن دکین کے شاگرد اور فضل بن

وکیع ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں، ساتواں سلسلہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی امام محمد بن الحسن الشیبانی کے شاگرد اور امام محمد امام ابو یوسف اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور خود امام ابو یوسف بھی ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں، آٹھواں سلسلہ طبرانی اور ابن عدی ابوعوانہ کے شاگرد اور ابوعوانہ مکی بن ابراہیم کے شاگرد ہیں اور مکی بن ابراہیم جو بخاری ومسلم کے استاذ ہیں ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ ابویعلیٰ موصلی صاحب مسند یحییٰ بن معین کے شاگرد اور یحییٰ بن معین فضل بن دکین کے شاگرد اور فضل بن دکین ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں، دسواں سلسلہ۔ ابن خزیمہ صاحب صحیح اسحاق بن راھویہ کے شاگرد ہیں اور اسحاق بن راھویہ اور یحییٰ بن معین اور امام بخاری اور امام احمد اور امام دارمی اور حافظ ذہلی فضل بن دکین کے شاگرد ہیں اور فضل بن دکین امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔

ناظرین کے سامنے یہ دس سلسلے محدثین کی سند کے پیش کئے ہیں جن میں دنیا بھر کے تمام محدث جکڑے ہوتے ہیں، اگر امام ابوحنیفہ ضعیف ہیں تو یہ محدثین بھی سب ضعیف ہیں اور ان کے سلسلے روایت کے بھی ضعیف ہیں، موقع موقع سے اور بھی سلاسل پیش کروں گا جن سے معلوم ہوگا کہ سب ہی محدث امام ابوحنیفہؒ کے بے واسطہ یا بواسطہ شاگرد ہیں۔ اب چند اقوال محدثین کے امام ابوحنیفہ کے بارہ میں سن لیں کہ ان حضرات کا امام صاحب کے بارے میں کیا خیال تھا اور ان کو کس پایہ کا سمجھتے تھے۔

علامہ صفی الدین خزرجی خلاصہ تہذیب کے صـ۴۰۴ میں فرماتے ہیں، النعمان بن ثابت الفارسی ابوحنیفۃ امام العراق فقیہ الامۃ عن عطاء ونافع والاعرج وطائفۃ وعنہ ابنہ حماد وزفر وابو یوسف ومحمد وطائفۃ وثقہ ابن معین الخ کہ نعمان بن ثابت فارسی الاصل ہیں ان کی کنیت ابوحنیفہ ہے عراق کے امام اور امت محمدیہ کے فقیہ ہیں، فن حدیث کو عطاء اور نافع اور اعرج اور ایک گروہ محدثین سے حاصل کیا ہے، اور ابوحنیفہ سے ان کے صاحبزادہ امام

حماد اور امام زفر اور امام ابویوسف اور امام محمد اور ایک جماعت محدثین نے احادیث روایت کی ہیں، اور ان کو یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا ہے۔ اس عبارت سے چند باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اول امام ابوحنیفہ کی امامت فی العلم ثابت ہوتی جو علوم شرعیہ مختلفہ کو مستلزم ہے ورنہ بے علم امام فی الدین نہیں ہوسکتا۔ دوسرے فقاہت جس کو دین کی سمجھ کہا جاتا ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں لفظ اللّٰھم فقھہ فی الدین دعا کی ہے۔ صاحب خلاصہ کہتے ہیں کہ امت کے فقیہ تھے یعنی امت میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ امام ابوحنیفہؒ کو تھی جس کی وجہ سے فقیہ الامۃ کہلاتے اور بعد صحابہ کے فلیفقہ فی الدین کے فرد اکمل تھے۔ تیسرے آپ کے استاذ نافع اور عطاء۔ اور اعرج اور ایک گروہ محدثین کا تھا یہاں سے وہ قول مؤلف رسالہ کا کہ ابوحنیفہ کے دو ہی استاذ حماد اور اعمش تھے بالکل صفحہ ہستی سے مٹ گیا، چوتھے امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین نے امام ابوحنیفہ کی توثیق کی شاید مؤلف رسالہ کے نزدیک ابن معین محدث نہ ہوں گے، اسی بنا پر تو فرمایا کہ جس قدر محدث گزرے سب نے امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہا ہے ذرا تو گریبان میں سر ڈال کر شرمانا چاہیئے اور آخرت کو سنوارنا چاہیئے کیونکہ جھوٹ سے آخرت برباد ہوتی ہے اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں یحییٰ بن معین کا قول بروایت محمد بن سعد اور صالح بن محمد اسدی کے نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے

قال محمد بن سعد سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابوحنیفۃ ثقۃ لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث

انتہی کہ محمد بن سعد کہتے ہیں یحییٰ بن معین کو میں نے کہتے ہوتے سنا کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے، وہی حدیثیں بیان کرتے تھے جن کو وہ یاد رکھتے تھے اور جو احادیث یاد نہ ہوتیں انہیں بیان نہ کرتے تھے اور صالح بن محمد اسدی ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابن معین نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ تھے، اس ابن معین کے قول سے

امام صاحب کے ورع اور احتیاط پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ غایت احتیاط و تقویٰ کی وجہ سے وہی احادیث بیان و روایت کیا کرتے تھے جو آپ کے اعلیٰ درجہ کی یاد ہوتی تھیں، اگر ذرا بھی شبہ ہوتا تو اس کو نہ بیان کرتے تھے تاکہ حدیث رسول میں کذب کا شائبہ بھی نہ ہو اور وعید اعدا لکاذبین میں داخل نہ ہو جائیں۔ تدبر

نقاد فن رجال امام ذہبی نے "تذہیب التہذیب" میں یحییٰ بن معین کا قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ قال صالح بن محمد جزرۃ وغیرہ سمعنا یحیی بن معین یقول ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث و روی احمد بن محمد بن محرز عن ابن معین لا باس بہ انتہی۔ صالح بن محمد جزرہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ ہیں اور احمد بن محمد بن محرز ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ابوحنیفہ لا باس بہ ہیں، اور کلمہ لا باس بہ ابن معین کی اصطلاح میں ثقہ کے معنے میں اور اس کے قائم مقام ہے، چنانچہ علامہ ابن معین نے اپنی مختصر میں اس کی تصریح کی ہے جس کی عبارت یہ ہے قال ابن معین اذا قلت لا باس بہ فھو ثقۃ اھ ابن معین فرماتے ہیں کہ جب میں کسی کے بارے میں لا باس بہ کہوں تو اس کے معنے ثقہ کے ہیں، علامہ ابن حجر وغیرہ نے بھی اسی کی تصریح کی ہے، حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے بارے میں ابن معین کا قول لا باس بہ نقل کیا ہے، حافظ ابوالحجاج مزی جو فن رجال کے امام مسلم الثبوت ہیں، تہذیب الکمال میں فرماتے ہیں قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحیی بن معین یقول کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث لا یحدث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ و قال صالح بن محمد الاسدی عنہ کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث انتہی شاید یہ خیال ہو کہ ابن معین کے علاوہ اور کسی نے امام ابوحنیفہ کی توثیق نہ کی ہو تو اس کے متعلق سنیئے، حافظ ابن شافعی مکی اپنی کتاب خیرات الحسان کی اڑتیسویں فصل میں فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام علی بن المدینی ابوحنیفۃ روی عنہ الثوری

وابن المبارك وحماد بن زید و ھشام و وکیع وعباد بن العوام وجعفر بن العوام وجعفر بن عون وھو ثقۃ لا باس بہ انتھی۔ علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے سفیان ثوری اور عبداللہ ابن مبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع اور عباد بن العوام اور جعفر بن العوام اور جعفر بن عون نے حدیث کی روایت کی ہے وہ ثقہ لا باس بہ تھے۔ یہ ابن مدینی وہی بخاری کے استاذ ہیں جن کے بارے میں بخاری نے یہ فرمایا ہے کہ ما استصغرت نفسی الا عندہ میں نے اپنے آپ کو سوائے علی بن مدینی کے اور کسی کے سامنے چھوٹا نہیں سمجھا جس کو تقریب میں حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے ونیز ان ہی کے بارے میں تقریب میں یہ بھی ہے۔ ثقۃ ثبت امام اعلم اھل عصرہ بالحدیث وعللہ اھ پس یحیٰی بن معین اور علی بن مدینی ہی کی توثیق ایسی ہے گویا تمام محدثین نے امام ابوحنیفہؒ کی توثیق کر دی کیونکہ یہ دونوں جرح وتعدیل کے امام ہیں، شاید مؤلف رسالہ کے نزدیک علی بن مدینی بھی محدث نہیں کیونکہ انہوں نے ابوحنیفہؒ کی توثیق کی ہے۔ افسوس ہے اس تعصب وعداوت پر۔ یہاں اتنے ہی پر کفایت کرتا ہوں آگے چل کر اور نقول بھی انشاء اللہ پیش کروں گا جن سے مؤلف رسالہ کا جھوٹ معلوم ہوگا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔

قولہ اور لطف یہ کہ امام صاحب ضعیف **اقول**۔ ناظرین نے ابھی معلوم کر لیا ہے کہ امام صاحب ثقہ فی الحدیث ہیں جس کو ابن معین اور ابن مدینی اور محمد بن سعد اور صالح بن محمد اسدی اور احمد بن محمد بن محرز اور ابوالحجاج مزی اور حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر العسقلانی اور حافظ ابن حجر مکی اور صفی الدین خزرجی نے تسلیم کر لیا ہے کیونکہ ان حضرات نے ابن معین اور ابن مدینی کے قول کو نقل کر کے کسی قسم کی جرح نہیں کی اور اس پر سکوت کیا تو ضرور ہی ماننا پڑے گا کہ ان حضرات کے نزدیک امام ابوحنیفہ کا ثقہ ہونا مسلم ہے۔ اور اگر امام ذہبی کی عبارت میں جو اوپر مذکور ہو چکی ہے لفظ غیر واحد اور سمعنا پر نظر غائر ڈالی جاتے تو کم از کم دو فرد معدلین ابوحنیفہ میں اور بڑھ جاتیں گے مؤلف رسالہ نے امام ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کو مضعفین امام میں شمار کیا ہے

حالانکہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے متعلق کوئی ایسا لفظ نہیں بیان کیا جس سے وہم تضعیف بھی ہو اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں کوئی ایسا لفظ نہیں بیان کیا جس سے تضعیف ثابت ہوتی ہو حالانکہ تقریب وہ کتاب ہے جس میں اعدل قول نقل کرنے کا حافظ ابن حجر نے وعدہ کیا ہے۔ اگر امام صاحب ان کے نزدیک ضعیف ہوتے تو ضرور تضعیف کرتے لہذا ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی پر محض افترا ہے کہ انھوں نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہے، امام صاحب اور ان کی تضعیف ثابت ہو۔ العیاذ باللہ دونہ خرط القتاد۔ ذرا تعصب کے پردہ کو اٹھا کر چشم بصیرت سے دیکھئے۔

قولہ ان کے استاد ضعیف **اقول**۔ جب چیونٹی کے پر جمتے ہیں تو اس کی کم بختی آتی ہے۔ مولف رسالہ یہ فرماتیں کہ عطاء، نافع، اعرج وغیرہم جو امام ابو حنیفہ کے استاذ ہیں یہ ضعیف ہیں، اگر یہی انصاف اور حق ہے تو صحاح کی احادیث کی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھئے کیونکہ یہ صحاح کے راوی ہیں جو کسی پر پوشیدہ نہیں، ہاں یاد آیا استاد سے مولف رسالہ کی مراد حماد بن ابی سلیمان ہیں کیونکہ ان ہی کو امام صاحب کے استادوں میں مولف رسالہ نے شمار کیا ہے تو ان کے متعلق سنئے حماد بن ابی سلیمان اخرج لہ الائمۃ الستۃ ابو اسمٰعیل الاشعری الکوفی احد ائمۃ الفقہاء سمع انس بن مالک وتفقہ بابراہیم النخعی روی عنہ سفیان وابو حنیفۃ وخلق تکلم فیہ للارجاء ولولا ذکر ابن عدی لہ فی کاملہ لما اوردتہ قال ابن عدی حماد کثیر الروایۃ لہ غرائب وھو متماسک لاباس بہ وقال ابن معین وغیرہ ثقۃ اھ مختصرا (میزان جلد اول صفحہ ۲۷۹) حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں حماد بن ابی سلیمان کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں ان کی احادیث کی تخریج ائمہ ستہ بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی ابن ماجہ نے کی ہے۔ ان کی کنیت ابو اسماعیل اشعری کوفی ہے۔ ائمہ فقہاء میں سے ایک امام یہ بھی ہیں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے اور فن فقہ ابراہیم نخعی

سے حاصل کیا ہے، سفیان ثوری اور شعبہ اور ابو حنیفہ اور ایک گروہ محدثین کا فن حدیث میں ان کا شاگرد ہے ارجاء کی وجہ سے ان میں کلام کیا گیا ہے۔ اگر ابن عدیؒ اپنی کامل میں ان کو نہ ذکر کرتے تو میں بھی اپنی کتاب میزان میں ان کو نہ بیان کرتا کیونکہ ثقہ ہیں۔ (لما ذکرتہ انہ ثقۃ) ابن عدی کہتے ہیں کہ حماد کثیر الروایۃ ہیں۔ ہاں کچھ ان کے غرائب بھی ہیں، متماسک الحدیث اور لا باس بہ ہیں، اور ابن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا ہے متماسک اور لا باس بہ توثیق کے الفاظ ہیں۔ لا باس بہ صدوق کے قائم مقام ہے، چنانچہ ذہبی نے مقدمہ میزان میں تصریح کی ہے۔ دیکھو میزان کے صفحہ ۳ کو۔ کہوں جناب اب تو معلوم ہوا کہ حماد بن ابی سلیمان جو ابو حنیفہ کے شیخ ہیں ثقہ ہیں، اگر یہ نقول موجود نہ بھی ہوتیں تو بھی ان کے ثقہ ہونے میں کسی کو کلام کرنے کی گنجائش نہ تھی، کیونکہ یہ بخاری مسلم کے راوی ہیں جو صحیحین کے نام سے مشہور ہیں خصوصاً غیر مقلدین کو جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور محمدی کہتے ہیں دم زدن کا چارہ نہیں کیونکہ صحیحین کی روایات پر ان کا ایمان اور ان کی صحت ان کے نزدیک کالوحی المنزل من اللہ ہے۔ ناظرین یہ ہے ان کی دیانت داری اور یہ ہے ان کا تعصب کہ ابو حنیفہ کی عداوت کی وجہ سے یہ خیال نہ رہا کہ اگر حماد کو ہم ضعیف کہیں گے تو بخاری مسلم کی روایات پر اس سے کیا اثر پڑے گا، یہ عجب نہیں تو اور کیا ہے۔ ارجا کے معنے کے متعلق کہیں آگے چل کر بحث کروں گا کہ اس سے کیا مراد ہے اور اس کے کیا معنے اور کتنی قسمیں ہیں۔

قولہ ان کے استاذ الاستاذ ضعیف۔ **اقول**، حماد کے اعتبار سے جو صاحب میزان نے بیان کیا ہے، امام صاحب کے استاذ الاستاذ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں جو صحابی ہیں، ضعیف ہونے میں تو یہ ہرگز مراد نہیں ہو سکتے ورنہ ابھی قیامت قائم ہو جاتی گی کیونکہ صحابہ تمام عدول ہیں ان میں کوئی کلام کر ہی نہیں سکتا لیکن مؤلف رسالہ کی اس سے مراد ابراہیم نخعی ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ کے استاذ الاستاذ یہ بھی ہیں چنانچہ عبارت میزان سے ظاہر ہے۔ ان کے متعلق ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ محدثین کا کیا خیال ہے۔ حافظ ذہبی میزان الاعتدال صفحہ ۳۱ میں فرماتے ہیں، قلت

واستقر الامر علی ان ابراهیم حجۃ اہ میں کہتا ہوں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ابراہیم نخعی حجت ہیں یعنی ان کی روایات و احادیث کا اعتبار ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ان کا ترجمہ بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے اور بہت زور کے ساتھ ان کی توثیق ثابت کی ہے، اگر وہ نہ ملے تو تعلیق ممجد اور مسند امام اعظم ہی ملاحظہ فرمالیں، حقیقتِ حال روشن ہو جائے گی اور پھر شاید آپ اپنی دروغ بیانی سے رجوع فرما کر حق کے پابند ہو جائیں گے۔ تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابراهیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ابو عمران الکوفی الفقیہ ثقۃ الا انہ یرسل کثیرا من الخامسۃ مات سنۃ ست وتسعین وھو ابن خمسین او نحوھا اہ کہ ابراہیم فقیہ اور ثقہ ہیں اکثر احادیث مرسل بیان کرتے ہیں، کہیے اب تضعیف ہونا ان کا باطل ہو گیا۔ تہذیب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ مفتی اھل الکوفۃ کان رجلا صالحا فقیہا قال الاعمش کان خیرا فی الحدیث وقال الشعبی ما ترک احدا اعلم منہ وقال ابو سعید العلائی ھو مکثر من الارسال وجماعۃ من الائمۃ صححوا مراسیلہ اہ کہ ابراہیم نخعی اہل کوفہ کے مفتی اور صالح فقیہ تھے، اعمش کہتے ہیں حدیث میں اچھے تھے، شعبی نے کہا کہ اپنے بعد انہوں نے اپنے آپ سے کسی کو زیادہ عالم نہیں چھوڑا، ائمہ کی ایک جماعت نے ان کے مراسیل کی تصحیح کی ہے۔ حضرت عائشہ سے لقا ثابت ہے حضرت زید بن ارقم وغیرہ صحابہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ میزان اور تہذیب التہذیب وغیرہ میں مصرح ہے پس تابعی ہونے میں بھی کوئی شک نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیم ثقہ۔ صالح۔ خیر فی الحدیث حجت ہیں، صحاح کے راوی ہیں، اگر ضعیف ہوں بزعم مؤلف تو صحاح ستہ کی روایات سے امان اٹھ جاتے گا، خصوصاً صحیح بخاری سے جس پر تقریباً ایمان و ایقان ہے

قولہ۔ اُن کے بیٹے ضعیف ان کے پوتے ضعیف۔ **اقول**، ناظرین نے امام ابو حنیفہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ابراہیم بن یزید النخعی کے بارے میں تو توثیق معلوم کر لی اور

مؤلف رسالہ کا تعصب معلوم کر لیا کہ کہاں تک سچائی سے کام لیا ہے۔ اب امام صاحب کے بیٹے اور پوتے کے متعلق سنیئے۔ حافظ ذہبی نے میزان میں ابن عدی کے قول کو نقل کرنے کے بعد خطیب کا قول نقل کیا ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ قال الخطیب حدث عن عمر بن ذر ومالک بن مغول وابن ابی ذیب وطائفۃ وعنہ سہل بن عثمان العسکری وعبد المومن بن علی الرازی وجماعۃ ولی قضاء الرصافۃ وھو من کبار الفقھاء قال محمد بن عبد اللہ الانصاری ما ولی القضاء من لدن عمر الی الیوم اعلم من اسماعیل بن حماد قیل ولا الحسن البصری قال ولا الحسن اھ منہ۔ خطیب کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پوتے اسماعیل نے فن حدیث کو عمر بن ذر اور مالک بن مغول اور ابن ابی ذیب اور ایک جماعت محدثین سے حاصل کیا ہے اور ان سے سہل بن عثمان عسکری اور عبد المومن بن علی رازی اور ایک جماعت محدثین نے روایت حدیث کی ہے، شہر رصافہ کے قاضی اور فقہاء کے کبار میں سے ایک بڑے فقیہ تھے اور محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ عمر کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک اسماعیل بن حماد سے زیادہ عالم کوئی قاضی نہیں ہوا، کسی نے پوچھا کہ حسن بصری بھی ویسے نہیں تھے؟ تو جواب دیا کہ حسن بصری بھی ان کے علم کو نہیں پہنچتے تھے اور ان کے برابر کے علم میں نہ تھے، یہ تو پوتے کی حالت تھی اب بیٹے کو سنیئے۔ وبعض المتعصبین ضعفوا حمادا من قبل حفظہ کما ضعفوا اباہ الامام لکن الصواب ھو التوثیق لا یعرف لہ وجہ فی قلۃ الضبط والحفظ وطعن المتعصب غیر مقبول (تنسیق النظام ص۴۳) اور بعض متعصبین نے حفظ کے اعتبار سے حماد بن ابی حنیفہ کو ضعیف کہا ہے جس طرح امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے مگر سچی اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ ثقہ تھے اور قلت ضبط و حافظہ کا کوئی سبب ان میں نہیں پایا جاتا تھا اور متعصب شخص کی جرح اور اس کا طعن مقبول نہیں بلکہ مردود ہے۔ آگے چل کر ان کے متعلق اور بھی بیان آتے گا یہاں صرف اتنا بتلانا مقصود ہے کہ محض تعصب کی بناء پر جو شخص بھی امام ابو حنیفہ سے

تعلق رکھتا ہے اس کو ضعیف اور مجروح کہا جاتا ہے۔ کون سا ایسا محدث ہے جس میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ حتیٰ کہ امام بخاری اور امام مالک اور امام شافعی وغیرہ بھی نہیں بچے۔ اگر یہ لوگ ضعیف ہیں تو پھر ابو حنیفہ اور ان کے بیٹے اور پوتے اور استاد اور استاذ الاستاذ کا ضعیف ہونا بجا و درست ہے ورنہ جو جواب وہاں ہے وہی یہاں ہے۔ وجہ فرق ضروری ہے۔ یہ علمی میدان ہے علمی تحقیق ہونی چاہیئے۔ بکواس اور بدتہذیبی سے قابلیت اور لیاقت نہیں ثابت ہوتی مگر اصل بات یہ ہے کہ ؎

نہ خنجر اٹھے ہے نہ تلوار ان سے ۔۔۔ یہ بازو مرے آزماتے ہوئے ہیں

جس نے الجرح علی اصول الفقہ کا جواب الصارم المسلول دیکھا ہوگا وہ میرے اس قول کی تصدیق اچھی طرح کر سکتا ہے۔

قولہ۔ ان کے شاگرد ابو یوسف و امام محمد ضعیف الی قولہ پھر کیا ایسوں کو حدیث کا علم ہوگا۔ **اقول** بے شک سچ ہے۔ ؎ جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی تم سے سیکھ جاتے۔

ابتدا میں، میں عرض کر چکا ہوں کہ محدثین کا سلسلہ حدیث امام ابو حنیفہ تک پہنچتا ہے اور سب اسی سلسلہ میں جکڑے ہوتے ہیں اس سے نکل نہیں سکتے۔ اگر یہ سب ضعیف ہیں تو جملہ محدثین ضعیف اور ان کا سلسلہ حدیث ضعیف ہے۔ ظاہر ہے کہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی امام محمد کے شاگرد۔ اور امام محمد امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ لہذا امام احمد اور امام شافعی بھی ضعیف ہیں کیونکہ بقول مؤلف رسالہ امام محمد اور امام ابو یوسف ضعیف ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اور تعجب تر یہ امر ہے کہ امام احمد بن حنبل خود امام ابو یوسفؒ کے شاگرد بلا واسطہ بھی ہیں اور ان کی شرط یہ ہے کہ سوائے ثقہ راوی کے اور کسی سے روایت ہی نہیں کرتے اور جب امام ابو یوسف ضعیف ہیں تو امام احمد کے ضعیف ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ یہ امام ابو یوسف جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں وہی امام ابو یوسف ہیں جن کو امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیا ہے اور جن کے شاگرد یحییٰ بن معین اور امام احمد اور علی بن الجعد اور بشر بن الولید اور امام محمد وغیرہ ہیں۔ ان حضرات نے فن حدیث امام ابو یوسف سے حاصل کیا چنانچہ ماہرین

فن رجال سے مخفی نہیں۔ امام ابو یوسفؒ کے بارے میں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ابو یوسف صاحب حدیث اور حامل سنت ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ حدیث میں ابو یوسف منصف تھے۔ یحییٰ بن معین کا ایک اور قول ہے کہ اصحاب الرائے میں امام ابو یوسف سے زیادہ کوئی دوسرا حدیث بیان کرنے والا نہیں۔ حماۃ الاسلام میں ہے کہ امام ابو یوسف کو بیس ہزار منسوخ حدیثیں یاد تھیں۔ ناسخ احادیث کا کیا ذکر ہے۔ مگر ہائے ابو حنیفہ کی شاگردی کہ اس کی وجہ سے امام ابو یوسف جیسا حافظ حدیث اور استاذوں کا استاذ بھی ضعیف ہونے سے نہ بچا بلکہ سب کو ضعیف بنا دیا۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھئے تو سہی ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو

حافظ ابو نعیم اور ابو یعلیٰ اور ابو القاسم بغوی شاگرد فن حدیث میں بشر بن الولید کے ہیں اور بشر بن الولید امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ سے ظاہر ہے۔ دوسرا سلسلہ امام ترمذی اور ابن خزیمہ امام مسلم کے شاگرد۔ اور امام مسلم امام احمد کے شاگرد اور امام احمد اسد بن عمرو قاضی کوفی کے شاگرد اور اسد بن عمرو ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ ان کے بارے میں یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ثقہ تھے خود امام احمد نے فرمایا صدوق صالح الحدیث تھے۔ ابن عدی کہتے ہیں اَرْجُو اَنَّہٗ لَا بَاْسَ بِہٖ کنوی کہتے ہیں کہ ان کے ثقہ ہونے کی یہ دلیل ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ان سے روایت کی ہے لہذا یہی دلیل امام ابو یوسف کے ثقہ ہونے کی ہے کیونکہ جس طرح امام احمد امام ابو یوسف کے شاگرد کے شاگرد ہیں اسی طرح امام ابو یوسف کے بھی شاگرد ہیں ع ہاتھ لا اے یار کیوں کیسی کہی۔

تیسرا سلسلہ امام ترمذی بخاری کے شاگرد اور امام بخاری احمد بن منیع بغوی کے شاگرد۔ اور احمد بن منیع اسد بن عمرو کوفی کے شاگرد اور اسد بن عمرو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں لہذا تینوں سلسلے بقول مؤلف رسالہ ضعیف ہوتے ع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔

چوتھا سلسلہ امام بیہقی دار قطنی اور ابو عبد اللہ حاکم کے شاگرد ہیں۔ اور یہ دونوں ابو محمد

حاکم کے شاگرد اور ابواحمد ابن خزیمہ کے شاگرد اور ابن خزیمہ امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر بن ابی الازہر کے شاگرد اور بشر قاضی امام ابو یوسف کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ دار قطنی بغوی کے شاگرد اور بغوی علی بن مدینی کے اور علی بن مدینی بشر کے اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ چھٹا سلسلہ حاکم ابن حبان کے شاگرد اور ابن حبان ابو یعلی کے شاگرد اور ابو یعلی علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر بن الازہر کے شاگرد اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ ساتواں سلسلہ ابوداؤد صاحب سنن علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر کے اور بشر امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ آٹھواں سلسلہ حدیث امام بخاری اور امام ترمذی اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابو زرعہ یہ پانچوں حافظ ذہلی کے شاگرد اور ذہلی بشر کے شاگرد اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ حدیث امام بخاری شاگرد علی بن الجعد کے ہیں اور علی بن الجعد امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں دسواں سلسلہ ابن مردویہ ابو محمد عبداللہ کے شاگرد اور ابو محمد ابو یعلی کے شاگرد ابو یعلی موصلی یحییٰ بن معین کے شاگرد ہیں اور یحییٰ بن معین اور امام بخاری اور ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ اور ابو زرعہ اور ابن ابی الدنیا اور ابوالقاسم بغوی، اور خود ابو یعلی موصلی علی بن الجعد کے شاگرد اور علی بن الجعد قاضی امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں یہ نمونہ کے طور پر دس سلسلے ہدیہ ناظرین کئے ہیں، تاکہ مؤلف رسالہ کی ہرزہ سرائی ظاہر ہو جاتے کہ ان کو علم حدیث کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر قاضی ابو یوسف علم حدیث سے واقف ہی نہ تھے تو یہ بڑے بڑے محدث فن حدیث میں کیوں ان کے شاگرد ہوتے اور کیوں ان سے علم حدیث حاصل کیا جن کو کچھ بھی نہ آتا تھا اور پھر خود ضعیف بھی تھے، اسی کو کہا جاتا ہے کہ جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے۔ الحمد للہ کہ ابھی اتنی قدرت ہے کہ اور بھی سلسلے بیان کر سکتا ہوں اور جہاں پر ضرورت ہوگی بیان کروں گا مگر یہاں پر اتنے پر کفایت کرتے ہیں اور اب امام محمد کی طرف رجوع کرتے اور غور فرماتے کہ ان کو بھی حدیث کا علم تھا یا نہیں، مگر جو شخص جس نے امام محمد صاحب کی تصنیفات دیکھی ہوں جو تقریباً نو سو ننانوے چھوٹی بڑی

حدیث و فقہ سیر وغیرہ میں ہیں۔ امام محمد کے تبحر علمی اور حدیث دانی سے اچھی طرح واقف ہو گا لیکن مولف رسالہ جیسے حضرات کی بصیرت کے واسطے یہاں پر ذکر کرتا ہوں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو کر حق ظاہر ہو جائے۔ ان کے حدیث میں معتبر ہونے کے واسطے یہاں پر صرف ایک قول علی بن مدینی کا نقل کرتا ہوں۔ حافظ ابن حجر لسان المیزان میں عبداللہ بن علی بن مدینی سے نقل کرتے ہیں کہ میرے والد علی بن مدینی فرماتے تھے کہ محمد بن الحسن الشیبانی حدیث میں صدوق تھے۔ یہ علی بن مدینی تو ہی شخص ہیں جن کے سامنے امام بخاری جیسے شخص نے سر تسلیم کر دیا تھا۔ اور کتب رجال میں تصریح ہے کہ لفظ صدوق الفاظ توثیق میں سے ہے لہذا یہ کہنا کہ امام محمد ضعیف ہیں غلط ہو گیا۔

اب سنئے امام محمدؒ کی پیدائش ۱۳۵ھ میں ہوئی اور ۱۸۹ھ میں انتقال ہوا۔ امام محمدؒ نے فن حدیث امام ابو یوسف اور امام مالک اور امام اوزاعی، مسعر بن کدام، سفیان ثوری، عمرو بن دینار، مالک بن مغول، ربیعہ بن صالح اور بکیر وغیرہ محدثین سے حاصل کیا خاص امام مالکؒ سے سات سو سے زیادہ حدیثیں سنیں اور یاد کیں۔ تقریباً تین سال امام مالک کی خدمت میں رہے۔ اپنے زمانہ میں بغداد میں حدیث کا درس دیتے تھے امام محمد صاحب سے امام شافعی اور ابو سلیمان جوزجانی، ہشام الرازی، علی بن مسلم الطوسی ابو عبیدہ قاسم بن سلام، خلف بن ایوب، ابو حفص کبیر، یحییٰ بن اکثم، موسیٰ بن نصیر رازی، محمد بن سماعہ، معلی بن منصور، ابراہیم بن رستم، عیسیٰ بن ابان، محمد بن مقاتل، شداد بن حکیم، علی بن معبد وغیرہ محدثین نے حدیث پڑھی۔ اگر امام محمدؒ کو فن حدیث میں بقول مولف رسالہ کچھ قابلیت نہ تھی تو یہ محدث کیوں ان کے شاگرد ہوتے اور کیوں ان سے احادیث روایت کیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ حضرت بھی علم حدیث سے واقف نہ تھے جبھی تو ایک ضعیف غیر عالم حدیث امام محمد سے حدیث کو پڑھا اور ان کے حلقہ درس حدیث میں داخل ہو کر ان کی شاگردی کی وجہ سے اپنے آپ کو بٹہ لگایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نقول اس کے متعلق آگے آرہی ہیں ناظرین منتظر رہیں۔ یہاں پر چند سلسلوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ سلسلہ اول

امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابو داؤد۔ ابو زرعہ۔ ابن ابی الدنیا یہ پانچوں امام احمد کے شاگرد اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی روایت حدیث میں امام محمد کے شاگرد ہیں دوسرا سلسلہ علی بن مدینی اور بخاری دونوں معلی بن منصور کے شاگرد اور معلی بن منصور امام محمد کے شاگرد ہیں۔ تیسرا سلسلہ ابن مردویہ ابو القاسم طبرانی کے شاگرد اور طبرانی امام طحاوی کے شاگرد اور امام طحاوی یونس بن عبدالاعلیٰ کے شاگرد اور یونس علی بن معبد کے شاگرد اور علی بن معبد فن حدیث میں امام محمد کے شاگرد ہیں۔ چوتھا سلسلہ ابو عوانہ ابن عدی کے شاگرد اور ابن عدی ابو یعلی کے شاگرد اور ابو یعلی یحییٰ بن معین کے شاگرد اور یحییٰ علی بن معبد کے شاگرد اور علی بن معبد امام محمد کے شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ ابن مردویہ اور حافظ ابو نعیم ابو الشیخ اصفہانی کے شاگرد اور اصفہانی اور ابن حبان ابو یعلی کے شاگرد اور ابو یعلی یحییٰ بن معین کے شاگرد اور یحییٰ علی بن معبد کے شاگرد اور علی امام محمد کے شاگرد ہیں۔ چھٹا سلسلہ ابو حاتم علی بن معبد کے شاگرد اور علی محمد کے شاگرد ہیں۔ ساتواں سلسلہ قاسم بن سلام علی بن معبد کے شاگرد اور علی امام محمد بن الحسن کے شاگرد ہیں۔ آٹھواں سلسلہ محمد بن اسحاق صاحب مغازی علی بن معبد کے شاگرد اور علی بن معبد امام محمد کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ اسحاق بن بن منصور علی بن معبد کے شاگرد اور علی امام محمد کے شاگرد ہیں۔ دسواں سلسلہ امام بخاری اور امام ترمذی شاگرد یحییٰ بن اکثم کے اور یحییٰ امام محمد صاحب کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ یہ دس سلسلے نمونۃً ہدیہ ناظرین ہیں۔ بغرض اس سلسلہ سے کوئی محدث بچ نہیں سکتا۔ اگر امام محمد ضعیف ہیں تو یہ سب بھی ضعیف ہیں۔ نیز علم حدیث سے یہ حضرات واقف نہیں۔ العظمۃ للہ۔ پس ثابت ہوا کہ امام محمد نہ تو ضعیف ہیں اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ ان کو حدیث کا علم نہیں تھا ورنہ یہ بڑے بڑے محدث ان کے قیامت تک شاگرد نہ ہوتے مؤلف رسالہ چشم بصیرت کھول کر غور سے دیکھیں کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں کہاں تک حق بجانب ہے۔ گو مضمون طویل ہو گیا ہے مگر فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ طرز جدید اور نئی بات ہے جس کی اہل علم اور اہل انصاف ضرور داد دیں گے۔

قولہ پہلے ایک کلام مجمل سنو۔ قیام اللیل صفحہ ۱۲۴ میں ہے کہ حدثنی علی بن

سعید النسوی قال سمعت احمد بن حنبل یقول ھٰؤلاء اصحاب
ابی حنیفة لیس لھم بصر بشیٔ من الحدیث ما ھو الا الجرأة انتھٰی

اقول. اولاً بہت ہی تعجب معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ تو امام صاحب کے احوال میں لکھا
ہے اور امام احمد کے قول کو شاگردان ابوحنیفہ کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ ان کو
حدیث دانی میں کچھ دخل نہیں، سبحان اللہ کیا اچھا کسی نے کہا ہے ؎

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا — الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

بالفرض اگر اس قول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو امام ابوحنیفہ کی ذات پر اس سے کیا
اثر پیدا ہوتا ہے. آپ نے شاید یہ آیت کریمہ نہیں پڑھی لا تزر وازرة وزر اخرٰی
اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ امام ابوحنیفہ بھی فن حدیث میں بصارت نہیں رکھتے تھے.
امام ابوحنیفہ کا قول رواۃ کی جرح اور تعدیل میں اعتبار کیا جاتا تھا. اگر ابوحنیفہ کو علم حدیث
میں بصارت نہیں اور فن رجال حدیث سے واقف نہیں تو ان کے قول کا اعتبار جرحاً و
تعدیلاً کیوں کیا جاتا تھا. دیکھو عقود الجواہر المنیفہ کی جلد ثانی کے صفحہ ۲۸ کو اس میں یہ عبارت
حافظ ابن عبدالبر کی کتاب العلم سے منقول ہے ثم ان تضعیف زید نقل عن الامام
قال المنذری ما علمت احدا ضعفه الا ان ابن الجوزی نقل عن ابی حنیفة
انه مجهول وکذا قال ابن حزم اه قلت یدل علی جهالته ان الحاکم لما اخرج
هذا الحدیث من طریق یحیی بن ابی کثیر عن عبد الله بن یزید عن زید
بن ابی عیاش عن سعد ثم قال لم یخرجه الشیخان لما خشیا من جهالة
زید وقال الطبری فی تهذیب الآثار علل الخبر بان زیدا تفرد به
وهو غیر معروف فی نقلة العلم فهذا ابن جریر والحاکم یدل
کلامهما علی جهالته فکیف یقول المنذری ما علمت احدا ضعف زیدا
الا ما ذکره ابن الجوزی الی آخره ولو سلم انفراد الامام فی تجهیله او تضعیفه
کفانا ذلك فان کلامه مقبول فی الجرح والتعدیل اذا قالت حذام وقد عقد
ابن عبدالبر فی کتاب جامع العلم بابا فی ان کلام الامام یقبل فی الجرح والتعدیل

زاجعہ ا۔ پھر زید کی تضعیف امام ابوحنیفہ سے منقول ہے۔ منذری کہتے ہیں مجھ کو
علم نہیں کہ کسی نے زید کو ضعیف کہا بجز اس قول کے کہ ابن جوزی نے امام ابوحنیفہ سے
نقل کیا ہے کہ زید مجہول ہیں اور اسی طرح ابن حزم نے کہا ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں
کہ زید کے مجہول ہونے پر یہ امر دلالت کرتا ہے کہ جس وقت حاکم نے یحییٰ بن ابی کثیر
کے طریق سے تخریج کی جو عبداللہ بن یزید سے اور زید ابی عیاش سے اور زید سعد سے
روایت کرتے ہیں تو حاکم نے کہا شیخان نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی کیونکہ ان دونوں
نے جہالت زید کا خوف کیا اور امام طبری نے تہذیب الآثار میں فرمایا کہ یہ حدیث تفرد زید
کی وجہ سے معلول ہے اور ناقلین علم میں وہ غیر معروف ہیں۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں
پس ابن جریر اور حاکم کا کلام زید کے مجہول ہونے پر دال ہے لہذا منذری کس طرح کہتے
ہیں کہ سوائے ابوحنیفہ کے اور کسی نے زید کو ضعیف نہیں کہا اور اگر زید کی تجہیل وتضعیف
میں امام ابوحنیفہ کو متفرد ہی تسلیم کر لیا جائے، جب بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ ان کا قول رواۃ
کے جرح وتعدیل میں مقبول ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب جامع العلم میں اس
امر کا ایک مستقل باب باندھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا قول جرح وتعدیل میں معتبر ہے۔ اس
کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ لہذا اگر امام ابوحنیفہ کو بصارت فی علم الحدیث نہ ہوتی تو کیوں ان کا قول
جرح وتعدیل میں مقبول ہوتا۔ امام ترمذی نے خود کتاب العلل میں امام صاحب کا قول جرح
وتعدیل کے بارے میں نقل کیا ہے چنانچہ جامع ترمذی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۳۲ میں
یہ عبارت موجود ہے۔ حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو یحیی الحمانی قال
سمعت اباحنیفة یقول ما رأیت اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من
عطاء بن ابی رباح انتھی۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ ہم سے محمود بن غیلان نے بیان
کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو یحییٰ حمانی نے بیان کیا کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو کہتے ہوئے
سُنا کہ جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ امام
ترمذی نے جابر کی جرح میں اس قول کو نقل کیا ہے اس سے ہر منصف اس امر کو اچھی طرح
معلوم کر سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ فن رجال میں کس پایہ کے محدث تھے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب

میں بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی روایت ترمذی اور نسائی میں ہے۔ لیکن غضب یہ ہوا ہے کہ معاندین نے عداوت امام کی وجہ سے کتابوں میں سے ہٹا دیا۔ اللہ تیری شان کے قربان۔

دوسری عرض یہ ہے کہ امام صاحب کے شاگردوں کی ہی کیا خصوصیت ہے اور ائمہ کے شاگرد بھی ایسے نکلیں گے کہ جن کو علم حدیث میں کچھ بھی بصارت نہیں، چنانچہ کتب رجال کے دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ان کو گننا تطویل لاطائل ہے۔

تیسرے اگر امام احمد کے قول سے کلیہ مراد ہے تو قطعاً غلط ہے کیونکہ سیکڑوں شاگرد امام صاحب کے فن حدیث کے امام اور شیوخ تسلیم کئے گئے ہیں، نمونۃً چند ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں ان سے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ یہ قول امام احمد کا کہاں تک صحیح ہے۔ اول وکیع بن الجراح جو امام محدث حافظ عراق کوفی ہیں تذکرۃ الحفاظ ص۲۸ میں امام ذہبی فرماتے ہیں کہ انھوں نے حدیث ابوحنیفہ سے پڑھی اور امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے ویفتی بقول ابی حنیفۃ ۱۵ ان کے بارے میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وکیع سے بڑھ کر میں نے ذی الحافظہ اور جامع علم کسی کو نہیں دیکھا، وکیع جیسا شخص میری نظر سے نہیں گذرا کہ وہ حدیث کے بھی حافظ تھے اور فقیہ بھی تھے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ وکیع سے افضل میں نے کسی کو نہیں دیکھا وہ رات بھر نماز پڑھا کرتے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے ان کے شاگرد امام احمد، عبداللہ بن مبارک، علی بن المدینی، یحییٰ بن اکثم، اسحاق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ ابن معین، احمد بن منیع وغیرہ محدث ہیں، یہ وہی وکیع ہیں جو ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ کیا ان کو فن حدیث میں بصارت نہیں تھی اور تعجب تر یہ ہے کہ باوجود بصارت نہ ہونے کے پھر امام احمد شاگرد ان کے ہوگئے۔ مؤلف رسالہ امام احمد کی طرف سے جواب دیں۔ دوسرے یزید بن ہارون حافظ حدیث اور شیخ الاسلام کہلاتے تھے حافظ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں انہوں نے فن حدیث عاصم احول اور امام ابوحنیفہ اور یحییٰ بن سعید اور سلیمان تیمی سے حاصل کیا۔ اور امام احمد اور علی بن المدینی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید وغیرہ نے

ان سے حدیث حاصل کی ہے۔ ابن مدینی کہتے ہیں میں نے یزید سے بڑھ کر کسی کو قوی الحافظہ نہیں دیکھا۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ یزید پکے حافظ حدیث تھے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یزید ثقہ امام تھے۔ لہٰذا اب یہ مؤلف رسالہ سے دریافت کرنا ہے کہ یزید کو فن حدیث میں بصیرت تھی یا نہیں اور یہ اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں یا نہیں۔ تیسرے فضل بن دکین کوفی جن کی کنیت ابو نعیم ہے حدیث کے حافظ ہیں، تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے امام احمد، اسحاق بن راہویہ، ابن معین ذہلی۔ امام بخاری، دارمی، ابن مبارک وغیرہ محدثین نے حدیث کی روایت کی ہے، مؤلف رسالہ فرمائیں کہ یہ اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں یا نہیں اور ان کو فن حدیث میں کمال حاصل تھا یا نہیں۔ چوتھے ابو عبدالرحمٰن عبداللہ عمری کوفی مقری ہیں تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ اور شعبہ بن حجاج سے حدیث حاصل کی، یہ امام بخاری کے استاذ ہیں، امام بخاری نے ان سے روایت کی ہے۔ اگر علم حدیث میں ان کو بصیرت نہیں تو امام بخاری جیسے شخص نے ان سے کیوں حدیث کی روایت کی اور کیوں ان کی شاگردی میں داخل ہوئے۔ مؤلف رسالہ سے جواب طلب ہے کیا ابو حنیفہ کے حدیث میں یہ شاگرد نہیں تھے۔ پانچویں عبدالرزاق بن ہمام حمیری صنعانی حافظ کبیر ہیں انہوں نے بکثرت احادیث امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہیں امام صاحب کے حالات میں حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں وحدث عنه وكيع ويزيد بن هارون وسعد بن الصلت وابو عاصم وعبدالرزاق وعبيد بن موسٰى وابو نعيم وابو عبدالرحمٰن المقرى وبشر كثير اه اب مؤلف رسالہ فرمائیں کہ عبدالرزاق جو امام صاحب کے شاگرد ہیں محدث تھے یا نہیں۔ چھٹے امام ابو یوسف القاضی شاگرد رشید امام ابو حنیفہ کے ہیں۔ حافظ ذہبی نے ان کو تذکرۃ الحفاظ میں حافظین حدیث کی فہرست میں شمار کیا ہے خود امام احمد حدیث میں ان کے شاگرد تھے، سب سے پہلے ان ہی کی شاگردی حدیث میں اختیار کی۔ ان کے بارے میں امام احمد کا قول ہے کہ ابو یوسف حدیث میں منصف تھے۔ ابن معین فرماتے ہیں صاحب حدیث اور عامل سنت تھے۔ ان سے علاوہ امام احمد

کے ان محدثین سنے حدیث پڑھی ہے۔ یحییٰ بن معین، علی بن الجعد، بشر بن الولید، امام محمد وغیرہ۔ اگر ان کو حدیث میں کچھ دخل نہ تھا تو ان حضرات نے کیوں ان سے حدیث حاصل کی، ساتویں مکی بن ابراہیم خراسانی حافظ حدیث ہیں انھوں نے بھی علاوہ امام جعفر، اور بہز بن حکیم، ابن جریج وغیرہ کے ابوحنیفہ سے حدیث پڑھی ہے یہ بھی اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں۔ ان کے بارے میں ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ثبت، دار قطنی نے کہا ثقہ مامون۔ ان سے امام احمد، امام بخاری، یحییٰ بن معین وغیرہ نے حدیث حاصل کی۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ جب اصحاب امام کو حدیث میں بصارت نہیں تو مکی بن ابراہیم کو ان حضرات نے اپنا شیخ کیوں بنایا اور وہ بھی حدیث میں، مؤلف رسالہ اس کا جواب دیں، آٹھویں امام زفر بن الہذیل العنبری حافظ ذہبی میزان میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ فقہاء میں سے ایک فقیہ اور عابدوں میں سے ایک عابد صدوق تھے، ابن معین اور بہت سے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ احد الفقہاء والعباد وثقہ غیر واحد وابن معین اھ یہ وہی زفر ہیں جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد رشید ہیں، پھر ان کی اتنی تعریف امام ذہبی کیوں کرتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ امام ذہبی اور یحییٰ بن معین وغیرہ کو اس کی خبر نہیں تھی کہ یہ ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں ان کو فن حدیث میں کچھ مہارت نہیں ورنہ صدوق اور ثقہ نہ کہتے، مؤلف رسالہ جواب مرحمت فرمائیں کہ اس کا حل کس طرح ہے۔ دسویں شعبہ، سفیان بن عیینہ، لیث بن سلیم، نضر بن شمیل، عبداللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض، ابوداؤد الطیالسی حفص بن غیاث۔ یحییٰ بن ابی زائدہ۔ اسد بن عمرو۔ یحییٰ بن زکریا وغیرہ محدثین علم حدیث میں کچھ دخل رکھتے تھے یا نہیں کیونکہ یہ سب امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور ان کے اصحاب کہلاتے ہیں اگر انکار کیا جاوے گا تو قیامت قائم ہو جاتے گی، مؤلف رسالہ سوچ سمجھ کر جواب دیں، ناظرین کی وسعت معلومات کے واسطے ان حضرات کا شمار کرنا پڑا نیز امام احمد کے قول کی جانچ بھی اس سے ہو جائے گی کہ کہاں تک صحیح ہے، چوتھے یہ قول امام احمد کے اس قول کے منافی ہے جس میں انھوں نے امام ابویوسف کی تعریف کی ہے جو ابھی گزر چکا ہے۔ پانچویں یہ قول امام احمد کا یحییٰ بن معین کے قول کے منافی ہے جس

کو حافظ ابن عبد البر نے اپنی کتاب جامع العلم میں نقل کیا ہے اور وہاں سے عقود الجواہر المنیفہ کے مقدمہ میں نقل کیا گیا ہے جس میں یہ ہے کہ ہمارے اصحاب امام صاحب اور ان کے شاگردوں کے بارے میں زیادتی کرتے ہیں اور حد سے بڑھ جاتے ہیں کسی نے یحییٰ سے پوچھا کہ ابو حنیفہ کیا جھوٹ بولتے تھے انہوں نے جواب دیا نہیں۔ فقد روی عباس بن محمد الدوری قال سمعت یحیی بن معین یقول اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ فقیل لہ اکان ابو حنیفۃ یکذب قال کان انبل من ذلك اھ (عقود الجواہر ص۸) اس قول سے معلوم ہوا کہ اصحاب ابی حنیفہ کو جو برا کہا جاتا ہے یہ زیادتی ہے وہ ایسے نہیں ہیں۔ لہٰذا امام احمد کا قول معتبر نہیں چاہئے بعض معاصر کی جرح بعض دوسرے معاصر کے حق میں مقبول نہیں ہوتی۔ پس امام احمد کی یہ جرح مقبول نہیں کیونکہ امام احمد اصحاب ابی حنیفہ کے معاصر ہیں۔ امام ابو یوسف اور اسد بن عمرو بن عامر الکوفی وغیرہ سے حدیث پڑھی ہے چنانچہ گزر چکا۔ حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں قاضی ابو یوسف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ سمع ہشام بن عروۃ و ابا اسحق الشیبانی وعطاء بن السائب وطبقتہم وعنہ محمد بن الحسن الفقیہ واحمد بن حنبل الخ اسد بن عمرو کے متعلق طبقات حنفیہ میں تصریح ہے پس ثابت ہوا کہ امام احمد اصحاب ابی حنیفہ کے معاصر ہیں اور جب معاصر ہوتے ان کا قول ان کی جرح میں معتبر نہیں۔ معلوم ان مجرد قول الخصم فی خصمہ لا یوجب القدح فی واحد منہما فہذا کلام احد المتشاجرین فی الآخر اھ (منہاج السنۃ) قول الاقران بعضہم فی بعض غیر مقبول وقد صرح الحافظان الذہبی وابن حجر بذلك قال ولا سیما اذا لاح انہ لعداوۃ او لمذہب اولحسد لا ینجو منہ الا من عصمہ اللہ قال الذہبی وما علمت ان عصرا اسلم اہلہ من ذلك الا عصر النبیین والصدیقین اھ (خیرات الحسان) حافظ ابن حجر مکی خیرات حسان میں فرماتے ہیں۔ اقران کا کلام اپنے ہم عصروں کے بارے میں معتبر نہیں اور حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی تصریح کی ہے خصوصا

اس وقت تو بالکل ہی معتبر نہیں جب کہ ظاہر ہو جاتے کہ یہ کلام کسی عداوت یا اختلاف مذہب یا حسد کی وجہ سے ہے کیونکہ حسد یہ ایک ایسی بلا اور بیماری ہے کہ اس سے جس کو خدا بچاتے وہی بچ سکتا ہے ورنہ نہیں، ذہبی فرماتے ہیں میرے علم میں سوائے انبیا اور صدیقین کے زمانہ کے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس کے اہل اس حسد سے بچے ہوتے اور محفوظ ہوں۔ پس یہاں اختلافِ مذہب اور حسد و عداوت کی صورت ممکن ہے۔ لہذا اس قول امام احمد سے استدلال صحیح نہیں اور اصحاب ابی حنیفہ پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ ساتویں یہ قول امام احمد کا خود اُن کے قاعدے اور اصل کے معارض ہے صرح ابن تیمیۃ والتقی السبکی والسخاوی ان الامام لا یروی الا عن ثقۃ اھ (تنسیق النظام) ابن تیمیہ اور سبکی اور سخاوی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ امام احمد ثقہ کے سوا اور کسی سے روایت ہی نہیں کرتے۔ لہذا امام ابو یوسف اور اسد بن عمرو وغیرہما سے امام احمد کا حدیث کی روایت کرنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ اصحاب ابی حنیفہ ان کے نزدیک ثقہ اور اصحاب حدیث ہیں، پس جرحی قول کا اعتبار نہیں، آٹھویں حقیقت میں یہ قول اُن کا جرح ہی نہیں تا کہ ضعف ثابت ہو جس کے درپے مصنف رسالہ ہے، ومن ادعی فعلیہ البرھان بالبیان نویں اگر بالفرض جرح بھی، ہو مجمل و مبہم ہے جو مقبول نہیں کیونکہ لیس لھو بصر بشئ من الحدیث قائم مقام لیس بعدل وغیرہ کے ہے اما الطعن من ائمۃ الحدیث فلا یقبل مجملا ای مبھما بان قیل ھذا الحدیث غیر ثابت او منکر او فلان متروک الحدیث او ذاھب الحدیث او مجروح او لیس بعدل من غیر ان یذکر سبب الطعن وھو مذھب عامۃ المحدثین والفقہاء۔ اھ (کشف اصول البزدوی) ائمہ حدیث کا کسی حدیث یا راوی میں مبہم طعن کرنا معتبر نہیں اور حدیث کو درجہ اعتبار سے گراتا نہیں، مثلاً کوئی محدث یوں کہے کہ فلاں حدیث ثابت نہیں یا منکر ہے، یا فلاں راوی متروک الحدیث یا ذاہب الحدیث یا مجروح یا غیر عادل ہے تو یہ جرح مبہم مقبول نہیں جب تک سبب طعن وجرح کو ذکر نہ کرے، عامہ محدثین اور فقہا کا یہی مذہب ہے لہذا

صورت مذکورہ اور حالت موجودہ میں اصحاب ابی حنیفہ پر امام احمد کے قول مذکور سے کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔ دسویں اس قول کا عداوت اور اختلاف مذہب پر مبنی ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ محمد بن نصر المروزی اس قول کو تین رکعت وتر کے بیان میں لاتے ہیں اور چونکہ تین رکعت مذہب جو ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا ہے محمد بن نصر المروزی کے خلاف ہے اور اسی خلاف مذہب کی وجہ سے امام صاحب کے بارے میں جو الفاظ انھوں نے استعمال کئے ہیں وہ محمد بن نصر مروزی کی شان میں عیب پیدا کرتے ہیں صد۱۲ کے طرز بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن نصر مروزی کو امام صاحب پر بہت طیش آرہا ہے۔ اسی بناء پر فرماتے ہیں و زعم النعمان ان الوتر ثلاث وزعم انه ليس للمسافر ان يوتر على دابته وزعم انه من نسى الوتر فذكره في صلوة الغداة بطلت صلوته وقوله هذا خلاف للاخبار الثابتة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم و اصحابه وخلاف لما اجمع عليه وانما اتى من قلة معرفته بالاخبار وقلة مجالسته للعلماء اه یہ عبارت ان کی باعلی ندا پکار رہی ہے کہ محمد بن نصر غصہ میں بھرے ہوتے ہیں، اسی وجہ سے سختی سے کلام کر رہے ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ان کے خلاف ہے وہ اپنے زعم فاسد میں یہ سمجھ رہے ہیں کہ تین رکعت وتر کا نصوص حدیثیہ سے کہیں ثبوت نہیں، نیز وجوب کو بمعنی فرض قطعی سمجھ بیٹھے و نیز وتر کو وہ محض نفل نماز سمجھ گئے اس لئے ابو حنیفہ پر آنکھیں نکال رہے ہیں اور امام کے قول کو زعم سے تعبیر کر کے احادیث اور صحابہ اور اجماع اہل علم کے خلاف بتاتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ خود انہوں نے اسی باب میں صحابہ اور تابعین اور دیگر علماء سے تین رکعت وتر ہونا نقل کیا ہے پھر صحابہ کے خلاف اور اجماع اہل علم کے مخالف امام کا مذہب کیوں ہو گیا یہ صرف مخالفت مذہب کا غصہ ہے اور کچھ نہیں ان کو تو اسی پر بس کرنا چاہیے کہ کسی حنفی نے ان میں کلام نہیں کیا ورنہ وہ ان کے قول کا ایسا ہی سخت جواب دیتا جو انہوں نے امام ابو حنیفہ کی شان میں سوء ادبی کی ہے کہ اخبار کا چونکہ ان کو علم کم اور علماء کی صحبت

میں بیٹھنے کا بہت کم اتفاق ہوا، اس لئے احادیث اور صحابہ اور اجماع کے خلاف کی نوبت آئی سبحان اللہ کیا کہنا ہے کہ محمد بن نصر مروزی ابوحنیفہ کے تلامیذ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، اس پر یہ مزہ ہے کہ اگر اخبار و احادیث کا علم کم ہوتا تو امام ذہبی حفاظ اسلام میں ابوحنیفہ کو ذکر نہ کرتے اور فضائل و مناقب کو ذکر نہ کرتے اور مجالس علما میں شرکت کی حالت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ چار ہزار علما۔ ان کے شیوخ میں داخل ہیں لہذا یہ کہنا کہ علما کی صحبت کم ہوئی اس لئے اس کے خلاف کی نوبت پہنچی عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس عبارت کے بعد جو انہوں نے امام احمد کا قول نقل کیا ہے عداوت اور اختلاف مذہب کی بین دلیل ہے جو عبارات بالا کے اعتبار سے قابل قبول نہیں، اس قول کی وجہ سے وہ خود مستحق جرح ہو گئے۔

قولہ۔ اجی اصحاب ابی حنیفہ کو ابھی رہنے دیجئے، کل کے کل کوفہ والے ایسے ہی تھے چنانچہ تدریب الراوی صفحہ ۱۳ میں ہے کہ کوفہ والوں کی حدیثوں میں کدورت ہے اور خطیب بغدادی نے کہا کہ کوفہ والوں کی روایتوں میں بہت کدورت ہے الخ۔ **اقول** ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ لو چلو فیصلہ ہی ہوگیا، اب تو ناظرین علم حدیث ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں، نہیں بلکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ حدیث کی کتابوں کو بھی اب معتبر نہ سمجھئے کیونکہ اہل کوفہ ضعیف اور ان کی تمام روایتیں ضعیف اور کدورت والی ہیں اور قسمت سے صحاح ستہ میں کوفی راوی بہت سے ہیں، خصوصاً شیخین پر سے اب ایمان کو دور کر دیجئے۔ اگر کوفی رواۃ سب کے سب بقول مؤلف رسالہ قوی الحافظہ، عادل، حافظ، ضابط، ثقہ نہیں تھے تو ان حضرات نے کیوں کوفیوں سے روایات نقل کیں، نمونہ کے طور پر چند کوفی محدث ناظرین اور مؤلف رسالہ کے اطمینان قلب کے واسطے پیش کرتا ہوں ملاحظہ کے بعد مؤلف رسالہ کو داد دیں اور ان کی عقل نام پر چار آنسو بہاویں۔ علقمۃ بن قیس نخعی کوفی ثقہ ثبت فقیہ عابد روی لہ الستۃ (تقریب) قاسم بن مخیمرۃ ابوعروۃ ہمدانی کوفی ثقہ فاضل روی لہ البخاری ومسلم والاربعۃ اھ (تقریب) عبدالرحمٰن

بن لیلی الانصاری کوفی ثقۃ روی لہ الستۃ (تقریب) صلۃ بن زفر عبسی کوفی ثقۃ جلیل روی لہ الستۃ (تقریب) شقیق بن سلمۃ الاسدی کوفی ثقۃ مخضرم روی لہ الستۃ (تقریب) شریح بن ہانیٔ حارثی کوفی مخضرم ثقۃ (تقریب) شریح بن النعمان صائدی کوفی (ترمذی) شریح بن الحارث کندی کوفی قاضی وشریح بن ہانی کوفی (ترمذی) سعید بن جبیر اسدی کوفی ثقۃ ثبت فقیہ روی لہ الستۃ (تقریب) سالم بن ابی الجعد غطفانی اشجعی کوفی ثقہ روی لہ الستۃ (تقریب) سائب بن مالک والد عطاء کوفی ثقۃ (تقریب) سفیان بن عیینہ ثقۃ حافظ فقیہ امام حجۃ روی لہ الستۃ (تقریب) اصل پیدائش کوفہ کی ہے (ضیاء الساری) حبیب بن ابی ثابت اسدی کوفی ثقۃ فقیہ جلیل روی لہ الستۃ (تقریب) محمد بن المنتشر ہمدانی کوفی ثقۃ (تقریب) مسعر بن کدام ہلالی کوفی ثقۃ ثبت فاضل روی لہ الستۃ (تقریب) مسلم بن صبیح ابو الضحیٰ عطار ہمدانی کوفی ثقۃ فاضل (تقریب) موسی بن ابی عایشۃ ہمدانی کوفی ثقۃ عابد روی لہ الستۃ (تقریب) منصور بن المعتمر سلمی کوفی ثقہ ثبت روی لہ الستۃ (تقریب) یہ اثبت اہل کوفہ ہیں (ترمذی) محارب بن دثار سدوسی کوفی قاضی ثقۃ امام زاہد روی لہ الستۃ (تقریب) عثمان بن عاصم بن حصین اسدی کوفی ثقہ ثبت سنی روی لہ الستۃ (تقریب)

ان کی نظیر صحیحین کے رواۃ میں نہیں ہے۔ (نووی شرح مسلم) یہ کوفہ کے بیس محدثوں کے نام میں نے پیش کئے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے حافظہ ثقاہت، عدالت ضبط حدیث۔ فقاہت۔ اتقان کے جملہ محدثین قائل ہیں۔ یہ وہ ائمہ ہیں کہ جن سے بخاری مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ وہ رواۃ حدیث ہیں جن میں کسی قسم کی خرابی کوئی متنفس ثابت نہیں کر سکتا۔ یہ وہ محدثین ہیں جن کی حدیثیں اور راویوں کے اعتبار سے زیادہ مستند

ہیں۔ یہ وہ راوی ہیں کہ کتب حدیث خصوصاً صحاح ستہ کا مدار ان ہی جیسے حضرات پر ہے۔ پس منہ اٹھا کر یہ کہہ دینا کہ تمام کوفہ والوں کی حدیث میں کدورت ہے غلط اور بالکل غلط ہے اور نہ خطیب اور صاحب تدریب کی یہ مراد ہے ورنہ یہ قول ان کا نقلاً عقلاً دونوں طرح غلط ہے جس کی طرف ادنےٰ عقل والا توجہ نہیں کر سکتا۔ نیز یہ جرح مبہم ہے جو مقبول نہیں چنانچہ گزر چکا۔ عوام کو دھوکہ میں ڈالنا مقصود ہے ورنہ اظہار حق اس کا نام نہیں ہوتا کہ ابوحنیفہ کی عداوت میں جو جی میں آیا بک دیا اور اس کا خیال نہ فرمایا کہ لکل فرعون موسیٰ مگر آپ کیا کریں۔

نیش عقرب نہ از پے کین ست　　　مقتضائے طبیعتش این ست

ناظرین! یہ ہے ان حضرات کا علمی سرمایہ اسی پر اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور ظاہری ایمان یہ ہے ع ما اہل حدیثیم دغا را نہ شناسیم۔

قولہ۔ پس جب سب کے سب ایک ہی لاٹھی کے ہانکے ہیں تو امام ابوحنیفہ کیسے قوی الحافظہ ہو سکتے ہیں الخ اقول۔ ناظرین ابھی آپ کو دودھ اور پانی علیحدہ ہو کر معلوم ہو چکا ہے جس پر مؤلف کو بہت فخر ہے اس کی حقیقت سے پردہ اٹھ چکا ہے کہ یہ صرف دھوکہ ہے جس کرتوت پر ناز تھا اس کا تار تار علیحدہ علیحدہ ہو گیا ہے کوفہ والے اور عراق والے قوی حافظہ اور امام ابوحنیفہ بھی قوی حافظہ ہیں جبھی تو حافظ ذہبی شافعی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ذکر کیا اور بہت ثنا وصفت کی ہے مگر ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب ست　　　گل ست سعدی و در چشم دشمناں خار ست

ثانیاً اگر بفرض محال یہی تسلیم کر لیا جائے کہ کوفہ اور عراق والے ضعیف اور کمزور حافظہ والے تھے تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ابوحنیفہ بھی ایسے ہی تھے، حضرت من اس میں لزوم عادی بھی نہیں عقلی تو کجا، ان دونوں میں ملازمت ثابت کرنا آپ کے ذمہ ہے ورنہ اثبات مدعا سے آپ کوسوں دُور ہیں و دونہ خرط القتاد۔ ثالثاً یہ دونوں قول جو آپ نے تدریب سے نقل کئے ہیں قضیہ مہملہ ہے جو قوت جزئیہ میں ہے، پس ثبوت مدعا میں ناکافی ہیں اور اگر کلیہ مراد ہے تو بالکل غلط ہے جو ابھی بیان کر چکا ہوں اور ایک مختصر سی

فہرست ناموں کی گنا چکا ہوں۔ اس خرابی کے ابطال پر دلیل قائم کرنا چاہیئے مگر ؎
سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی صاحب یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں
یہ وہ گڑ نہیں ہے جو چیونٹے کھا جائیں۔ بلکہ یہ مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص ابوجہل اور ابولہب کی عداوت میں مکہ کے تمام صحابہ وغیرہ کو برا کہنے لگے یا ایک مسلمان کوئی برا کام کرے تو اس کی وجہ سے تمام برے ہو جائیں یا ایک نے کوئی حق بات کہی تو سب سے عداوت رکھنی ضروری ہے۔ یہ عجب منطق ہے جس کو اہل حدیث زمانہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

قولہ۔ اب ابوحنیفہ کی بابت خاص قول سنو۔ تخریج ہدایہ ابن حجر فاروقی فی حاشیۃ صفحہ ۹۲ میں ہے۔ قال صاحب المنتظم عن عبد اللہ بن علی بن المدینی قال سالت ابی عن ابی حنیفۃ فضعفہ جدا انتھی یعنی علی بن مدینی کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ علی بن مدینی سے ابوحنیفہ کا حال پوچھا تو انہوں نے نہایت ضعیف بتلایا اھ **اقول** ؎

ہوشیار اے چرخ ظالم ہوشیار دیکھ ہم نے آہ آتشبار کی

ناظرین یہ وہ عبارت ہے جس پر مؤلف رسالہ کو ناز ہے اسی عبارت کی وجہ سے حافظ ابن حجر کو مضعفین امام ابوحنیفہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر کی کتاب تقریب التہذیب وہ کتاب ہے جس میں انہوں نے اقرب الی الصواب اور اعدل اور صحیح قول لکھنے کی شرط کی ہے۔ اس میں امام ابوحنیفہ کا ترجمہ لکھا ہے لیکن کوئی لفظ اس عبارت میں ایسا نہیں ہے جس سے امام ابوحنیفہ کے ضعیف ہونے کا وہم بھی ہو۔ وہ فرماتے ہیں۔ النعمان بن ثابت الکوفی ابوحنیفۃ الامام یقال اصلہٗ من فارس ویقال مولی بنی تیم فقیہ مشہور من السادسۃ مات سنۃ خمسین ومائۃ علی الصحیح ولہٗ سبعون سنۃ روی لہ الترمذی والنسائی اھ اگر امام ابوحنیفہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک ضعیف ہوتے یا ان کو ان کی تضعیف کا علم صحیح طریق سے ہوتا تو ضرور تقریب میں اپنی شرط کے مطابق لکھتے معلوم

ہوتا ہے کہ یاروں کی گڑھی ہوئی بات ہے ع یہ بات نامہ بر کی بنائی ہوئی سی ہے حافظ ابن حجر پر بہتان باندھا ہے۔ نہ معلوم آپ کس جون میں تھے جس وقت رسالہ تصنیف فرمایا غالبا کوئی کتاب اٹھا کر نہیں دیکھی ورنہ کبھی اس قسم کی بکواس سرزد نہ ہوتی دوسرے حافظ ابن حجر نے خود تہذیب التہذیب میں یحییٰ بن معین سے امام ابوحنیفہ کی توثیق نقل کی ہے چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔ قال محمد بن سعد سمعت یحیی بن معین یقول کان ابوحنیفة ثقة لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظه ولا یحدث بما لا یحفظه وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابوحنیفة ثقة فی الحدیث اھ اس عبارت نے میدان صاف کر دیا ورنہ مزور اس کو رد کرتے اور تضعیف ثابت کرتے بلکہ انہوں نے جرح کو رد کر دیا ہے جو بعض متعصبوں نے امام صاحب پر کی ہے، حافظ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں جس کا نام الہدی الساری ہے فرماتے ہیں۔ ومن ثم لم یقبل جرح الجارحین فی الامام ابی حنیفة حیث جرحه بعضهم بکثرة القیاس وبعضهم بقلة معرفة العربیة وبعضهم بقلة روایة الحدیث فان هذا کله جرح بما لا یجرح الراوی اھ (مقدمہ) اور اسی سبب سے جارحین کی جرح امام ابوحنیفہ کے حق میں مقبول نہیں ہے۔ مثلاً بعض نے کثرتِ قیاس کی وجہ سے اور بعض نے قلت عربیت کی وجہ سے اور بعض نے قلت روایت حدیث کی وجہ سے ان پر جرح کی ہے لیکن یہ ایسی جرح ہے جس سے راوی میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا لہذا مقبول نہیں مردود ہے۔ حافظ کے اس قول نے تو ستم ڈھا دیا کہ امام ابوحنیفہ کو بالکل ہی بری کر دیا کہ جن لوگوں نے جرح کی ہے وہ مردود ہے اگر حافظ ابن حجر کے نزدیک قابل اعتبار ہوتی تو اس کی اور تائید کرتے نہ یہ کہ اس جرح کو مردود کر دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ حافظ ابن حجر کے نزدیک مجروح وضعیف نہیں ان کو مضعفین امام میں شمار کرنا ان پر افترا اور بہتان باندھنا ہے ؎

یوں تو ہر ایک کیا کرتا ہے دعویٰ حق کا — چھاچھ کو اپنی بتاتا نہیں کوئی کھٹا

زر کو جس وقت کسوٹی پہ کسا جائے گا حال کھل جائے گا سب اس کے کھرے کھوٹے کا
لاکھ تانبے پہ ملمع کو چڑھائے کوئی

ناظرین نے حافظ ابن حجر کی تصریحات سے اچھی طرح معلوم کر لیا کہ امام ابوحنیفہ ان کے نزدیک ثقہ ہیں ضعیف نہیں، اسی طرح یحییٰ بن معین اور محمد بن سعد اور صالح بن محمد اسدی کے نزدیک بھی ثقہ ہیں، لہذا مؤلف رسالہ کا یہ قول بالکل غلط ہو گیا کہ آج تک جتنے محدث گزرے ہیں سب نے امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہا ہے کیونکہ یہ چار تو اس میں سے کم ہو گئے۔ تیسری عرض یہ ہے کہ یہ قول جو مؤلف رسالہ نے نقل ہے یہ حافظ ابن حجر کی کتاب درایہ میں جس کو تخریج احادیث ہدایہ سے تعبیر کیا ہے نہیں ہے بلکہ اس کے حاشیہ پر ہے۔ چنانچہ عبارت صاحب رسالہ سے ظاہر ہے۔ پس اس کو حافظ ابن حجر کی طرف منسوب کر کے ان کو مضعفین امام میں شمار کرنا یہ ایک اور جھوٹ اور افترا اور لوگوں کو دھوکہ دینا ہے ع ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی۔ اگر حافظ ابن حجر کی عبارت ہوتی تو درایہ میں بیان کرتے ہوتے ان کو کون مانع تھا۔ افسوس ہے ایسی جہالت اور نادانی پر کہ عداوت کی وجہ سے کچھ بھی خیال نہ رہا کہ میں کیا کرتا ہوں اور دم منہیہ کا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام کتاب میں کہیں پہ بھی نہیں لکھا اور نہ سلف کی یہ عادت تھی کہ منہیات لکھیں، حاشیہ پر عبارت کا ہونا پکار کر بتلا رہا ہے کہ یہ کسی متعصب کی کرتوت ہے لہذا اس سے امام کے دامن ثقاہت پر کوئی داغ نہیں پڑ سکتا۔ چوتھے صاحب المنتظم اور علی بن مدینی کے بیٹے عبد اللہ کے درمیان بہت فاصلہ ہے زمانہ دراز کا بُعد ہے سند میں انقطاع ہے یہ قول انھوں نے کس سے سُنا اور کہاں سے نقل کیا جب تک بطریق سند صحیح متصل ثابت نہ ہو قابل اعتبار اور وثوق نہیں اور اس منقطع سند سے امام صاحب کے دامن عدالت پر کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ پانچویں یہ قول منقطع السند علی بن مدینی کے دوسرے قول کے منافی ہے جس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ ہیں ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ روایت حدیث میں ان کے شاگرد سفیان ثوری اور ابن مبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع اور عباد بن العوام اور جعفر بن عوام اور جعفر

بن عون ہیں۔ اگر نقل کی ضرورت ہو تو ملاحظہ فرمایئے۔ حافظ ابن حجر مکی شافعی خیرات حسان کے اڑتیسویں فصل میں فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام علی بن المدینی ابو حنیفة روی عنه الثوری وابن المبارك وحماد بن زید وهشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن العوام وجعفر بن عون وهو ثقة لا باس به انتہی اب تو ابن حجر مکی اور علی بن مدینی کے نزدیک بھی امام ابوحنیفہ ثقہ ثابت ہوگئے پہلے چار محدثوں میں ان دو کو شمار کرکے چھ تسلیم کرلیں تاکہ جملہ محدثین سے کچھ اور کمی ہو جائے اس قول کو عقود الجواہر المنیفہ کے مقدمہ کے صفحہ ۸ میں بھی نقل کیا ہے۔ اب مؤلف رسالہ یا تو اس قول کو تسلیم کریں اس کی وجہ ترک بیان کریں یا اس کو قبول کریں اور اس کو چھوڑ دیں اور یا بقاعدۂ تعارض دونوں کو چھوڑ دیں اور یحیٰی بن معین، شعبہ وغیرہ کے قول پر عمل کریں کہ ابوحنیفہ ثقہ تھے۔ چھٹے صاحب منتظم جو ابن جوزی ہیں تساہل میں ضرب المثل ہیں، دیکھو امام سیوطی کی تدریب الراوی جس کا آپ بہت حوالہ دیا کرتے ہیں لہذا جب تک پایہ ثبوت کو نہ پہنچ جاتے اس وقت تک اس قول کا اعتبار نہیں۔ قال ابن حجر فیه ای فی کتاب ابن الجوزی من الضرر ان یظن مالیس بموضوع موضوعا وعکس الضرر بمستدرك الحاکم فانه یظن مالیس بصحیح صحیحا قال ویتعین الاعتناء بانتقاد الکتابین فان الکتابین بتساهلهما اعدم الانتفاع بهما الا للعالم بالفن لانه مامن حدیث الا ویمکن ان یکون قد وقع فیه التساهل اه تدریب الراوی المشکور) ادھر امام ابن الجوزی تشدد فی الجرح میں بھی مشہور ہیں۔ ایک معمولی امر کی وجہ سے بھی راوی کو مجروح کر دیتے ہیں لہذا ان کے قول کا اعتبار نہیں، خصوصاً امام صاحب کے بارے میں جب کہ ان کی توثیق کرنے والے ان سے بڑھ کر ہیں۔ ساتویں یہ قول عبداللہ کا جس کو صاحب منتظم نے نقل کیا ہے یحیٰی بن معین کے اس قول کے بالکل خلاف ہے جس کو ابن حجر مکی نے خیرات حسان میں نقل کیا ہے وسئل ابن معین عنه فقال ثقة ماسمعت احدا ضعفه اھ ابن معین سے کسی نے امام صاحب کے بارے میں

دریافت کیا تو انہوں نے کہا ثقہ ہیں، میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے ابوحنیفہؒ کی تضعیف کی ہو۔ کیا یحییٰ بن معین اور ابوحنیفہ کے درمیان قرنوں اور صدیوں کا فاصلہ ہے کہ ابن مدینی کی تضعیف کی ان کو خبر نہ ہوتی اور ابن جوزی کو خبر ہو گئی تعجب ہے۔ اس قول کو خوب ذہن نشین کرنا چاہیئے۔ ابن معین کے نزدیک کسی کی تضعیف ثابت نہیں اور نہ اس بارے میں کوئی قول انھوں نے سُنا یہ کلیہ ہے کیونکہ نکرہ نفی کے تحت میں داخل ہو رہا ہے لہٰذا اصلاً ضعف ثابت نہیں اور جس کسی نے تضعیف کی ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں، اس کی بعینہٖ مثال قرآن شریف کے عدم ریب کی نفی کی سی ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتے ہیں لاریب فیہ۔ اس قرآن میں شک ہے ہی نہیں۔ حالانکہ بہت سے کفار موجود تھے جو شک کرتے تھے لیکن ان کے شک وریب کا خدا تعالےٰ نے اعتبار نہ کیا اور بالکلیہ اس کی نفی کر دی، اسی طرح یحییٰ بن معین کے قول کا حال ہے کہ گو بعض نے ضعیف کہا ہو لیکن وہ ایسے نہیں جن کا قول امام ابوحنیفہ جیسے شخص کے بارہ میں مقبول ہو بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ کسی نے تضعیف ہی نہیں کی اور میں نے تو کسی معتبر شخص کو ان کی تضعیف کرتے سُنا ہی نہیں۔ فافھم وتدبر فانہ دقیق۔ صفی الدین خزرجی خلاصہ تہذیب میں فرماتے ہیں۔ النعمان بن ثابت الفارسی ابوحنیفۃ امام العراق وفقیہ الامۃ عن عطاء ونافع والاعرج وطائفۃ وعنہ ابنہ حماد وزفر و ابویوسف ومحمد وجماعۃ وثقہ ابن معین الخ صفحہ ۴۰۳۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی ثقہ ہیں یہ ساتویں محدث ہیں۔ حافظ ابوالحجاج مزی یوں رقمطراز ہیں۔ قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحیی بن معین یقول کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث لا یحدث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ وقال صالح بن محمد الاسدی عنہ کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث اھ (تہذیب الکمال)، یہ آٹھویں محدث ہیں جو تسلیم کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ ثقہ ہیں، حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ قال صالح بن محمد جزرۃ وغیرہ سمعنا یحیی بن معین یقول ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث وروی احمد بن محمد بن محرز

عن ابن معین لا باس بہ انتھٰی (تذھیب التھذیب) یہ نویں محدث ہیں جو ثقاہت ابوحنیفہ کے قائل ہیں اور صالح بن محمد جزرہ دسویں اور احمد بن محمد بن محرز گیارہویں محدث ہیں جو توثیق کو نقل کرتے ہیں اور کم از کم ذہبی کے لفظ ھٰیبوہ اور صالح کے لفظ سمعنا سے ایک تو اور سمجھنا چاہیئے تو بارہ محدث ہو جاتے ہیں جو ثقاہت ابوحنیفہ کے قائل ہیں۔ آٹھویں چونکہ امام ابوحنیفہ کے بہت سے حاسد تھے۔ اس لئے ان کی طرف بہت سی ایسی باتیں منسوب کر دیا کرتے تھے جو عیوب کی صورت میں ہوتی تھیں۔ اس بنا پر ممکن ہے کہ علی بن المدینی کے سامنے کسی حاسد نے کوئی جھوٹی بات کردی ہو جس کی وجہ سے یہ قول اُن سے صادر ہوا اور جب تحقیق ہوئی تو فرما دیا کہ ابوحنیفہ ثقۃ لا باس بہ ہیں۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ علی بن المدینی کے استاذ الاستاذ ہیں اور شیخ الشیخ ہیں۔ اس بنا پر اور بھی تحقیق کی اُن کو ضرورت ہوتی ہوگی۔ ولا شك ایضا ان الامام اباحنیفۃ کان لہ حساد کثیرون فی حیٰوتہ وبعد مماتہ الخ (خیرات حسان) تو جو لوگ آپ سے بغض و حسد رکھتے ہیں اُن کا قول امام کے بارے میں ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا۔ دار قطنی، بیہقی، ابن عدی وغیرہ کو خاص تعصب امام سے تھا اسی وجہ سے سختی کے الفاظ اُن سے شان امام میں سرزد ہوتے۔ اللہ تعالےٰ رحم فرماتے اور مغفرت کرے آمین۔ اسی طرح حافظ ابن عبدالبر نے بھی جامع العلم میں بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے حاسد کثرت سے تھے جو امام پر افترا پردازی کیا کرتے تھے وکان ایضا مع ھذا یحسد وینسب الیہ مالیس فیہ ویختلق علیہ مالا یلیق بہ اھ (عقود الجواہر صفحہ ۱۰ خیرات حسان) یہی وجہ تھی کہ نقادان فن حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی ابوالحجاج مزی، صفی الدین خزرجی، ابن حجر مکی، ابن عبدالبر مغربی وغیرہم نے اُن جروح کی طرف قطعاً التفات نہیں کیا بلکہ ان کے جوابات شافیہ دے کر ان کو رد کر دیا اور امام کی توثیق و امامت وغیرہ کے قائل ہو گئے۔ حافظ ابن عبدالبر تیرہویں شخص ہیں جو امام ابوحنیفہ کی ثقاہت کے قائل ہیں۔ علامہ محمد طاہر نے آپ کا ترجمہ بسط کے ساتھ لکھا ہے اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے امام ابوحنیفہ کا ضعیف ہونا ثابت

ہوتا ہو فرماتے ہیں۔ ولو ذهبنا الی شرح مناقبه لاطلنا الخطب ولم نصل الی الغرض فانه كان عالما عاملا عابدا ورعا تقيا اماما فی علوم الشريعة وقد نسب اليه من الاقاويل ما يجل قدره عنها من خلق القرآن والقدر والارجاء وغير ذلك ولا حاجة الی ذكر قائلها والظاهر انه كان منزها عنها ويدل عليه ما يسر الله له من الذكر المنتشر فی الآفاق وعلمه الطبق الارض والاخذ بمذهبه وفقهه فلو لم يكن لله سر خفی فيه لما جمع له شطر الاسلام او ما يقاربه على تقليده حتى عُبِدَ الله بفقهه وعمل برايه الی يومنا ما يقارب اربعمائة وخمسين سنة وفيه اول دليل على صحته وقد جمع ابو جعفر الطحاوی وهو من اكبر الآخذين بمذهبه كتابا سماه عقيدة ابی حنيفة وهی عقيدة اهل السنة وليس فيه شئ مما نسب اليه واصحابه واخبر بحاله وقد ذكر ايضا سبب قول من قال عنه ولا حاجة لنا الی ذكره فان مثل ابی حنيفة ومحله فی الاسلام لا يحتاج للاعتذار اه مختصراً جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر امام صاحب کے مناقب ہم بیان کرنا شروع کریں تو دفتر سیاہ ہو جائیں مگر اس کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ابو حنیفہ عالم، عامل، عابد، پرہیزگار، متقی، علوم شریعت کے امام تھے۔ بعض امور کی اُن کی طرف نسبت کی گئی لیکن ان کی شان اور مرتبہ ان سے پاکدامنی میں بالاتر ہے۔ ان امور کے قائلین کے ذکر کرنے کی ہم کو حاجت نہیں یہ بات ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہ کا دامن ان باتوں سے پاک و منزہ تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان کے ذکر خیر کو اطراف عالم میں پھیلا دیا۔ اور ان کے علم نے دنیا کو گھیر لیا۔ اطراف عالم میں ان کے مذہب و فقہ پر عمل ہو رہا ہے اگر خداوند تعالیٰ کو ان کے ساتھ کوئی تعلق رحمۃً وفضلاً نہ ہوتا جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے تو آج نصف اہل اسلام یا اس کے قریب ان کی تقلید نہ کرتے حتیٰ کہ اُن کے فقہ کے سبب سے خدا کی عبادت کی جانے لگی اور ہمارے زمانہ تک ان کے اقوال پر عمل ہو رہا ہے جو تقریباً ساڑھے چار سو سال ہوتے ہیں۔ ان کے حق پر ہونے کی یہ پہلی

دلیل ہے امام طحاوی نے جو اُن کے مذہب کے پیروکاروں میں بڑے متبع ہیں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام عقیدہ ابی حنیفہ رکھا ہے۔ اس میں امام اور ان کے شاگردوں کے عقائد و اقوال و افعال بیان کئے ہیں جو اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو امام صاحب اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب کی جاتی ہے وغیرہ اقوال کے وجوہ بھی بیان کئے ہیں جو امام کی طرف جھوٹے نسبت کئے گئے ہیں ہم کو اس جگہ ان کے ذکر کی ضرورت نہیں اس لئے کہ امام ابو حنیفہ جیسے شخص کا جو مرتبہ اسلام میں ہے اُس کو عذر کرنے کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں اس عبارت سے تمام امور کا جواب ہو گیا نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ علامہ محمد طاہر جو دسویں شخص ہیں جو امام ابو حنیفہ کی تعریف کرتے اور ان کو اچھا سمجھتے ہیں۔ جو یہ خیال کرے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا یا کسی قسم کی جرح کی ہے تو اس کا قول غلط اور بالکل غلط ہے۔ نویں چونکہ علی بن مدینی نے قول مذکور میں کوئی ضعف کی وجہ نہیں بیان کی اور نہ اُن کے صاحبزادے اور صاحب المنتظم نے کوئی سبب ضعف بیان کیا اس لئے یہ جرح مبہم و مجمل ہے جو چنداں قابل اعتبار و اعتماد نہیں۔ جرح مقبول اور راوی میں عیب پیدا کرنے والی وہی ہوتی ہے جو مفسر ہو۔ علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں۔ بعد ان یوثق الراوی من جهة المزكين قد يكون مبهمًا غير مفسر ومقتضى قواعد الاصول عند اهله انه لا يقبل الجرح الا مفسرًا اه (شرح الامام باحاديث الاحكام) لا يقبل الجرح الا مفسرًا مبين السبب اه (النووی شرح مسلم) پس اس قول کا اعتبار نہیں۔ دسویں یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی راوی کے روایت و توثیق کرنے والے اور ثناخواں اُن حضرات سے زیادہ ہوں جو جرح کرنے والے ہیں تو جرح کرنے والے کا قول حد اعتبار سے خارج ہے۔ قال ابو عمر و یوسف بن عبد البر الذين رووا عن ابى حنيفة و وثقوه واشتوا عليه اكثر من الذين تكلموا فيه والذين تكلموا فيه من اهل الحديث اكثر ما عابوا عليه الاغراق فی الرای والقیاس ای وقد مرّ ان ذلك ليس بعيب اه (عقود الجواہر صفحہ ۰) او خیرات حسان

فصل اڑتیسویں) اسی طرح امام ابوحنیفہ ہیں کہ ان سے روایت حدیث کرنے والے اور ان کے ثناخواں اور توثیق کے قائل جارحین سے زیادہ ہیں لہذا ان کے مقابلہ میں بعض کے قول کا اعتبار ہی نہیں، نیز اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حافظ ابن عبدالبر کے نزدیک بھی امام صاحب کی توثیق کے جو محدث قائل ہیں وہ بہت زیادہ ہیں، لہذا مؤلف رسالہ کا یہ قول کہ آج تک جتنے محدث گزرے ہیں سب نے امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہا ہے سراسر کذب و افترا ہے اور نقش برآب ہے، ناظرین یہاں تک تو قول علی بن مدینی کے متعلق گفتگو تھی، اس جملہ تقریر سے تقریباً تمام رسالہ کی باتوں کا جواب ہوگیا، ہر ایک قول کو لے کر علیحدہ علیحدہ جواب لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی اپنے نئے مہمان اور فخر زمانہ مؤلف رسالہ کی قابلیت کو طشت از بام کرنے کے واسطے اقوال نقل کر کے جوابات پیش کرتا ہوں، مثل ہے کہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا دینا چاہیئے تاکہ مؤلف کے دل میں کوئی ہوس باقی نہ رہے،

قولہ ایسے بہت سے اقوال ہیں ہم بالتصریح ان کو کہاں تک لکھیں **اقول** صرف دو قول آپ نے پیش کئے، جن کی حقیقت یہاں تک معلوم ہوتی، کاش کہ آپ اور بھی اقوال نقل کر دیتے تو دنیا کو معلوم تو ہو جاتا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں اور آپ کی حقانیت عالم پر روشن ہو جاتی لیکن ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست،

قولہ صرف ہم ان محدثین کے نام مع حوالہ کتب جنھوں نے امام ابوحنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے لکھ دیتے ہیں لو سنو اور گنو الخ **اقول** ے

قاضی ار باما نشیند بر فشاند دست را محتسب گرمے خورد معذور دارد مست را

ناظرین! مؤلف رسالہ نے ایک سو گیارہ نام گنائے ہیں جن پر ان کو بڑا فخر ہے کہ ان حضرات نے ابوحنیفہ کو ضعیف کہا ہے خیر این ہم غنیمت ست۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ ابوحنیفہ کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک ہزاروں لاکھوں محدثین وعلماء ہر قرن میں ہوتے چلے آتے ہیں، لیکن ان میں سے صرف ایک سو گیارہ ایسے ہیں جنھوں نے امام ابوحنیفہ کی تضعیف کی ہے اور باقی سب ان کی امامت اور ثقاہت عدالت

وغیرہ کے قائل ہیں۔ لہذا اگر ان حضرات کی جرح امام کے حق میں بالفرض ثابت ہوجاتے تو اُن ہزاروں کے مقابلہ میں جو ثقاہت کے قائل ہیں کوئی وقعت نہیں رکھتی اور اس سے امام صاحب کے دامن علو مرتبت پر کسی قسم کا دھبہ نہیں آسکتا۔ دوسرے مجھے عجب پر عجب اس لئے اور پیدا ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر جھوٹ بولنے پر ان کو اتنی جرأت کیوں ہوجاتی ہے۔ اسوۂ رسول کا تو یہ اثر ہے ہی نہیں کہ کوئی شخص عامل بالحدیث ہوکر کذب وافترا پر کمر باندھ لے اور اس کو دنیا کی لاج اور عاقبت کے انجام کی پرواہ نہ ہو حاشا وکلا۔ تو پھر مؤلف رسالہ نے ایسا کیوں کیا اور روز روشن میں عالم کی آنکھوں میں کیوں خاک ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا اس کو خبر نہیں لکل فرعونٍ موسیٰ ع۔ تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ مگر پھر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مخلوق خدا میں سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ دنیا کی ترکیب اسی پر واقع ہے ورنہ نظام عالم میں خرابی پیدا ہوجائے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے۔ اس لئے ایسے حضرات کی بھی ضرورت ہے کہ جھوٹ بول کر عوام کو بہکائیں مگر ہم خوش ہارا ملدا عرش ہے

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی کلام تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

اس لئے ہم تو مؤلف رسالہ کو دعا ہی دیتے رہیں گے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ چاند پر تھوکنے سے اپنے منہ پر تھوک پڑتا ہے جس کو دنیا جانتی ہے۔ تیسرے ناظرین مؤلف رسالہ نے اپنے رسالہ میں یہ قاعدہ برتا ہے کہ جس کسی نے اپنی کتاب میں امام ابوحنیفہ کا نام بھی لے لیا خواہ کہیں پر بھی ذکر کیا ہو بس وہ امام کی تضعیف کرنے والوں میں سے ہے۔ یہی سمجھ کر مؤلف رسالہ نے ایک سو گیارہ نام شمار کئے ہیں۔ ایسی کرتوتیں صرف مؤلف رسالہ سے ہی سرزد نہیں ہوئیں بلکہ اُن کے ہم نوا اور دوسرے بھی ایسے ہی کیا کرتے ہیں تو الولد سر لابیہ سے ہونا ہی چاہیئے والشجرۃ تنبئ عن الثمرۃ کا مصداق بننا ہی ضروری ہے مگر ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

جو امور آپ کے پہلوں کو نہ معلوم ہوتے وہ آپ نے پورے کئے ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اب میں ناظرین کی ضیافت طبع کے واسطے نام ان حضرات کے جن کو مؤلف نے جارحین میں شمار کیا ہے پیش کرتا ہوں، جن سے مؤلف رسالہ کی دیانت داری اور علمیت معلوم ہو جاتے گی اور حقانیت وسچائی کا روز روشن کی طرح اظہار ہو جاتے گا۔

ایک ابوداؤد سجستانی صاحب سنن ہیں جن کو سخت ضعیف کہنے والوں میں سے مؤلف نے شمار کیا ہے مگر اس کی تغلیط حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں کر دی ہے ابوداؤد کا قول امام صاحب کے بارے میں یہ نقل کیا ہے وقال ابو داؤد ان اباحنیفۃ کان اماما۔ ابوداؤد فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ شریعت کے امام تھے۔ اب ناظرین پر انصاف ہے کہ وہ تو امام کی تعریف کر رہے ہیں اور مؤلف رسالہ کہتا ہے کہ انہوں نے سخت ضعیف کہا ہے ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا　　ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

کہئے کون سچا ہے ذہبی یا مؤلف رسالہ۔ ابوداؤد کے اس قول کو حافظ ابن عبدالبر مالکی نے بھی اپنی کتاب العلم میں نقل کیا ہے اور وہ بھی سند کے ساتھ فرماتے ہیں حدثنی عبداللہ بن محمد بن یوسف حدثنا ابن رحمون قال سمعت محمد بن بکر بن داسۃ یقول سمعت ابا داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی یقول رحم اللہ مالکا کان اماما رحم اللہ الشافعی کان اماما رحم اللہ اباحنیفۃ کان اماما۔ (عقود الجواھر ص۹) اگر امام ہونے کے معنے ضعیف ہونے کے ہیں تو بے شک مؤلف کا قول صحیح ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ مؤلف کا قول غلط ہے۔ دوسرے حافظ ابن حجر ہیں ان کے متعلق ماسبق میں بیان کر چکا ہوں کہ حافظ نے تہذیب التہذیب اور تقریب میں کہیں بھی امام کی تضعیف نہیں کی بلکہ مقدمہ میں تردید کر چکے ہیں اور ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ مسلم الثبوت ثقہ ہیں۔ چنانچہ تینوں کتابوں کی عبارت میں نقل کر چکا ہوں۔ تیسرے علی بن المدینی ہیں جن کے قول کے متعلق مفصل بحث گزر چکی ہے اور ابن حجر مکی شافعی کی خیرات حسان اڑتیسویں فصل سے نقل کر چکا

ہوں کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے ان میں کوئی عیب نہیں، چوتھے حافظ ابن عبد البر ہیں ان کے اقوال بھی مختلف مقامات میں امام صاحب کے بارے میں منقول ہو چکے ہیں جن سے یہ ثابت ہے کہ ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ ثقہ تھے۔ کتاب العلم میں خاص ایک باب اسی بحث میں انھوں نے لکھا ہے اور معترضین کے جوابات دے کر امام کی ثقاہت و عدالت، تقویٰ و پرہیزگاری، علم و فضل کو علیٰ وجہ الکمال ثابت کیا ہے۔ اور اس کا ملخص صاحب عقود الجواہر نے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ وہاں مطالعہ کرنا چاہیئے۔ پانچویں یحییٰ بن معین ہیں ان کا قول ماتقدم میں مختلف کتابوں سے نقل کر چکا ہوں کہ ان کے نزدیک امام صاحب حدیث میں ثقہ تھے۔ چھٹے ابن حجر مکی ہیں۔ انھوں نے ایک مستقل کتاب امام صاحب کے مناقب میں لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ ہیں اور معترضین کے اعتراضات کا بالکلیہ استیصال کر دیا۔ ان کی کتاب خیرات حسان سے میں چند عبارتیں نقل کر چکا ہوں۔ ساتویں شعبہ ہیں جن کے بارے میں خیرات حسان میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شعبہ کا اچھا خیال امام صاحب کے بارے میں تھا۔ قال الحسین بن علی الحلوانی قال لی شبابة بن سوار کان شعبة حسن الرائی فی ابی حنیفة اھ (عقود الجواہر ص۸) حافظ ابن حجر مکی نے خیرات حسان میں ابن عبد البر علی بن مدینی، یحییٰ بن معین اور شعبہ کا قول نقل کیا ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ قال ابو عمر و یوسف بن عبد البر الذین رووا عن ابی حنیفة و وثقوہ و اثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ من اھل الحدیث اکثر ما عابوا علیہ الاغراق فی الرأی والقیاس ای وقد مران ذلک لیس بعیب وقد قال الامام علی بن المدینی ابو حنیفة روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد بن زید وھشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وجعفر بن العوام وھو ثقة لا باس بہ وکان شعبة حسن الرائ فیہ وقال یحییٰ بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفة واصحابہ فقیل لہ اکان یکذب قال لا اھ۔ اسی طرح صاحب عقود الجواہر نے یہ اقوال نقل کئے ہیں پس مؤلف رسالہ کا یہ کہنا کہ ان حضرات نے ابوحنیفہ کو ضعیف کہا ہے غلط اور بالکل غلط

ہے. آٹھویں تاج الدین سبکی ہیں جنہوں نے ابوحنیفہ کی توثیق کی ہے یعنی توثیق کے قائل ہیں. چنانچہ اپنے طبقات میں تصریح کی ہے اور جن لوگوں نے جرح کی ہے اُن کے قول کو رد کر دیا بایں وجہ کہ جس شخص کی امامت وعدالت ثابت ہو جاتے، اور اس کی طاعات معاصی پر غالب ہوں اس کے مدح کرنے والے مذمت کرنے والوں پر زیادہ ہوں تو ایسے شخص کے بارے میں کسی کی جرح گو وہ مفسر ہی کیوں نہ ہو مقبول نہیں خصوصًا ایسی حالت میں جب کہ کوئی قرینہ ایسا بھی اُس جگہ موجود ہو کہ یہ جرح کسی تعصب مذہبی اور مناقشہ دنیوی پر مبنی ہے. اس وجہ سے امام ابوحنیفہ کے متعلق سفیان ثوری کے قول کا اور امام مالک کے متعلق ابن ابی ذیب وغیرہ کا کلام اور امام شافعی کے متعلق ابن معین کے قول کا اعتبار نہیں. ان کی عبارت یہ ہے۔ وفی طبقات شیخ الاسلام التاج السبکی الحذر کل الحذر ان تفهم ان قاعدتهم الجرح مقدم على التعديل على اطلاقها بل الصواب ان من ثبتت امامته وعدالته وكثر مادحوه وندر جارحه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي اوغيره لم يلتفت الى جرحه ثم قال اى التاج السبكى بعد كلام طويل قد عرفنا لك ان الجارح لا يقبل جرحه فى حق من غلبت طاعاته على معاصيه ومادحوه على ذاميه ومزكوه على جارحيه اذا كانت هناك قرينة تشهد بان مثلها حامل على الوقيعة فيه من تعصب مذهبي اومناقشة دنيوية وحينئذ فلا يلتفت بكلام الثورى فى ابى حنيفة وابن ابى ذيب وغيره فى مالك وابن معين فى الشافعي والنسائى فى احمد بن صالح ونحوه قال ولو اطلقنا تقديم الجرح لما سلم احد من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون اه الخيرات الحسان) ناظرین ملاحظہ فرمائیں ع الفضل ما شهدت به الاعداء. کمال یہ ہے کہ مخالف بھی تسلیم کر لیں کہ یہ بزرگی وفضیلت ہے. اب اتنے علماء کو ان ایک سو گیارہ میں سے خارج کر دیں اور مولف رسالہ کو ان کی کوتاہ نظری اور افترا پردازی کی داد دیں. ایک حافظ

ذہبی ہیں جن کے بارہ میں یہ زعم ہے کہ انھوں نے بھی سخت ضعیف کہا ہے اور میزان الاعتدال کا حوالہ دیا ہے۔ میزان کی عبارت کے متعلق تو بعد میں عرض کروں گا کہ اس کی امام ذہبی کی طرف نسبت کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں یا ان پر یوں ہی یار لوگوں نے ہاتھ صاف کر کے افترا کیا ہے۔ اصل میں حافظ ذہبی کی وہ عبارت جو انھوں نے امام صاحب کے مناقب میں تذکرۃ الحفاظ میں پیش کی ہے نقل کرتا ہوں اس عبارت کے ملاحظہ کے بعد فوراً ہی ہر انصاف پسند اور ادنیٰ عقل والا پکار اٹھے گا کہ میزان کی عبارت کی نسبت حافظ ذہبی کی طرف صحیح ہے یا نہیں۔ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ابوحنیفۃ الامام الاعظم فقیہ العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التیمی الکوفی مولدہ سنۃ ثمانین رأی انس بن مالک غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ رواہ ابن سعد عن سیف بن جابر عن ابی حنیفۃ انہ کان یقول وحدث عن عطاء ونافع وعبد الرحمٰن بن ھرمز الاعرج وسلمۃ بن کہیل وابی جعفر محمد بن علی وقتادۃ وعمرو بن دینار وابی اسحٰق وخلق کثیر تفقہ بہ زفر بن ھذیل وداؤد الطائی والقاضی ابویوسف ومحمد بن الحسن واسد بن عمرو والحسن بن زیاد ونوح الجامع وابومطیع البلخی وعدۃ وکان تفقہ بحماد بن ابی سلیمان وغیرہ وحدث عنہ وکیع ویزید بن ھارون وسعد بن الصلت وابوعاصم وعبد الرزاق وعبید اللہ بن موسیٰ وبشر کثیر وکان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتسب قال ابن المبارک ابوحنیفۃ افقہ الناس وقال الشافعی الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃ و روی احمد بن محمد بن القاسم عن یحییٰ بن معین قال لا باس بہ ولم یکن متہما ولقد ضربہ یزید بن ھبیرۃ علی القضاء فابی ان یکون قاضیا وقال ابوداؤد ان اباحنیفۃ کان اماما وقال بشر بن الولید عن ابی یوسف قال کنت امشی مع ابی حنیفۃ فقال رجل لآخر ھذا ابوحنیفۃ

لو ينام الليل فقال والله لا يتحدث الناس عني بما لم افعل فكان يحيى
الليل صلوة ودعاء وتضرعا قلت ومناقب هذا الامام قد افردتها في
جزء اه کلامہ فیہ۔ اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے تعریف نہ ثابت ہوتی ہو۔ اس عبارت سے کوئی متنفس، ہٹ دھرم، ضدی بھی اپنے مطلب کے موافق کھینچ تان کر بھی نہیں نکال سکتا۔ فرماتے ہیں امام اعظم جن کو فقیہ عراق کا لقب ملا ہوا ہے جن کا نام نعمان بن ثابت تیمی کوفی ہے جن کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں کئی مرتبہ دیکھا جس کو ابن سعد نے سیف بن جابر سے روایت کیا ہے وہ امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں، امام نے حدیث کی روایت عطاء، نافع، عبدالرحمن اعرج، سلمۃ بن کہیل، ابی جعفر محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابواسحاق اور ایک جماعت محدثین سے کی ہے، فن فقہ کو ابوحنیفہ سے زفر بن ہذیل، داؤد طائی، قاضی ابویوسف، محمد بن الحسن، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد، نوح جامع، ابومطیع بلخی اور ایک جماعت نے حاصل کیا ہے، اور خود امام ابوحنیفہ نے فقہ کو حماد بن ابی سلیمان وغیرہ سے حاصل کیا ہے، امام ابوحنیفہ سے حدیث کی روایت وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن الصلت، ابوعاصم، عبدالرزاق، عبیداللہ بن موسیٰ اور بہت سے محدثین نے کی ہے، ابوحنیفہ امام، متقی، پرہیزگار، عالم، عامل، عبادت گزار، رفیع شان والے تھے، بادشاہوں کے ہدایا قبول نہیں کرتے خود تجارت اور کسب کرتے تھے اسی سے اپنی معیشت دنیوی کا انتظام کیا کرتے تھے، عبداللہ بن مبارک (جو محدثین کے استاذ اور ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں) فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ فقہا میں فقیہ تر تھے، امام شافعی (جو امام محمد کے شاگرد اور صاحب مذہب مجتہد مطلق ہیں) فرماتے ہیں کہ فن تفقہ میں تمام فقہا ابوحنیفہ کی عیال اور خوشہ چین ہیں، احمد بن محمد بن القاسم یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ لا باس بہ اور غیر متہم ہیں (ابن معین کی اصطلاح میں کلمہ لا باس بہ ثقہ کے معنے اور مرتبہ میں ہے چنانچہ ما تقدم میں گزر چکا ہے) یزید بن ہبیرہ والی نے آپ کو قضاء کے قبول کرنے پر کوڑے بھی مارے لیکن قاضی ہونے سے انکار کر دیا۔ ابوداؤد سجستانی کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ

شریعت کے امام تھے۔ بشر بن الولید امام ابو یوسف سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام کی ہمرکابی میں ایک روز چل رہا تھا کہ اتفاق سے سرِ راہ دو شخص آپس میں گفتگو کرتے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے ابو حنیفہ کو دیکھ کر دوسرے سے کہا کہ جبھی یہی وہ ابو حنیفہ ہیں جو شب بھر سوتے ہی نہیں، جس وقت امام کے کان میں یہ آواز پہنچی اسی وقت قسم کھا کر فرمایا کہ میری طرف لوگ ایسے امور کی نسبت کرتے ہیں جن کو میں نے کیا ہی نہیں۔ بخدا آج سے شب کو سونے کا ہی نہیں، اس روز سے امام صاحب تمام شب نماز، دعا، زاری میں گزار دیتے تھے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے مناقب ایک مستقل کتاب میں بیان کئے ہیں، اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام ذہبی، امام شافعی، ابن مبارک، احمد بن محمد بن قاسم، یحییٰ بن معین، ابو داؤد، بشر بن الولید، ابو یوسف، ابن سعد، سیف بن جعفر بھی امام ابو حنیفہ کے ثنا خواں اور مداح ہیں نہیں سے وہ قول مؤلف رسالہ کا صفحۂ ہستی سے مٹ گیا جس میں یہ فرماتے ہیں کہ آج تک جس قدر محدثین گزرے ہیں سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے۔ ناظرین ضعیفوں کی یہ تعریف نہیں ہوا کرتی جو ائمہ مذکورین نے کی ہے۔ علامہ ابن اثیر جزری جامع الاصول میں فرماتے ہیں۔ ولو ذهبنا الی شرح مناقبه وفضائله لاطلنا الخطب ولم نصل الی الغرض منها فانه کان عالما عاملا زاهدا عابدا ورعا تقیا اماما فی علوم الشریعة مرضیا اه۔ ناظرین ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیں جو علامہ نے امام والا شان کے بارے میں استعمال کئے ہیں، اب اس سے زبردست اور ارفع تعریف میں اور کیا لفظ ہو سکتے ہیں جن میں جملہ اوصاف کو ذکر کر دیا ہے جس کے بعد معاند سے معاند کو بھی دم زدن کی مجال باقی نہیں رہتی۔ ایک ان ناموں میں سے سفیان ثوری کا بھی نام ہے اس کے دو جواب ہیں ایک وہ جو سبکی نے طبقات میں دیا جو ابھی گزر چکا ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر مکی شافعی خیرات حسان میں سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کان ثقة صدوقا فی الحدیث والفقه اه سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ حدیث و فقہ میں ثقہ اور سچے تھے، اللہ کے دین پر مامون

تھے۔ کہئے اب سفیان کی تضعیف کہاں گئی۔ اب خیال تو فرمایئے کہ ایک سوگیارہ میں سے کتنے علماء ضیعف کہنے والوں سے کم ہو گئے ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست ناظرین یہاں پر اتنا اور معلوم کریں کہ لفظ ثقہ تعدیل کی اعلیٰ قسم میں سے شمار کیا جاتا ہے چنانچہ ابن الصلاح نے اپنے مقدمہ کے صفحہ ۵۵ میں تصریح کی ہے۔ اما الفاظ التعدیل فعلی مراتب الاولی قال ابن ابی حاتم اذا قیل للواحد انہ ثقۃ او متقن فھو ممن یحتج بحدیثہ وقال الخطیب ابوبکر ارفع العبارات فی احوال الرواۃ ان یقال حجۃ او ثقۃ اھ ملتقطا۔ ونیز میزان الاعتدال میں حافظ ذہبی نے اسی طرح تصریح کی ہے۔ ایک نام جارحین میں یحییٰ بن سعید القطان کا ہے کہ انھوں نے امام ابوحنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے۔ ناظرین امام صاحب کے بارہ میں یحییٰ یہ فرماتے ہیں بخدا ہم نے ابوحنیفہ سے اچھا قول کسی کا سُنا ہی نہیں اور ہم تو ان کے اکثر اقوال پر عمل کرتے ہیں۔ عن ابن معین قال سمعت یحیی بن سعید القطان یقول لا نکذب علی اللہ ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفۃ ولقد اخذنا باکثر اقوالہ (تھذیب الکمال وتذھیب التھذیب) اور عقود الجواہر صفحہ ۹ میں اس طرح نقل کیا ہے۔ وقال یحیی بن سعید ربما استحسنا الشئ من قول ابی حنیفۃ فناخذ بہ قال یحیی وقد سمعت من ابی یوسف الجامع الصغیر ذکرہ الازدی حدثنا محمد بن حرب سمعت علی بن المدینی فذکرہ من اولہ الی اخرہ حرفا بحرف انتھی۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یحییٰ بن سعید امام ابویوسف کے شاگرد بھی ہیں۔ غرض ان اقوال سے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن سعید نے تعریف کی ہے نہ بُرائی۔ اگر کوئی مدعی ہے تو اس کو کسی معتبر کتاب سے یحییٰ بن سعید کا یہ قول نقل کرنا چاہیئے کہ امام ابوحنیفہ سخت ضعیف ہیں۔ صرف نام ذکر کر لے سے کام نہیں چل سکتا۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ کے صفحہ ۲۸۰ میں یہ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے وکان یحیی القطان یفتی بقول ابی حنیفۃ ایضا اھ اسی طرح وکیع بن الجراح بھی امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے چنانچہ محمد بن الحسین الموصلی

سنے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ قال یحیی بن معین مارأیت احدا اقدمه علی وکیع وکان یفتی برای ابی حنیفة وکان یحفظ حدیثه کله وکان قد سمع من ابی حنیفة حدیثا کثیرا اه (عقود الجواهر ص۷) ناظرین آپ کے خیال میں کیا یہ بات آسکتی ہے کہ ایک شخص کی برائی بھی کی جاتے اور پھر برا کہنے والا اسی کے اقوال پر عمل بھی کرے اور اس کے قول کو مفتی بہ بھی سمجھے۔ یہ عجب بات ہے کہ بزعم مؤلف رسالہ امام ابوحنیفہ کو یحیی بن سعید برا بھی کہتے جاتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کے اقوال کو اچھا بھی سمجھتے اور وقت فتوے ان ہی کی طرف رجوع کرتے اور ان ہی کے تلمیذ کے شاگرد بھی بن جاتے ہیں ع اللہ تیری شان کے قربان جایئے۔ مؤلف رسالہ کو چاہیئے کہ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دے مگر ع ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں۔

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کان ابوحنیفة فقیها معروفا مشهورا بالورع معروفا بالافضال علی الناس صبورا علی تعلیم العلم باللیل والنهار کثیر الصمت قلیل الکلام حتی ترد علیه مسئلة اه (تبییض الصحیفة) امام صاحب مشہور فقیہ تھے ان کی پرہیزگاری اور تقوے کا شہرہ تھا۔ ان کی بخشش لوگوں پر عام تھی۔ روز وشب لوگوں پر تعلیم اُن کا مذاق تھا اپنے نفس کو اسی کا عادی کر دیا تھا۔ زیادہ تر خاموشی اُن کا شعار تھا جب تک کوئی سوال اُن سے نہ کیا جاتے کلام نہیں کرتے تھے۔ عن ابراهیم بن عکرمة مارایت فی عصری کله عالما اورع ولا ازهد ولا اعبد ولا اعلم من ابی حنیفة۔ ابراہیم بن عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے تمام عمر کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ سے زیادہ پرہیزگار، زاہد، عابد، عالم ہو۔ وعن علی بن عاصم قال لو وزن عقل ابی حنیفة بعقل اهل الارض لرجح بهم۔ علی بن عاصم کہتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ کی عقل کا موازنہ دنیا والوں کی عقل سے کیا جاتے تو امام ابوحنیفہ کی عقل ان پر راجح ہو جاتے گی اور وہ باعتبار عقل ان پر غالب رہیں گے۔ وعن وکیع قال کان ابوحنیفة عظیم الامانة وکان یوثر رضاء اللہ علی کل شئی ولو اخذته السیوف فی اللہ لاحتملها۔ وکیع بن الجراح کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ عظیم الامانت

تھے وہ ہر شے پر خداوند تعالےٰ کی رضامندی کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے
بارے میں ان پر تلواریں بھی چلنے لگیں تو اُن کے زخموں کی برداشت کر لیتے۔ کیوں نہ
ہوآپ لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق تھے۔ وعن ابن داؤد قال اذا
اردت الاثار فسفیان واذا اردت تلک الدقائق فابو حنیفۃ۔ ابن داؤد کا قول
ہے اگر تم کو آثار وروایات کی ضرورت ہو تو سفیان کا دامن پکڑ لو اور فن حدیث وتفسیر کے
دقائق ونکات معلوم کرنا ہوں تو امام ابوحنیفہ کی صحبت اختیار کرو۔ وعن عبد اللہ
بن المبارک قال لو لا ان اللہ اعاننی بابی حنیفۃ وسفیان الثوری لکنت
کسائر الناس۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالےٰ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے
ذریعہ سے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا کچھ نہ آتا۔ وعن محمد بن
بشر قال کنت اختلف الی ابی حنیفۃ وسفیان فاتی اباحنیفۃ فیقول لی من این
جئت فاقول من عند سفیان فیقول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمۃ
والاسود حضر الاحتاجا مثلہ واتی سفیان فیقول من این جئت فاقول
من عند ابی حنیفۃ فیقول لقد جئت من عند افقہ اھل الارض۔ محمد بن بشر
کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ جس وقت امام
صاحب کے پاس میں آؤں تو وہ مجھ سے دریافت فرماتے کہاں سے آرہے ہو تو میں
جواب دیتا کہ سفیان ثوری کے پاس سے آرہا ہوں اس وقت امام فرماتے کہ تم ایسے
شخص کے پاس سے آرہے ہو کہ اگر اس زمانہ میں علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو اس جیسے
شخص کے محتاج ہوتے۔ اور جب سفیان کے پاس جاتا تو وہ دریافت کرتے کہاں سے
آرہے ہو تو میں کہتا کہ ابوحنیفہ کے پاس سے آرہا ہوں تو سفیان فرماتے کہ تم ایسے
شخص کے پاس سے آتے ہو جو روئے زمین کے لوگوں میں افقہ ہے وعن یزید
بن ھارون قال ادرکت الناس فما رأیت احدًا اعقل ولا اورع من
ابی حنیفۃ۔ یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا لیکن امام
ابوحنیفہ سے زیادہ عقل مند اور پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا وعن اسماعیل بن محمد

الفارسی قال سمعت مکی بن ابراھیم ذکر ابا حنیفۃ فقال کان اعلم اھل الارض فی زمانہ. اسماعیل بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے سُنا کہ امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے علماء میں سب سے زیادہ علم والے تھے محمد بن حفص عن الحسن عن سلیمان انہ قال لا یقوم الساعۃ حتی یظھر قال علم ابی حنیفۃ. محمد بن حفص حسن سے روایت کرتے ہیں اور حسن سلیمان سے ناقل ہیں کہ سلیمان نے کہا جب تک ابوحنیفہ کا علم ظاہر نہ ہو قیامت نہ آئے گی حتیٰ یظہر کے فاعل کی تفسیر انہوں نے علم ابوحنیفہ سے کی کہ اس سے امام ابوحنیفہ ہی کا علم مراد ہے. عن محمد بن احمد البلخی قال سمعت شداد بن حکیم یقول ما رأیت اعلم من ابی حنیفۃ. شداد بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا. اما ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ فلقد کان ایضا عابدا زاھدا عارفا باللہ خائفا منہ مریدا وجہ اللہ بعلمہ الخ (احیاء العلوم) امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ بھی عابد زاہد اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے اللہ سے ڈرنے والے اپنے علم سے اللہ کی خوشنودی اور رضامندی طلب کرنے والے تھے. ناظرین مؤلف رسالہ نے جارحین امام ابوحنیفہ میں امام غزالی کو بھی شمار کیا ہے. احیاء العلوم میں تو انھوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی اور ثنا وصفت اور ان کا علم. زہد. تقویٰ وغیرہ اوصاف جمیلہ بیان کئے ہیں لیکن مؤلف صاحب فرماتے ہیں کہ امام غزالی نے بھی ان کو ضعیف کہا ہے. عجب پر عجب ہے. وقال احمد بن حنبل فی حقہ انہ من العلم والورع والزھد وایثار الدار الاٰخرۃ بمحل لا یدرکہ احدٌ (خیرات حسان) امام صاحب کے بارہ میں امام احمد فرماتے ہیں کہ علم، پرہیزگاری، زہد اور ایثار آخرت کے ایسے مرتبہ پر امام ابوحنیفہ تھے جس کو کوئی حاصل نہیں کر سکتا. ناظرین یہ وہی امام احمد ہیں جو بقول مؤلف رسالہ بُرا کہنے والوں میں شمار ہیں. کان عالما عاملا زاھدا ورعا تقیا کثیر الخشوع دائم التضرع الی اللہ الخ (تاریخ ابن خلکان) امام ابوحنیفہ عالم. عامل. زاہد. متقی. پرہیزگار. کثیر الخشوع. دائم التضرع تھے. مولانا

فرماتے ہیں ؎

باتضرع باش تاشاداں شوی　　گریہ کن تا بے دہاں خنداں شوی

قال یحیٰی بن معین القرأة قرأة حمزة والفقة فقه ابی حنیفة علی هذا ادرکت الناس (تاریخ ابن خلدون جلد ثالث) ابن معین فرماتے ہیں کہ اصل قرات تو حمزہ کی اور اصل فقہ ابو حنیفہ کی ہے اسی پر میں نے لوگوں کو عامل دیکھا اور اسی راہ مستقیم پر چل رہی ہیں قال ابو عاصم ھو واللہ عندی افقه من ابن جریج مارأت عینی رجلا اشد اقتدارا علی الفقه منه (خیرات حسان) ابو عاصم کہتے ہیں بخدا ابو حنیفہ ابن جریج سے افقہ ہیں، میری آنکھوں نے فقہ پر اتنی قدرت رکھنے والا آدمی نہیں دیکھا ھذا اصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة بابی حنیفة والفضیلة التامة (تبییض الصحیفة) یہ حدیث اصل صحیح ہے جس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے اس میں امام کے لئے فضیلت کامل اور بشارت تام ہے۔ امام سیوطی اس حدیث کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے جو مسلم شریف کے صفحہ ۳۱۲ میں ہے لو کان الدین عند الثریا الحدیث کہ اگر دین ثریا پر ہوگا تو ایک شخص اہل فارس کا اس کو حاصل کرلے گا، چونکہ امام ابو حنیفہ فارسی النسل ہیں اور آپ کے زمانہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا اس مرتبہ کا نہیں تھا۔ اس لئے علماء نے اس حدیث کا مصداق ابو حنیفہ کو ہی قرار دیا کہ امام کے واسطے اس حدیث میں اعلیٰ درجہ کی خوشخبری اور بشارت ہے اور یہ حدیث امام پر منطبق ہے، علامہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی شاگرد امام جلال الدین سیوطیؒ کے حاشیہ علی المواہب میں فرماتے ہیں۔ وما جزم به شیخنا من ان ابا حنیفة هو المراد من هذا الحدیث ظاهر لا شك فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغه احد اه کہ جو اعتقاد ہمارے شیخ کا ہے کہ اس حدیث سے ابو حنیفہ ہی مراد ہیں اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ اہل فارس میں سے سوائے امام ابو حنیفہ کے اور کوئی بھی علم کے اس مرتبہ کو نہیں پہنچا لہذا امام ابو حنیفہ پر ہی یہ حدیث منطبق ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری، طبرانی وغیرہما نے بھی

بالفاظ مختلفہ روایت کیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے امام صاحب کے مناقب میں تبییض الصحیفہ تصنیف کی ہے۔ اس میں کوئی لفظ سیوطی کا ایسا نہیں ہے جس سے امام ابوحنیفہ کی تضعیف ثابت ہوتی ہو۔ مؤلف رسالہ کا سیوطی پر اتہام ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے اگر کوئی مرد میدان ہے تو ثابت کر دکھاتے ع
یہی گو ہے یہی میدان ہے آتے کوئی۔ علامہ ابوعبداللہ ولی الدین محمد بن عبداللہ شافعی نے اکمال فی اسماء رجال المشکوٰۃ میں امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال علی ابی حنیفة اھ جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابوحنیفہ کی عیال ہے روی البرقانی قال اخبرنا ابوالعباس بن حمدون لفظا قال حدثنا محمد بن الصباح قال سمعت الشافعی محمد بن ادریس یقول قیل لمالك هل رأیت اباحنیفة قال نعم رأیت رجلا لو کلمك فی هذه الساریة ان یجعلها ذهبا لقام بحجته وفی روایة اخری ماذا اقول فی رجل لو ناظرنی فی ان نصف هذا العمود من ذهب ونصف من فضة لقام بحجته اھ (عقود الجواہر ص۹ و اکمال رجال المشکوٰۃ) ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ امام مالک نے امام صاحب کی قوت استدلال اور تبحر علمی کو کس شد و مد سے بیان فرمایا ہے۔ اگر کسی کی ہمت ہو تو امام مالک اور امام شافعیؒ کا وہ قول جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے مع سند صحیح کے کتب معتبرہ سے نقل کرے ورنہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے قال الحکم بن هشام حدثت بالشام عن ابی حنیفة انه کان من اعظم الناس امانة واراده السلطان علی ان یتولی مفاتیح خزائنه او یضرب ظهره فاختار عذابهم علی عذاب الله اھ (اکمال) حکم بن ہشام فرماتے ہیں کہ شام میں مجھ سے بیان کیا گیا کہ امام ابوحنیفہ لوگوں میں بہت بڑے امانت دار ہیں بادشاہ وقت نے ارادہ کیا کہ اپنے خزانہ کی کنجیاں ان کے سپرد کر دے اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ ان کو مار کر یہ کام کرانا چاہیئے تو امام صاحب نے آخرت کے عذاب پر دنیا کے عذاب کو ترجیح دی اور تکلیف برداشت کی لیکن بادشاہ کے خزانچی نہ ہوتے اور

خدا کے عذاب سے اس طرح سے بچے۔ والغرض بایراد ذکرہ فی ھذا الکتاب وان لم نروِ منہ حدیثا فی المشکوٰۃ للتبرک بہ لعلو مرتبتہ ووفور علمہ اہ (اکمال) ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ اپنی کتاب میں ہم نے امام ابو حنیفہ کا جو ذکر کیا ہے مقصد صرف اُن کے ذکر سے برکت حاصل کرنا ہے گو مشکوٰۃ میں امام ابو حنیفہ سے کوئی روایت نہیں کی گئی لیکن چونکہ وہ بڑے مرتبہ والے اور زیادہ علم والے ہیں اس لئے تبرکًا ان کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ حاسدین اس قول کو دیکھیں اور آتش حسد میں جل کر خاک ہو جائیں۔ وقد سألہ الاوزاعی عن مسائل واراد البحث معہ بوسائل فاجاب علی وجہ الصواب فقال لہ الاوزاعی من این ھذا الجواب فقال من الاحادیث التی رویتموھا ومن الاخبار والاثار التی نقلتموھا وبین لہ وجہ دلالتھا وطرق استنباطھا فانصف الاوزاعی ولم یتعسف فقال نحن العطارون وانتم الاطباء (مرقات ص۲۴) ایک مرتبہ امام اوزاعی نے مباحثہ کے قصد سے امام ابو حنیفہ سے چند مسائل دریافت کئے۔ امام صاحب نے ان کے شافی وصحیح جواب دیئے امام اوزاعی نے فرمایا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے حاصل کیا۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ میں نے ان ہی احادیث وروایات اور اخبار و آثار سے استنباط کیا ہے جو تم نے روایت کی ہیں، اس کے بعد امام صاحب نے ان نصوص کے وجوہ دلالت اور اُن سے استنباط کے طریقوں کو بیان کیا جس کو سُن کر امام اوزاعی کو اقرار کرنا پڑا کہ بے شک ہم عطار اور آپ لوگ اطبا۔ ہیں، اس کو انصاف کہا جاتا ہے کہ جو واقعی بات ہو اس کو تسلیم کر لیا اور راہ تعسف اختیار نہ کی، ایک مرتبہ میاں فارقین میں بھی امام اوزاعی نے امام صاحب سے رفع یدین فی الصلوٰۃ کے بارے میں مناظرہ کیا تھا جس کا جواب امام صاحب نے ایسا دیا تھا کہ امام اوزاعی خاموش ہو گئے جس کو حافظ ابن ہمام نے فتح القدیر میں نقل کیا ہے وقال جعفر بن الربیع اقمت علی ابی حنیفۃ خمس سنین فما رأیت اطول صمتا منہ فاذا سئل عن شئ من الفقہ سال کالوادی اہ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۶) جعفر بن ربیع کہتے ہیں میں پانچ سال تک ابو حنیفہ کی خدمت میں رہا میں

نے اُن سے زیادہ خاموش رہنے والا شخص کوئی نہیں دیکھا لیکن جس وقت اُن سے
کسی فقہی مسئلہ کے متعلق سوال کیا جاتا تھا تو وادی کی طرح بہ پڑتے تھے قال یحییٰ
بن ایوب الزاہدی کان ابو حنیفۃ لا ینام فی اللیل اھ (مرقات) یحییٰ بن ایوب کہتے
ہیں کہ امام ابو حنیفہ شب بھر سوتے نہ تھے۔ وقال نضر بن شمیل کان الناس نیاما
عن الفقہ حتی ایقظھم ابو حنیفۃ بما فتقہ وبینہ اھ (مرقات) نضر بن شمیل
کہتے ہیں تمام لوگ فقہ سے غافل اور خواب میں تھے امام ابو حنیفہ نے ان کو بیدار کر دیا
وقال ابن عیینۃ ما قدم مکۃ فی وقتنا رجل اکثر صلوۃ منہ اھ (مرقات)
ابن عیینہ کہتے ہیں ہمارے مکہ کے قیام کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص مکہ میں نہیں آیا جو
ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھتا ہو۔ وقد تقول بعض المتعصبین ان منھم من کان
قلیل البضاعۃ فی الحدیث ولا سبیل الی ھذا المعتقد فی کبار الائمۃ لان
الشریعۃ انما توخذ من الکتاب والسنۃ (الی ان قال) والامام ابو حنیفۃ انما
قلت روایتہ لما شدد فی شروط الروایۃ والتحمل وضعف روایۃ
الحدیث الیقینی اذا عارضھا الفعل النفسی وقلت من اجل ذلک روایتہ
فقل حدیثہ لا انہ ترک روایۃ الحدیث عمدا فحاشاہ من ذلک و
یدل علی انہ من کبار المجتہدین فی الحدیث اعتماد مذھبہ فیما
بینھم والتعویل علیہ واعتبارہ ردا وقبولا الخ (تاریخ ابن خلدون) بعض متعصبین
نے یہ بکواس کی ہے کہ بعض ان ائمہ میں سے حدیث میں کم پونجی والے تھے لیکن یہ خیال
کبار ائمہ کے بارے میں بالکل غلط ہے کیونکہ شریعت کا مدار قرآن و حدیث پر ہے
(الی ان قال)، اور امام ابو حنیفہ کی روایات کے کم ہونے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے
شروط روایات اور تحمل روایات اور ضعف روایات حدیثیہ میں بہت سختی سے کام
لیا اور اس کی صحت میں بہت ہی سخت شرطیں لگائی ہیں اس بنا پر ان کی روایت حدیث
کم ہے یہ بات نہیں ہے کہ انہوں نے قصداً روایت حدیث ترک کر دی حاشا و کلا۔
ان کے کبار مجتہدین فی الحدیث ہونے پر یہ واضح دلیل ہے کہ علماء میں اُن کے مذہب

کا اعتبار و اعتماد ردًا قبولاً ہوتا ہے۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ روایات حدیثیہ میں بہت ہی احتیاط سے کام لیتے تھے اور سخت شرطیں لگا رکھی تھیں جو تقویٰ اور ورع کی ظاہر دلیل ہے وہ تو مجتہدین فی الحدیث سے کبار مجتہدین میں داخل تھے اسی وجہ سے حافظین حدیث میں مخالفین نے بھی اُن کو شمار کیا ہے۔ چنانچہ ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ سے ظاہر ہے گو متعصبین اور معاندین نے اس سے اپنی ظاہری آنکھ بھی بند کرلی ہے۔ لیکن حق ہمیشہ ظاہر ہی ہو کر رہتا ہے۔ اور اگر قلت روایت عیب شمار کیا جانے لگے تو پھر سب سے پہلے ابوبکر صدیق پر طعن کرنا چاہیئے کہ ان کی روایات حدیث باعتبار باقی صحابہ کے بہت ہی کم ہیں۔ چنانچہ ناظرین کتب احادیث پر مخفی نہیں تاریخ ابن خلدون کے بعض نسخوں میں ہے کہ امام ابوحنیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کو سترہ حدیثیں پہنچی تھیں اور اس قول کو نواب صدیق حسن خاں نے اپنی کتاب حطہ میں نقل کیا اور وہیں سے اور غیر مقلدین نقل کر کے امام صاحب پر طعن کرتے ہیں۔ لیکن یہ قول کئی وجوہ سے غلط ہے۔ اول اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ واقعہ میں ابن خلدون سے اس میں غلطی نہیں ہوئی تو ضرور یہ غلطی چھاپے خانے اور مطبع والوں اور کاتبین کتاب تاریخ کی ہے کیونکہ یہ قول علمائے ثقات کے اقوال کے صریح مخالف ہے جنہوں نے امام صاحب کی روایات کی تعداد بیان کی ہے جو اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔ امام زرقانی وغیرہ نے چند اقوال امام صاحب کی روایات میں نقل کئے ہیں ان میں یہ قول مذکور نہیں ہے ورنہ ضرور ذکر کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول غلط ہے۔ دوسرے ابن خلدون علوم تاریخیہ میں کمال رکھتے تھے اور ان کو امور شرعیہ میں اتنی دستگاہ نہ تھی چنانچہ سخاوی وغیرہ نے ان کے ترجمہ میں تصریح کی ہے لہٰذا ایسے امور میں ابن خلدون کا قول معتبر نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کا قول ائمہ اثبات کے اقوال کے مخالف ہو۔ کیونکہ جس شخص کو امور شرعیہ میں مہارت نہ ہو وہ ائمہ کبار کے مراتب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ تیسرے ابن خلدون نے اس قول کو کلمہ یقال سے تعبیر کیا ہے جو ضعف اور عدم تیقن پر دال ہے۔ لہٰذا اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ خود مورخ کو ہی جزم نہیں تو دوسرا کیا جزم کرے

سکتا ہے چوتھے امور تاریخیہ اور حکایات منقولہ کی جانچ پڑتال کرنی ضروری ہے جو امور اور حکایات دلائل عقلیہ و نقلیہ کے قطعی مخالف ہوں وہ اہل عقل اور ارباب علم کے نزدیک یقیناً مردود ہیں کبھی ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ قول کہ روایاتِ امام سترہ ہیں دلائل قطعیہ اور مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے جس نے امام محمد صاحب اور امام ابو یوسف صاحب وغیرہ کی تصانیف دیکھی ہیں وہ کبھی بھی اس قول کو باور نہیں کر سکتا کہ امام ابو حنیفہ کی سترہ روایتیں ہیں۔ موطا امام محمد۔ کتاب آثار۔ کتاب الحجج سیر کبیر۔ کتاب الخراج امام ابو یوسف کی یہ ایسی کتابیں ہیں جو آج مطبوع ہیں۔ ان میں سینکڑوں روایتیں امام ابو حنیفہ سے مروی ہیں۔ پھر یہ قول کہ ان کی سترہ حدیثیں ہیں قطعاً غلط ہے۔ علاوہ ازیں ان سے مصنف ابن ابی شیبہ۔ مصنف عبدالرزاق۔ تصانیف دارقطنی۔ تصانیف حاکم تصانیف بیہقی اور تصانیف امام طحاوی کو آنکھیں کھول کر دیکھا ہوگا وہ قول مذکور کو یقینی غلط اور باطل سمجھے گا۔ پھر ستم یہ ہے کہ مخالف و موافق سب ہی امام ابو حنیفہ کو کبار مجتہدین میں سے سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مجتہد کے واسطے سترہ حدیثیں کسی طرح بھی کفایت نہیں کر سکتی ہیں تو لامحالہ قول مذکور باطل و مردود ہے پس نواب صدیق حسن خاں نے جو قول نقل کیا ہے غلط ہے۔ تعجب تر یہ ہے کہ ایک شخص عالم ہو کر ایسے اقوال مردودہ اپنی کتابوں میں نقل کرے اور ان پر کسی قسم کی جرح و قدح نہ کرے اور خاموش چلا جائے اس کی شان سے بالکل بعید ہے۔ جہاں جہاں نواب صاحب نے امام صاحب کے حالات اپنی کتابوں میں بیان کئے ہیں۔ مثلاً حطہ فی اصول الصحاح الستہ۔ اتحاف النبلاء۔ التاج المکلل۔ ابجد العلوم وغیرہ سب میں اسی روش کو اختیار کیا ہوا ہے۔ بلکہ ان کتابوں کو نظر غور سے دیکھا جائے تو امام صاحب کے تراجم میں ان کے اقوال متضاد اور متعارض نظر آئیں گے۔ لہٰذا ایسی کتابوں کی علماء کو تنقید کرنی ضروری ہے تاکہ عوام گمراہی کے گڑھے میں نہ گر پڑیں۔ ابن جوزی کے متعلق ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تساہل اور تشدد فی الجرح میں ضرب المثل ہیں۔ لہٰذا ان کی جرح خصوصاً امام صاحب کے بارے میں مردود ہے اسی بناء پر سبط ابن الجوزی نے ان پر استعجاب ظاہر کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ لیس العجب من الخطیب بانہ یطعن

فی جماعۃ من العلماء وانما العجب من الجد کیف سلک اسلوبہ وجاء بما ھو اعظم منہ اھ (مرآۃ الزمان) خطیب پر تو کوئی تعجب نہیں آتا کیونکہ علماء پر طعن کرنے کی ان کی عادت ہے۔ زیادہ تر تعجب تو نانا جان سے ہے کہ انہوں نے خطیب کا کیوں طریقہ اختیار کیا۔ بلکہ طعن کرنے میں اُن سے بھی چند قدم آگے بڑھ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطیب اور ابن جوزی نے جو جرح کی ہے وہ قابل اعتبار نہیں اسی بناء پر بعض علماء نے السہم المصیب فی کبد الخطیب کتاب لکھی جس میں خطیب کی تمام جروح کا جواب دیا ہے۔ نیز اکثر نے تصریح کی ہے کہ خطیب کی روایات جو امام کی جرح میں نقل کی ہیں باعتبار سند ثابت نہیں غیر معتبر ہیں۔ چنانچہ خیرات حسان میں مصرح ہے۔ علاوہ ازیں خطیب بغدادی کو امام احمد اور امام ابوحنیفہ سے خاص بغض تھا اس وجہ سے اور بھی ایسے امور زبردستی جمع کرتے تھے جو محل طعن ہوں گو واقع میں کوئی ان کی حقیقت و وقعت نہ ہوتی تھی، لیکن عوام کو دھوکہ میں ڈالنے سے اُن کو کام تھا۔ ابن جوزی کی طرح صنعانی۔ جوزقانی۔ مجدالدین فیروزآبادی۔ ابن تیمیہ۔ ابوالحسن بن القطان وغیرہ بھی تشدد فی الجرح میں مشہور ہیں۔ لہذا بغیر تحقیق کئے ہوتے اُن کے اقوال مقبول نہیں ہو سکتے۔ خطیب کے بعد جتنے بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے سب نے ہی خطیب کی تقلید کی اور کسی نے بھی تنقید و تحقیق سے کام نہ لیا اور مکھی پر مکھی مارتے رہے۔ دارقطنی وغیرہ متعصبین میں معدود ہیں ان کی جرح کا بھی اعتبار نہیں، حافظ عینی نے بخاری کی شرح عمدۃ القاری اور ہدایہ کی شرح بنایہ میں دارقطنی اور ابن القطان کی جرح کا جواب دیا ہے

من این لہ تضعیف ابی حنیفۃ وھو مستحق التضعیف فانہ روی فی مسندہ احادیث سقیمۃ و معلولۃ ومنکرۃ غریبۃ وموضوعۃ اھ (بنایہ شرح ہدایہ) کہ امام ابوحنیفہ کی تضعیف کا دارقطنی کو حق ہی کیا ہے بلکہ وہ خود تضعیف کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے سنن میں منکر معلول، سقیم، موضوع حدیثیں روایت کی ہیں۔ قلت لو تأدب الدارقطنی واستحیی لما تلفظ بھذہ اللفظۃ فی حق ابی حنیفۃ فانہ امام طبق علمہ الشرق والغرب ولما سئل ابن معین

عده فقال ثقة مامون ماسمعت احدا ضعفه هذا شعبة بن الحجاج يكتب اليه ان يحدث وشعبة شعبة وقال ايضا كان ابوحنيفة ثقة من اهل الدين والصدق ولم يتهم بالكذب وكان مامونا على دين الله صدوقا فى الحديث واثنى عليه جماعة من الائمة الكبار مثل عبدالله بن المبارك ويعد من اصحابه وسفيان بن عيينة وسفيان الثوری و حماد بن زيد وعبدالرزاق ووكيع وكان يفتی برأيه والائمة الثلاثة مالك والشافعی واحمد واخرون كثيرون وقد ظهر لك من هذا تحامل الدارقطنی عليه وتعصبه الفاسد وليس له مقدار بالنسبة الى هولاء حتى يتكلم فى امام متقدم على هولاء فى الدين والتقوى والعلم وبتضعيفه اياه يستحق هو التضعيف افلا يرضى بسكوت اصحابه عنه وقد روى فى سننه احاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة و غريبة وموضوعة ولقد روى احاديث ضعيفة فى كتابه الجهر بالبسملة واحتج بها مع علمه بذلك حتى ان بعضهم استحلفه على ذلك فقال ليس فيه حديث صحيح ولقد صدق القائل حسدوا الفتى اذ لم ينالوا سعيه. والقوم اعداء له وخصوم (عمدة القاری جلد ثالث ص۱۶) اگر دارقطنی کو کچھ حیا اور ادب ہوتا تو امام ابوحنیفہ کی شان میں اپنی زبان سے اس لفظ کو نہ نکالتے کیونکہ ابوحنیفہ ایسے امام ہیں جن کا علم مشرق و مغرب کو محیط ہو رہا ہے۔ جس وقت ابن معین سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا ثقہ اور مامون ہیں میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے ابوحنیفہ کی تضعیف کی ہو۔ یہ شعبۃ بن الحجاج ہیں کہ امام ابوحنیفہ کو فرمائش کیا کرتے تھے کہ حدیث بیان کریں اور ان سے روایت کرتے تھے اور شعبہ جیسے کچھ زبردست محدث ہیں، ان کو کون نہیں جانتا اور بھی انھیں کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ اور اہلِ دین اور اہلِ صدق میں سے ہیں کذب کے ساتھ متہم نہیں ہیں دین پر مامون ہیں حدیث میں صادق ہیں۔ اور بڑے بڑے ائمہ نے ان کی تعریف اور

ثناو صفت کی ہے جیسے عبداللہ بن مبارک کہ یہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں بھی شمار ہیں سفیان بن عیینہ۔ سفیان ثوری، حماد بن زید، عبدالرزاق۔ وکیع، جو امام صاحب کے قول پر فتویٰ بھی دیتے تھے۔ امام مالک۔ امام شافعی۔ امام احمد اور بہت سے بڑے بڑے ائمہ نے بھی امام صاحب کی مدح کی ہے۔ اسی سے دارقطنی کا تعصب فاسد اور تحامل کاسد ظاہر ہوگیا۔ ان کی کوئی ہستی ان ائمہ کبار کے مقابلہ میں نہیں جنھوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے تاکہ ایسے امام کی شان میں کلام کرے جو ان ائمہ پر دین وتقویٰ اور علم کے اعتبار سے مقدم ہے۔ امام ابوحنیفہ کی تضعیف کرنے کی وجہ سے خود دارقطنی تضعیف کے مستحق ہیں۔ کیا امام صاحب کے اصحاب کے سکوت پر راضی نہیں اور پھر خود اپنے سنن میں سقیم حدیثیں اور معلول، منکر، غریب، موضوع روایات روایت کی ہیں ونیز کتاب الجہر بالبسملہ میں احادیث ضعیفہ باوجودیکہ اُن کو علم اُن کے ضعیف ہونے کا تھا روایت کیں اور اپنے مذہب پر اُن سے استدلال کیا حتیٰ کہ بعض علماء نے قسم کھلائی تو اقرار کیا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ناظرین یہ حال جرح کرنے والوں کا ہے۔ واما قول ابن القطان وعلته ضعف ابی حنیفة فاسادة ادب وقلة حیاء منه فان مثل الامام الثوری وابن المبارك واضرابهما ثقوه واثنوا علیه خیرا فما مقدار من یضعفه عند هولاء الاعلام اه (بنایہ شرح ہدایہ بحث اجارۃ ارض مکہ) لیکن ابن القطان کا قول کہ یہ حدیث ابوحنیفہ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے معلول ہے بے ادبی اور بےحیائی ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کی توثیق اور مدح امام ثوری اور ابن المبارک جیسے ائمہ نے کی ہے لہٰذا ان کی کوئی وقعت ان اعلام کے مقابلہ میں نہیں ہے تاکہ تضعیف میں ابن القطان کا قول معتبر ہو۔ وبعض الجروح صدر من المتاخرین المتعصبین کالدارقطنی و ابن عدی وغیرهما ممن یشهد القرائن الجلیة بانه فی هذا الجرح من المتعسفین والتعصب امر لا یخلو منه البشر الا من حفظه خالق القوی والقدر وقد تقرر ان مثل ذلك غیر مقبول من قائله بل هو موجب لجرح نفسه اه (التعلیق الممجد ص۳۳) بعض جروح متاخرین متعصبین سے صادر ہوتی ہیں

جیسے دارقطنی۔ ابن عدی وغیرہ جن پر قرائن جلیہ شاہد ہیں کہ یہ لوگ اس جرح پر تعسف وتعصب کے پابند ہیں اور بات بھی یہ ہے کہ تعصب سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس کو خدا محفوظ رکھے ورنہ کوئی انسان اس سے خالی نہیں ہے اور یہ اپنے محل پر محقق ہو چکا ہے کہ متعصب کی جرح مقبول نہیں بلکہ اس جیسی جرح سے وہ خود مجروح ہو جاتا ہے لہذا دارقطنی، ابن عدی، ابن جوزی، خطیب وغیرہ سب کے سب خود مجروح ہیں، ان کی جرح امام صاحب کے بارے میں ہرگز مقبول نہیں ولا عبرة لکلام بعض المتعصبین فی حق الامام ولا بقولھم انه من جملة اھل الرای بل کلام من یطعن فی ھذا الامام عند المحققین یشبه الھذیانات اھ (میزان کبری للشعرانی ص۱۱) امام ابوحنیفہ کے حق میں بعض متعصبین کے کلام کا اعتبار نہیں اور نہ اُن کے اس قول کا اعتبار ہے کہ وہ اہل رائے میں سے تھے بلکہ جو شخص امام ابوحنیفہ پر طعن کرتا ہے، محققین کے نزدیک اس کا کلام بکواس کے مشابہ ہے اس کی کوئی وقعت نہیں، ناظرین خیال کریں کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی مذہب کے شافعی ہیں وہ امام صاحب کی تعریف کر رہے ہیں اور جو لوگ امام صاحب میں کلام کرتے ہیں بیہودہ بکواس فرماتے ہیں، بے شک فضیلت وہی ہے جس کی دشمن بھی شہادت دیں، فانه لا اعتداد بقول المتعصب کما قدح الدارقطنی فی الامام ابی حنیفة بانه ضعیف فی الحدیث اھ (شرح مسلم الثبوت) متعصب کے قول کا اعتبار نہیں، چنانچہ دارقطنی نے امام ابوحنیفہ میں قدح کیا اور یوں کہہ دیا کہ وہ حدیث میں ضعیف تھے، کیونکہ یہ متعصب ہیں لہذا ان کے بارہ میں ان کا قول معتبر نہیں، ومن ثمه لم یقبل جرح الجارحین فی الامام ابی حنیفة حیث جرحه بعضھم بکثرة القیاس وبعضھم بقلة معرفة العربیة وبعضھم بقلة روایة الحدیث فانه ھذا کله جرح بما لا یجرح الراوی اھ (مقدمہ فتح الباری) ناظرین یہ عبارت حافظ ابن حجر عسقلانی کی ہے جو پہلے بھی ایک مقام پر منقول ہو چکی ہے جو شاہد عادل ہے کہ حافظ کے نزدیک امام صاحب مجروح نہیں بلکہ ثقہ ہیں، اسی بناء پر جن لوگوں نے جرح کی ان کے قول کو ابن حجر نے رد کر دیا چنانچہ عبارت بالا شاہد ہے۔ درایہ

کے حاشیہ پر جو عبارت لکھی ہوئی ہے جس کو مؤلف رسالہ نے نقل کیا ہے جو ابتدا میں گزر چکی ہے۔ وہ کسی متعصب کی لکھی ہوئی ہے۔ جو مؤلف رسالہ ہی کے بھائی بند ہوں گے جو اپنے آپ کو ابوالمکارم سے تعبیر کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے درایہ میں حدیث من کان لہ امام کے تحت میں صرف دار قطنی کا قول نقل کیا ہے جو انھوں نے حسن بن عمارہ اور امام ابوحنیفہ کے بارہ میں کہا تھا۔ خود حافظ ابن حجر نے کہیں بھی ضعیف نہیں کہا۔ کوئی عبارت ان کی اس کے ثبوت میں کوئی بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اتنی بات ضرور ہے کہ حافظ ابن حجر کے قلم سے یہاں پر لغزش ہو گئی اور خاموش چلے گئے اور یہ اسی بنا پر خاموشی کی نسبت میں ان کی طرف کر رہا ہوں کہ ان کی دوسری تصانیف اور ان کے اقوال اس کی تردید کرتے ہیں۔ پس اس سے کوئی عاقل کبھی اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ حافظ ابن حجر کے نزدیک ضعیف ہیں۔ ابوالمکارم نے حاشیہ پر صاحب المنتظم کا جو قول نقل کیا ہے کہ ابوحنیفہ حافظ نہیں، مضطرب الحدیث ذاہب الحدیث ہیں۔ اول اس کو یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور سفیان ثوری اور شعبہ بن الحجاج اور عبداللہ ابن المبارک اور حافظ ابن عبدالبر وغیرہ ائمہ کا قول رد کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ان کے ثقہ، صدوق مامون حافظ الحدیث ہونے کے قائل ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ابوحفص بن عمرو بن علی کے قول کا کوئی اعتبار نہیں دوسرے اس قول کو حافظ ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ کی عبارت رد کرتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے امام صاحب کو حافظ الحدیث کہا ہے۔ اگر ذاہب الحدیث یا مضطرب الحدیث ہوتے اور حافظ حدیث نہ ہوتے تو امام ذہبی جیسا شخص جو شافعی مذہب کے ہیں امام ابوحنیفہ کو حافظ الحدیث نہ کہتے۔ تیسرے یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ ابوحنیفہ جن کو ذاہب الحدیث مضطرب الحدیث کہا جاتا ہے وہی ابوحنیفہ ہیں جن کا نام نامی نعمان بن ثابت الکوفی ہے جو صاحب مذہب ہیں جن کی طرف حنفیہ منسوب ہوتے ہیں جو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ جنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا ہے جو تابعی ہیں۔ کیونکہ ابوحنیفہ بہت سے لوگوں کی کنیت ہے اور ان میں بعض مجروح ہیں، امام صاحب اس سے مراد نہیں۔ چنانچہ منصف اور حق پسند حضرات پر پوشیدہ نہیں، ناظرین کے اطمینان قلب کے واسطے چند علما کے

نام ذکر کرتا ہوں جن کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ اول احمد المصدق ابن محمد نیشاپوری ان کی کنیت ابوحنیفہ ہے جن کو ابن نجار نے ذکر کیا ہے، دوسرے جعفر بن احمد ہیں ان کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ تیسرے محمد بن عبیداللہ بن علی خطیبی کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ چوتھے محمد بن یوسف کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ پانچویں عبدالمومن کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ چھٹے محمد بن عبداللہ المندوانی کی کنیت ابوحنیفہ ہے، ساتویں علی بن نصر کی کنیت ابوحنیفہ ہے آٹھویں عبیداللہ ابن ابراہیم بن عبدالملک کی کنیت ابوحنیفہ ہے نویں محمد بن حنیفہ بن ماہان قصبی کی کنیت ابوحنیفہ ہے، دسویں قیس بن احرام کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ گیارہویں ابوالفتح محمد بن ابی حنیفہ کی کنیت ابوحنیفہ ہے، بارہویں بجر بن محمد بن علی بن فضل کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ تیرہویں عبدالکریم ذیلعی کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ چودھویں امام طحاوی کے استاذ کے استاذ الاستاذ خوارزمی کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ پندرہویں نعمان بن ابی عبداللہ محمد بن منصور بن احمد بن حیوان کی کنیت ابوحنیفہ ہے، سولہویں احمد بن داؤد دینوری کی کنیت ابوحنیفہ ہے، سترہویں وہ ابوحنیفہ ہیں جو سلمان بن مرو کے شاگرد ہیں اور ان سے ان کے بیٹے عبدالاکرم روایت کرتے ہیں، اٹھارویں وہ ابوحنیفہ ہیں جو جبیر بن مطعم کے جنازہ میں شریک ہوتے تھے اور ان سے مغیرۃ بن مقسم روایت کرتے ہیں جو مجہول ہیں۔ ان دونوں کو ذہبی نے باب الکنی میں میزان الاعتدال کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ غرض یہ اٹھارہ شخص امام صاحب کے علاوہ ہیں جن کی کنیت ابوحنیفہ ہے پس کیسے بغیر دلیل کے یہ کہا جاتا ہے کہ جس ابوحنیفہ کو ذاہب الحدیث مضطرب الحدیث غیر حافظ کہا جاتا ہے۔ وہ امام صاحب ہیں جن کی توثیق ائمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی امام احمد یحیی بن معین، سفیان ثوری، علی بن المدینی، شعبہ بن الحجاج، عبداللہ بن المبارک، وکیع وغیرہم کرتے ہیں، لہذا ثابت ہوا کہ وہ قول یا تو غلط ہے یا کسی دوسرے ابوحنیفہ کے بارے میں ہے، حافظ ابن عبدالبر کی کتاب جامع العلم سے علامہ یوسف بن عبدالهادی حنبلی نے اپنی کتاب تنویر الصحیفہ میں نقل کیا ہے لا تتکلموا فی ابی حنیفۃ بسوء ولا تصدقن احدا یسیئ القول فیہ فانی واللہ مارأیت افضل ولا اورع ولا افقہ

منه ثم قال ولا يغتر احد بكلام الخطيب فان عنده العصبية الزائدة على جماعة من العلماء كابي حنيفة والامام احمد وبعض اصحابه وتحامل عليهم بكل وجه وصنف فيه بعضهم السهم المصيب في كبد الخطيب واما ابن الجوزي فانه تابع الخطيب وقد عجب منه سبط ابن الجوزي حيث قال في مرأة الزمان وليس العجب من الخطيب فانه طعن في جماعة من العلماء وانما العجب من الجد كيف سلك اسلوبه وجاء بما هو اعظم قال ومن المتعصبين على ابي حنيفة الدارقطني وابونعيم فانه لم يذكره في الحلية وذكر من دونه في العلم والزهد انتهى (ردالمحتار ص۳۸ جلد اول) امام ابوحنیفہ کے بارے میں کسی برائی سے کلام مت کرو اور جو امام صاحب کے بارے میں برا خیال رکھتا ہو اس کی بھی ہرگز تصدیق نہ کرو میں نے بخدا ان سے زیادہ افضل اور پرہیزگار اور فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر کہا کہ دیکھو کوئی خطیب کے کلام سے دھوکہ نہ کھاتے کیونکہ خطیب حد سے زیادہ علماء پر تعصب کی نظر رکھتے ہیں۔ جیسے امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور ان کے بعض اصحاب پر پوری طرح سے خطیب نے حملے کئے ہیں لہذا ان کا اعتبار نہیں اور خطیب کے جوابات میں علماء نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام السہم المصیب فی کبد الخطیب رکھا ہے۔ لیکن ابن جوزی۔ پس یہ تو خطیب کے ہی مقلد محض ہیں۔ سبط ابن الجوزی نے تعجب ظاہر کیا ہے۔ مرآۃ الزمان میں فرماتے ہیں کہ خطیب سے ایسے امور کا ظاہر ہونا کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے کیونکہ علماء پر طعن کرنا ان کی تو عادت قدیمہ ہے۔ تعجب تو اپنے دادا پر آتا ہے کہ انہوں نے کیوں خطیب کی روش کو اختیار کیا۔ اور خطیب سے چند قدم آگے بڑھ کر بالکل حد میں تجاوز کر گئے نیز امام صاحب سے تعصب رکھنے والوں میں سے ایک دارقطنی اور ابونعیم بھی ہیں اس لئے کہ ابونعیم اپنی کتاب حلیہ میں اُن حضرات کو لاتے اور بیان کیا جو امام ابوحنیفہ سے علم و زہد میں کئی درجہ کم تھے اور امام ابوحنیفہ کو ذکر نہیں کیا جو مرتبہ اور علم میں مذکورین سے بڑھ کر ہیں لیکن ان کو نہ ذکر کیا تو یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ مؤلف رسالہ نے یحییٰ بن

معین کے قولِ مذکور کو نقل کرکے یہ کہا ہے کہ یہ قول معتبر نہیں کیونکہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے، اس لئے یحییٰ بن معین کی توثیق معتبر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جرح تعدیل پر اُسی وقت مقدم ہوتی ہے کہ جب مفسر ہو اور کوئی مانع موجود نہ ہو ورنہ یہ عام قاعدہ ہرگز نہیں ہے۔ میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب معیار الحق میں فرماتے ہیں۔ پس وجہ جرح مضعفین کی ثابت نہ ہوتی اور جرح اُن کا بے وجہ باقی رہا تو پھر اس کو کون قبول کرتا ہے۔ وبھذا التحقیق اندفع ما قال بعض قاصری الانظار المعذورین فی بعض الحواشی علی بعض الکتب ان الجرح مقدم علی التعدیل فلا یدفعہ تصحیح لبعض المحدثین لہ ذکرہ ابن حجر وغیرہ ووجہ الاندفاع لا یخفی علیک بعد التامل الصادق الا تری ان تقدیم الجرح علی التعدیل فرع لوجود الجرح وقد نفیناہ لعدم وجود وجھہ وجعلناہ ھباء منثورا فاین المقدم واین التقدیم اھ (معیار الحق) میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہماری اس تحقیق سے وہ اعتراض مندفع ہوگیا جو بعض کوتاہ نظر اصحاب نے بعض کتب کے حواشی میں کیا ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے لہذا بعض محدثین کی تصحیح اس جرح کو دور نہیں کر سکتی، اعتراض کے اٹھ جانے کی وجہ تامل و غور کے بعد مخفی نہیں رہتی کیونکہ ظاہر بات ہے کہ تقدیم جرح علی التعدیل وجود جرح کی فرع ہے اور ہم وجود جرح کو مٹا چکے ہیں، اس لئے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور اس کو ہم نے ہباءً منثورا کر دیا ہے پھر کیسا مقدم اور کہاں کی تقدیم یہ تو سب وجود جرح پر مبنی ہیں، امام نووی فرماتے ہیں۔ ولا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذلک فیما اذا کان الجرح ثابتا مفسر السبب والا فلا یقبل اذا لم یکن کذا اھ (شرح مسلم) یہ وہم نہ ہووے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے کیونکہ یہ اسی صورت میں ہے جب کہ جرح ثابت اور مفسر السبب ہو ورنہ مقبول نہیں اور مقدم نہیں ہوتی۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں وقدموا الجرح لکن ینبغی تقیید الحکم بتقدیم الجرح بما اذا فسر اما اذا تعارضا من غیر تفسیر فانہ یقدم التعدیل قالہ المزی وغیرہ وعلیہ یحمل قول من

قدم التعدیل کا القاضی ابوالطیب الطبری وغیرہ (فتح المغیث) علماء نے جرح کو مقدم کیا ہے لیکن یہ حکم اس صورت کے ساتھ مقید ہے کہ جرح مفسر ہو۔ اگر دونوں میں تعارض ہو اور کسی قسم کی تفسیر جرح و تعدیل کی نہ ہو تو اس وقت تعدیل جرح پر مقدم ہوتی ہے چنانچہ حافظ مزی وغیرہ نے تصریح کی ہے اور ایسی ہی صورتوں پر ان علماء کا قول محمول ہے جو یہ کہتے ہیں کہ تعدیل جرح پر مقدم ہوتی ہے جیسے قاضی ابوالطیب طبری وغیرہ مراد یہ ہے کہ تعدیل مفسر ہوگی تو جرح پر مقدم ہوگی، ناظرین ان اقوال سے اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ جرح کا تعدیل پر مقدم ہونا عام قاعدہ نہیں ہے ورنہ کوئی امام اس سے بچ نہیں سکتا۔ امام صاحب کے بارے میں وجہ جرح ظاہر ہے کہ حسد اور تعصب مذہبی کی وجہ سے کی ہے چنانچہ ماسبق میں اچھی طرح واضح ہو چکا۔ لہٰذا یہاں تو یہ قاعدہ کسی طرح بھی جاری نہیں ہو سکتا۔ تقدیم جرح وجود جرح کی فرع ہے۔ جب جرح ہی موجود نہیں تو تقدیم کیسی چنانچہ میاں صاحب مذکور نے تصریح کی ہے اور اگر بالفرض جرح کو تسلیم کر لیں تو تعدیل و جرح میں تعارض ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے اور تعارض کی صورت میں بقول حافظ سخاوی اور حافظ مزی وغیرہ کے تعدیل مقدم ہے۔ غرض کسی طرح بھی امام صاحب کے بارے میں جرح ثابت نہیں ہر پہلو پر نظر ڈالئے اور مؤلف رسالہ کو داد دیجئے۔ دوسرے یحییٰ بن معین ہی تعدیل میں منفرد نہیں بلکہ اور بھی ائمہ ہیں جنھوں نے امام صاحب کی توثیق کی ہے جیسے علی بن مدینی، سفیان ثوری، شعبۃ بن الحجاج، حافظ ابن حجر، حافظ ذہبی، حافظ ابوالحجاج مزی، وکیع بن الجراح، ابوداؤد، حافظ ابن عبدالبر، عبداللہ ابن المبارک، حافظ ابن حجر مکی، امام مالک، امام شافعی وغیرہم، چنانچہ مکرر سکرر گزر چکا ہے۔ بالفرض والمحال اگر یحییٰ بن معین کی توثیق معتبر نہ ہو تو حضرات مذکورین کی توثیق کافی ہے۔ تیسرے یہ جرح مبہم ہے، جب تک مفسر نہ ہو اور کوئی مانع نہ ہو اس وقت تک مقبول نہیں۔ کیونکہ عداوت و حسد اور تعصب و حمیت غیر شرعیہ کے آثار یہاں پیدا ہیں۔ پس اس جرح کے مردود ہونے میں کوئی شک نہیں۔ چوتھے ابن جوزی نے خطیب کی تقلید کی ہے اور خطیب کی جروح معتبر نہیں کیونکہ ائمہ پر طعن کرنا ان کی عادت ہے۔ لہٰذا ابن جوزی کی جرح

کا بھی اعتبار نہیں۔ پانچویں ابن جوزی متشددین فی الجرح میں سے ہیں۔ بغیر وجہ وجیہ کے بھی رواۃ کو مجروح کر دیتے ہیں۔ چنانچہ گزر چکا لہٰذا یہ قول ان کا معتبر نہیں۔ چھٹے اس کی سند صحیح بیان کرنی چاہیئے۔ بغیر صحت سند کے یہ قول معتبر نہیں، ساتویں حافظ ابن عبدالبر تصریح کر چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی توثیق و ثنا و صفت کرنے والے زیادہ ہیں۔ لہٰذا ان ائمہ کے مقابلہ میں طاعنین کے کلام کا کچھ اعتبار نہیں، امام صاحب کا علم و فضل تقویٰ و پرہیزگاری، دیانت و امانت، ورع و زہد عبادت و ریاضت، تابعیت و ۔۔لت۔ ثقاہت و فقاہت وغیرہ اوصاف ایسے ہیں جن کے مخالف بھی تعریف کیے بغیر نہ رہے۔ چنانچہ ماسبق میں مفصل بیان ہو چکا۔ پس ایسے شخص میں وہی عیوب نکالے گا جس کے دل کی اور ظاہری آنکھوں کی روشنی جاتی رہی ہوگی۔ اور جو شراب عداوت و حسد سے مخمور ہوگا۔ جس نے ضد و عناد پر کمر باندھی ہوگی۔ تعصب و ہٹ دھرمی جس نے اپنا پیشہ کر لیا ہوگا۔ ورنہ اہل حق اہل انصاف کے نزدیک حق ظاہر ہے وقال ابو یوسف ما رأیت احدا اعلم بنفس الحدیث من ابی حنیفۃ وما رأیت احدا اعلم بتفسیر الحدیث منہ۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ جاننے والا نفس حدیث کو کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کوئی ان سے زیادہ تفسیر حدیث کا عالم میری نظر سے گزرا۔ ناظرین جب امام حنیفہ کو بقول حاسدوں اور دشمنوں کے حدیث سے واقفیت ہی نہیں تو احادیث و اخبار کے معانی اور ان کی تفسیر کا ان کو علم ہونا چہ معنے دارد۔ اور وہ بھی ان کے زمانہ میں ان کے برابر کا بھی کوئی نہیں کیونکہ ان سے اچھا تو عالم کوئی تھا ہی نہیں۔ تعریف بھی وہی شخص کر رہا ہے جو اپنے وقت کا امام مجتہد تسلیم کیا ہوا ہے یعنی امام ابو یوسف جن کے شاگرد امام احمد وغیرہ ہیں۔ مجدالدین فیروزآبادی کے متعلق بھی یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کی تضعیف کی ہے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی فرماتے ہیں۔ دسوا علی شیخ الاسلام مجد الدین الفیروزآبادی کتابا فی الرد علی ابی حنیفۃ وتکفیرہ ودفعوہ الی ابی بکر الخیاط الیمنی فارسل یلوم مجد الدین فکتب الیہ ان کان بلغک ھذا الکتاب

ما حوقه فانه افتراء علی من الاعداء وانا من اعظم المعتقدین فی ابی حنیفة وذکرت مناقبه فی مجلد اھ (الیواقیت والجواہر) امام صاحب کے رد اور تکفیر میں بعض لوگوں نے مجدالدین فیروز آبادی کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی اور ابوبکر بن خیاط یمنی کو لوگوں نے دکھائی تو انھوں نے علامہ فیروز آبادی کو خط لکھ کر بہت لعنت ملامت کی، اس پر فیروز آبادی نے ابوبکر کو جواب لکھ بھیجا کہ جب کتاب آپ کے پاس پہنچے تو آپ اس کو جلادیں، یہ مجھ پر دشمنوں نے افترا پردازی کی ہے، میں تو امام ابوحنیفہ کا بہت بڑا معتقد ہوں اور میں نے تو ایک کتاب ان کے مناقب میں لکھی ہے تو میں کس طرح ان کو برا بھلا کہہ سکتا ہوں، مؤلف رسالہ نے ان کو بھی مضعفین امام میں گنایا تھا، یہ اپنی بریت ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرا کام نہیں بلکہ میرے دشمنوں کا ہے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی مؤلف رسالہ نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہا ہے یعنی غنیۃ الطالبین میں ان کو مرجئی کہا ہے، اس کے بارے میں اول تو یہ عرض ہے کہ پہلے اس کو ثابت کیا جائے کہ غنیۃ الطالبین شیخ کی تصنیف ہے اس بحث کے متعلق الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل مصنفہ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ دیکھنی چاہیئے، دوسرے یہ عرض ہے کہ اگر بالفرض شیخ ہی کی تصنیف وتالیف ہے تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ شیخ نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ امام ابوحنیفہ مرجئی تھے اگر کوئی مدعی ہے تو اس کو شیخ کی عبارت سے جو غنیہ میں ہو ثابت کر دکھاتے مگر ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست، یہی خبر نہیں کہ شیخ نے کیا بیان کیا ہے اور ہم کیا کہہ رہے ہیں، شیخ نے مرجئہ کے فرقوں میں غسانیہ کی جگہ حنفیہ کو لکھا ہے جس کی تفصیل وتشریح خود آگے چل کر ان لفظوں سے فرماتے ہیں: اما الحنفیة فهم بعض اصحاب ابی حنیفة النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسوله وبما جاء به من عنده جملة علی ما ذکره البرهوتی فی کتاب الشجرة اھ (غنیۃ الطالبین) کہ ہم نے جو حنفیہ کے فرقہ کو مرجئہ میں شمار کیا ہے اس سے تمام حنفی مراد نہیں ہیں بلکہ بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ ایمان صرف معرفت

اور اقرار لسانی کا نام ہے۔ ناظرین اس عبارت میں کہاں شیخ نے امام کو یا جملہ حنفیہ کو مرجئی کہا ہے۔ اس سے کس طرح امام کے متعلق شیخ کی تضعیف ثابت کی جاتی ہے یہ روز روشن کو شب بتلانا اور عوام کو دھوکہ دہی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اسی کو حق اور دیانت داری اہل حدیث اور خصوصاً مؤلف رسالہ سمجھتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ذریعہ آخرت کے سنوارنے کا ہاتھ لگا ہے۔ شیخ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ اھ (فیوض الحرمین) مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ مذہب حنفی میں ہی عمدہ طریق ہے جو سب طریقوں سے زیادہ موافق اس سنت معروفہ کے کہ جو بخاری اور ان کے اصحاب کے زمانہ میں جمع کی گئی ہے۔ یہ وہی شاہ صاحب ہیں جن کے ذمہ یہ الزام ہے کہ انھوں نے امام ابوحنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے اگر وہ پرلے تھے تو ان کا مذہب کیسے اچھا ہو گیا اور وہ بھی تمام طرق سے اور احادیث کے زیادہ موافق عجب پر عجب ہے۔ غرض مؤلف رسالہ نے جتنے نام شمار کراتے تھے ان میں سے اکثر کو میں لکھ چکا ہوں، اسی طرح اوروں کو ناظرین قیاس کریں گو مجملاً تو سب ہی کا جواب ہو چکا تھا لیکن اطمینان کے لئے اتنی تفصیل سے میں نے ذکر کر دیا تاکہ اچھی طرح مؤلف رسالہ کی دیانت داری کی داد دیں۔ اب میں چند نام کتب کے ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں جن میں امام صاحب کے مناقب موجود ہیں جن کے مؤلفین شافعی، مالکی حنبلی حنفی ہیں عقود المرجان۔ قلائد عقود الدرر والعقیان یہ دونوں کتابیں امام صاحب کے مناقب میں حافظ ابوجعفر طحاوی نے تالیف کی ہیں۔ البستان فی مناقب النعمان علامہ محی الدین بن عبد القادر بن ابوالوفا قرشی نے تالیف کی، شقائق النعمان علامہ جار اللہ زمخشری کی کشف الآثار علامہ عبد اللہ بن محمد حارثی کی۔ الانتصار لامام ائمۃ الامصار علامہ یوسف سبط ابن جوزی کی تبییض الصحیفہ امام جلال الدین سیوطی نے تالیف کی محرر سطور نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ تحفۃ السلطان علامہ ابن کاس نے تالیف کیا، عقود الجمان علامہ محمد بن یوسف دمشقی

نے تالیف کی۔ ابانہ احمد بن عبداللہ شیرآبادی کا۔ تنویر الصحیفہ علامہ یوسف بن عبدالہادی کی تصنیف ہے۔ خیرات حسان حافظ ابن حجر مکی شافعی کی، محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ قلائد العقیان یہ بھی حافظ ابن حجر مکی شافعی نے امام صاحب کے مناقب میں تصنیف کی ہے۔ الفوائد المہمہ علامہ عمر بن عبدالوہاب عرضی شافعی کی۔ مرآۃ الجنان امام یافعی کی، تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی کی، محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تذہیب التہذیب الکاشف یہ دونوں بھی حافظ ذہبی شافعی کی ہیں۔ تہذیب الکمال حافظ ابوالحجاج مزی کی جامع الاصول علامہ ابن اثیر جزری کی۔ احیاء العلوم امام غزالی کی محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے تہذیب الاسماء واللغات امام نووی کی۔ تاریخ ابن خلدون۔ تاریخ ابن خلکان۔ الکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکاۃ۔ محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ میزان کبری شیخ عبدالوہاب شعرانی کی محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ الیواقیت والجواہر یہ بھی شعرانی کی ہے۔ طبقات شافعیہ ابواسحاق شیرازی کی۔ اول کتاب مسند میں ابوعبداللہ بن خسرو بلخی نے امام صاحب کے مناقب بیان کئے ہیں، محرر سطور نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ الایضاح عثمان بن علی بن محمد شیرازی کی۔ جامع الانوار محمد بن عبدالرحمٰن غزنوی کی۔ مرقات شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری کی، محرر سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تنسیق النظام فاضل سنبھلی کی، اس کا بھی مطالعہ کیا ہے، مسند امام اعظم کا احناف کے واسطے میرے خیال میں اس سے اچھا کوئی حاشیہ نہیں بلکہ مستقل شرح ہے۔ النافع الکبیر، مقدمہ تعلیق مجید، مقدمہ ہدایہ، مقدمہ شرح وقایہ، مقدمہ سعایہ، اقامۃ الحجۃ، الرفع والتکمیل، تذکرۃ الراشد، مولانا عبدالحی لکھنوی کی ہیں، یہ آٹھوں کتابیں محرر سطور کے مطالعہ سے گذری ہیں۔ آثار السنن، اوشحۃ الجید، علامہ شوق نیموی کی، ان دونوں کتابوں کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ خصوصاً آثار السنن بہت نایاب کتاب ہے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال علامہ صفی الدین خزرجی کی یہ کتاب بھی مطالعہ سے گذری ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری، بنایہ شرح ہدایہ یہ دونوں کتابیں حافظ وقت عینی کی ہیں اور دونوں محرر سطور کے مطالعہ میں رہ چکی ہیں۔ شرح عین العلم ابن حجر مکی شافعی کی، حاشیہ محمد بن یوسف دمشقی علی المواہب۔ عین العلم محمد بن عثمان بلخی کی اس

کا بھی محرر سطور نے مطالعہ کیا ہے۔ انتصار الحق جواب معیار الحق فاضل رام پوری کی، یہ بھی مطالعہ سے گزری ہے اچھی کتاب ہے، شرح مسلم الثبوت علامہ بحر العلوم لکھنوی کی غیث الغمام فاضل لکھنوی کا اس کو بھی دیکھا ہے، تمہید حافظ ابن عبد البر، استذکار حافظ ابن عبد البر، کتاب جامع العلم حافظ ابن عبد البر اس کا ایک مختصر ہے، احقر نے اس کا مطالعہ کیا ہے بہت ہی عجیب کتاب ہے۔ مجمع البحار علامہ محمد طاہر پٹنی حنفی کی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے، ان کی ایک کتاب قانون فن رجال میں ہے جو قلمی ہے چھپی ہوئی نہیں ہے اس کے خطبہ میں خود مؤلف نے اپنے آپ کو حنفی لکھا ہے احقر نے اس کا مطالعہ کیا ہے اچھی کتاب ہے، طبقات کبریٰ تاج الدین سبکی کی، لواقح الانوار شعرانی شافعی کی، تذکرۃ الاولیا عطار کی، فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ محدث کی، عقود الجواہر المنیفہ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی کی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے یہ وہ کتاب دو جلدوں میں ہے جس میں ان روایات حدیثیہ کو جمع کیا ہے جن کو امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں، بہت عجیب کتاب ہے ہر شخص کو جو حنفی مذہب رکھتا ہو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ امام ابو حنیفہ کو کتنی حدیثیں پہنچی تھیں اور دشمن کتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں، دُرِّ مختار، رَدُّ المحتار دونوں کا مطالعہ کیا ہے، مقدمہ فتح الباری اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب یہ دونوں بھی حافظ ابن حجر عسقلانی کی ہیں احقر نے دونوں کا مطالعہ کیا اور فائدہ حاصل کیا ہے۔ روض الفائق علامہ شعیب کی جو مشہور بحریفش ہیں، التاج المکلل، حطہ فی اصول الصحاح الستہ، اتحاف النبلاء کشف الالتباس، یہ چاروں کتابیں نواب صدیق حسن خاں قنوجی کی ہیں جو میرے مطالعہ سے گزری ہیں، المقاتب المنیفہ، کتاب الحنفاء یہ دونوں مولوی عبد الاول جونپوری کی ہیں جو خاکسار نے دیکھی ہیں، کتاب المناقب للموفق بن احمد مکی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے، مناقب کردری اس کو بھی احقر نے دیکھا ہے، یہ دونوں کتابیں دائرۃ المعارف میں چھپی ہیں جو حیدر آباد میں ہے۔ الحیاض علامہ شمس الدین سیوالسی کی، جزء المناقب حافظ ذہبی مصنف کاشف کی ہے، الطبقات السنیہ علامہ تقی الدین ابن عبد القادر کی، التحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ حافظ ذہبی کا ہے، یہ اناسی کتابوں کے نام ناظرین کے سامنے مشتے نمونہ از خروارے

پیش کئے ہیں جن میں بہت سی ایسی کتابیں ہیں جو خاص امام صاحب کے مناقب و محامد میں لکھی گئی ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے حاسدوں اور دشمنوں کے اور کوئی بھی امام صاحب کے فضائل کا انکار نہیں کر سکتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن میں آپ کے مناقب موجود ہیں جس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھ سکتا ہے۔ مذکورہ کتب میں سے بیالیس کتابیں میں نے دیکھی ہیں اور ان کا مطالعہ کیا ہے۔ ناظرین یہاں تک ان اقوال کے متعلق ذکر تھا جن کے نام مؤلف رسالہ نے گنائے تھے۔ تقریباً نصف نام میں نے ان میں سے ذکر کئے ہیں۔ انہیں پر اوروں کو قیاس کر لیجئے۔ گو مضمون بہت طویل ہو گیا مگر فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اب آگے مؤلف گل افشانی فرماتے ہیں،

قولہ۔ یہ تو ہوا امام صاحب کی نسبت۔ **اقول:** ناظرین جس کی کیفیت مفصل طور پر معلوم کر چکے ہیں صرف دو قول یہاں پر امام صاحب کے مجاہدہ نفس اور ریاضت فی العبادت کے بارہ میں پیش کرتا ہوں غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ عن حفص بن عبد الرحمٰن کان ابوحنیفۃ یحیی اللیل کلہ و یقرأ القرآن فی رکعۃ ثلاثین سنۃ اھ۔ حفص بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ تمام شب عبادت میں گزار دیا کرتے تھے اور تیس سال تک برابر ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ عن مسعر قال دخلت لیلۃ المسجد فرأیت رجلا یصلی لیقرأ فی الصلوٰۃ حتی ختم القرآن کلہ فی رکعۃ فنظرت فاذا ھو ابوحنیفۃ اھ مسعر کہتے ہیں کہ میں ایک رات ایک مسجد میں جو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کر دیا میں نے جو غور سے دیکھا تو وہ امام ابوحنیفہ نکلے۔ صاحبو ہے کوئی ایسی عبادت اور ریاضت کرنے والا۔ مگر ہائے ابوحنیفہ کی عداوت کہ اس نے اس عبادت کو بھی بدعت بنا دیا چنانچہ الجرح علی اصول الفقہ کے مؤلف نے اس کا ذکر کیا ہے۔ احقر نے اس کا جواب بھی لکھا ہے جو طبع ہو چکا ہے جس کا نام الصارم المسلول ہے جس کے سامنے مخالفین کو بھی دم زدن کا چارہ نہیں ہے۔

قولہ اب سُنیئے ان کے بیٹے اور پوتے کی بابت میزان الاعتدال جلد اول میں ہے
اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفة نعمان بن ثابت الکوفی عن ابیہ عن جدہ قال ابن عدی ثلثتھم ضعفاء انتھٰی الخ **اقول** ناظرین آپ کو پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ ابن عدی متعصبین میں سے ہیں خصوصًا امام ابوحنیفہ کے ساتھ تو ان کو خاص طور پر محبت ہے اسی لئے ان پر صفائی کا ہاتھ پھیرتے ہیں لہذا ان کے قول کا اعتبار نہیں، دوسرے جب تک جرح مفسر نہ ہو اس وقت تک مقبول نہیں ہوتی چنانچہ مفصل بحث گزر چکی ہے اور ابن عدی کا قول مذکور جرح مبہم ہے مفسر نہیں لہذا مقبول نہیں، اسی بناء پر حافظ ابن حجر نے کوئی قطعی فیصلہ تقریب میں ان کے متعلق نہیں کیا، صرف لفظ تکلموا کہہ کر خاموش ہوگئے۔ اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفة الکوفی القاضی حفید الامام تکلموا فیہ من التاسعة مات فی خلافة المامون اھ (تقریب) اور ظاہر ہے کہ لفظ تکلموا جرح مبہم ہے لہذا مدا عتبار سے ساقط ہے ومن ذلک قولھم فلان ضعیف ولا یبینون وجہ الضعف فھو جرح مطلق والاولی ان لا یقبل من متاخری المحدثین لانھم یجرحون بما لا یکون جرحا اھ (رسی مشکور) انہیں اقوال میں سے جو جرح مبہم میں شمار ہوتے ہیں محدثین کا یہ قول ہے کہ فلاں ضعیف ہے اور وجہ ضعف بیان نہیں کرتے تو یہ جرح مطلق ہے بہتر یہ ہے متاخرین محدثین سے اگر یہ قول صادر ہو تو مقبول نہیں کیا جائے کیونکہ ان کی عادت ہوتی ہے کہ یہ ایسی باتوں کے ساتھ جرح کرتے ہیں جو واقع میں جرح نہیں ہوتی ہیں۔ قال ابن سعد لم یکن بالقوی قلت ھذا جرح مردود وغیر مقبول اھ (مقدمہ فتح الباری) حافظ ابن حجر مقدمہ میں عبدالاعلیٰ بصری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے یہ کہا کہ عبدالاعلیٰ قوی نہیں تھے، میں کہتا ہوں کہ یہ جرح مردود ہے مقبول نہیں، ناظرین دیکھئے کہ لفظ لم یکن بالقوی اور فلاں ضعیف دونوں سے ضعف راوی ثابت نہیں ہوتا، حالانکہ دونوں لفظ جرح کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں، معلوم ہوا کہ یہ جرح مبہم غیر مفسر ہے جس سے عیب پیدا نہیں ہوسکتا پس اسی طرح ابن عدی کا

یہ کہنا کہ تینوں ضعیف ہیں غلط ہے مقبول نہیں وجہ یہ کہ کوئی سبب ضعیف نہیں پایا جاتا
قلت قول ابن عدی ان کان مقبولا فی اسمعیل وحماد اذا بین سبب الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غیر مقبول قطعا فی ابی حنیفة وکذا کلام غیره ممن ضعفه کالدارقطنی وابن القطان کما حققه العینی فی مواضع من البنایة شرح الهدایة وابن الهمام فی فتح القدیر وغیرهما من المحققین اھ (فوائد بہیہ ص۲۰) جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سبب ضعف نہ بیان کیا جاتے اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں کیونکہ جرح مبہم مردود ہوا کرتی ہے لیکن ابن عدی کی جرح امام ابوحنیفہ کے بارے میں قطعی اور یقینی غیر مقبول ہے۔ اسی طرح دارقطنی اور ابن القطان وغیرہ کا کلام بھی قطعاً غیر مقبول ہے۔ چنانچہ حافظ عینی اور حافظ ابن ہمام وغیرہ محققین نے تصریح کی ہے۔ میزان میں حافظ ذہبی ابن عدی کا قول نقل کرنے کے بعد خطیب کا قول نقل کرتے ہیں وقال الخطیب وحدث عن عمرو بن ذر ومالك بن مغول وابن ابی ذیب وطائفة وعنه سهل بن عثمان العسكری وعبد المومن بن علی الرازی وجماعة ولی قضاء الرصافة وهو من كبار الفقهاء قال محمد بن عبد الله الانصاری ماولی من لدن عمر الی الیوم اعلم من اسمعیل بن حماد قیل ولا الحسن البصری قال ولا الحسن اھ (میزان جلد اول ص۱۰۵) کہ فن حدیث اسماعیل نے عمرو بن ذر اور مالک بھی مغول اور ابن ابی ذیب اور ایک جماعت محدثین سے حاصل کیا ہے اور ان سے فن حدیث کو سہل بن عثمان اور عبدالمومن الرازی اور ایک گروہ محدثین نے حاصل کیا۔ رصافہ کے قاضی اور کبار فقہاء میں شمار تھے۔ محمد بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ سے لے کر ہمارے زمانے تک اسماعیل بن حماد سے زیادہ عالم کوئی قاضی نہیں مقرر ہوا کسی نے پوچھا کہ حسن بصری سے بھی علم میں امام اسماعیل بڑھ کر تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ حسن بھی ان کے برابر کے نہیں تھے، قضاء ت کے لائق امام اسماعیل ہی تھے۔ اس عبارت سے امام اسمٰعیل کی محدثیت، فقاہت، اعلمیت وغیرہ اوصاف

روز روشن کی طرح ثابت ہیں نہ معلوم کیوں ان کو ضعیف کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ابن عدی کے قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ حافظ ذہبی کے نزدیک بھی اسماعیل بن حماد ضعیف ہوں۔ کیونکہ حافظ ذہبی نے میزان میں ایسے لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے جو واقع میں ثقہ اور جلیل القدر ہیں لیکن اقل لین اور اقل تجریح کی وجہ سے جو قابلِ اعتبار نہیں ہے ان کو ذکر کر دیا ہے وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر ابن عدی وغیرہ ایسے حضرات کو اپنی تصانیف میں ذکر نہ کرتے تو میں اپنی کتاب میں ان کی ثقاہت کی وجہ سے ان حضرات کو ذکر نہ کرتا پڑھیے ان کے اس قول کو وفیہ من تکلم فیہ مع ثقتہ وجلالتہ بادنی لین و باقل تجریح فلولا ابن عدی او غیرہ من مؤلفی کتب الجرح ذکروا ذلک الشخص لما ذکرتہ لثقتہ اھ (دیباچہ میزان صہ جلد اول) اور اسی طرح امام ذہبی نے یادداشت کے طور پر ختم کتاب پر بھی اس قول کو یاد دلایا ہے۔ چنانچہ تیسری جلد کے انتہا پر فرماتے ہیں وفیہ خلق کما قدمنا فی الخطبۃ من الثقات ذکرتھم للذب عنھم او لان الکلام فیھم غیر مؤثر ضعفا اھ (میزان جلد ثالث صفحہ ۴۰۰) میری اس کتاب میں بہت سے ثقہ لوگ بھی مذکور ہیں۔ چنانچہ میں نے خطبہ میں اس کی تصریح کی ہے لیکن میں نے ان کو دو وجہ سے ذکر کیا ہے یا تو ان سے ضعف کو دفع کروں یا جو کلام ان کے بارے میں کیا گیا ہے وہ ان میں ضعف کو پیدا نہیں کرتا۔ ان تمام امور پر نظر ڈالتے ہوئے ہر شخص جس کو ادنیٰ عقل ہوگی یہ کہہ دے گا کہ ایسی حالت میں کسی طرح بھی ابن عدی کی جرح مذکور مقبول نہیں ولی القضاء بالجانب الشرقی ببغداد وقضاء البصرۃ والرقۃ وکان بصیرا بالقضاء عارفا بالاحکام والوقائع والنوازل صالحا دینا عابدا زاھدا صنف الجامع فی الفقہ والرد علی القدریۃ وکتاب الارجاء وعن الحلوانی اسمعیل نافلۃ ابی حنیفۃ کان یختلف الی ابی یوسف یتفقہ علیہ ثم صار بحال یعرض علیہ ومات شابا اھ (الفوائد البہیہ صہ) امام اسماعیل بغداد کی جانب شرقی اور بصرہ اور رقہ کے قاضی رہ چکے ہیں۔ قضاءت کے ماہر احکام اور حوادثات اور واقعات کے پورے عارف و عالم

تھے۔ صالح۔ دیندار۔ عابد۔ پرہیز گار۔ زاہد تھے۔ کتاب الارجاء۔ الجامع۔ الرد علی قدریہ چند کتابیں تصنیف کیں۔ جوانی کی حالت میں انتقال ہوا۔ اس عبارت میں جو اوصاف ایک بڑے عالم و امام کے واسطے شایاں ہیں وہ سب موجود ہیں۔ ان حضرات کی عصبیت پر تعجب آتا ہے کہ جب ایسے ائمہ ضعیف ہو جائیں گے تو پھر ثقہ کون ہوگا۔ افسوس صد ہزار افسوس۔

ناظرین! اب حماد کے بارے میں سنیں۔ وبعض المتعصبین ضعفوا حمادا من قبل حفظه كما ضعفوا اباه الامام لكن الصواب هو التوثيق لا يعرف له وجه فی قلة الضبط والحفظ وطعن المتعصب غير مقبول انتهی (تنسیق النظام[۳])

بعض متعصبین نے حفظ کے اعتبار سے امام حماد کی تضعیف کی جس طرح متعصبین نے امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہا ہے لیکن حماد کے بارے میں صحیح توثیق ہی ہے۔ کیونکہ قلت حفظ اور ضبط کی کوئی وجہ ہی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر کیونکر ضعیف ہو سکتے ہیں اور متعصب کی جرح مقبول ہی نہیں تاکہ تضعیف مقبول ہو۔ علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ هو حماد بن النعمان الامام ابن الامام تفقه علی ابيه وافتی فی زمنه وتفقه عليه ابنه وهو فی طبقة ابی یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زياد وكان الغالب عليه الورع قال الفضل بن دكين تقدم حماد بن النعمان الی شريك بن عبد فی شهادة فقال شريك والله انك لعفيف النظر والفرج خيار مسلم (مسند الامام شرح المسند) حماد کون ہیں نعمان بن ثابت کے بیٹے خود بھی امام وقت ہیں اور امام کے بیٹے بھی ہیں۔ فن فقہ کو اپنے والد ماجد امام ابوحنیفہ سے حاصل کیا اور امام صاحب ہی کے زمانہ میں مفتی بھی تھے ان سے ان کے بیٹے اسماعیل بن حماد نے فن فقہ حاصل کیا۔ امام ابو یوسف، امام محمد امام زفر، امام حسن بن زیاد کے طبقہ میں شمار ہیں۔ اتقاء و پرہیز گاری ان پر غالب تھی فضل بن دکین کہتے ہیں کہ حماد ایک شہادت میں شریک بن عبد کے یہاں بلائے گئے تو شریک نے کہا بخدا پاک نظر اور پاک فرج ہیں اور مسلمانوں میں آپ اچھے مسلم ہیں نیز

ابن عدی وغیرہ متعصب ہیں چنانچہ ماسبق میں مفصل معلوم ہو چکا ہے جب تک کوئی وجہ وجیہ بیان نہ کریں ان کی تضعیف کا اعتبار نہیں ہے۔

قولہ۔ اب سنیئے ان کے مقرب شاگردان کی نسبت ضعف کا تمغہ پہلے امام ابو یوسف کو لیجیے الی قولہ ان کی بابت میزان الاعتدال میں ہے۔ قال الفلاس کثیر الغلط و قال البخاری ترکوہ۔ الی قولہ۔ اور لسان المیزان میں ہے۔ قال ابن المبارک ابو یوسف ضعیف الروایۃ اھ **اقول** ؎

چو قاضی بفکرت نویسد سجل ۔۔۔ نہ گردد ز دستار بندان خجل

ناظرین یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کے امام احمد حنبل وغیرہ محدثین شاگرد ہیں چنانچہ کئی سلسلے ان کے ابتداء میں بیان کر چکا ہوں۔ یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کے بارے میں امام نسائی نے کتاب الضعفاء والمتروکین میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف ثقہ ہیں یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کو حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں حافظین حدیث میں شمار کیا ہے۔ سمع ہشام بن عروۃ و ابا اسحٰق الشیبانی وعطاء بن السائب وطبقتہم وعنہ محمد بن الحسن الفقیہ واحمد بن حنبل وبشر بن الولید ویحییٰ بن معین وعلی بن الجعد وعلی بن مسلم الطوسی وخلق سواہم نشأ فی طلب العلم وکان ابوہ فقیرا فکان ابو حنیفۃ یتعاھدہ قال المزنی ابو یوسف اتبع القوم للحدیث وروی ابراھیم بن ابی داؤد عن یحیٰی بن معین قال لیس فی اھل الرای احد اکثر حدیثا ولا اثبت منہ وروی عباس عنہ قال ابو یوسف صاحب حدیث وصاحب سنۃ وقال ابن سماعۃ کان ابو یوسف یصلی بعد ماولی القضاء فی کل یوم مائتی رکعۃ وقال احمد کان منصفا فی الحدیث مات سنۃ اثنتین وثمانین ومائۃ ولہ اخبار فی العلم والسیادۃ وقد افردتہ وافردت صاحبہ محمد بن الحسن فی جزء انتہی ملخصا اھ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی) ابو یوسف نے فن حدیث کو ہشام بن عروہ۔ ابو اسحاق شیبانی، عطاء بن سائب اور ان کے طبقے والوں سے حاصل

کیا ہے اور فن حدیث میں امام ابو یوسف کے شاگرد امام محمد، امام احمد، یحییٰ بن معین،
بشر بن ولید، علی بن جعد، علی بن مسلم طوسی اور ایک مخلوق محدثین کی ہے۔ طلب علم ہی
میں ان کی نشوونما ہوتی ہے ان کے والد ماجد کی افلاس کی حالت تھی اس لئے امام ابوحنیفہ
ان کی خبرگیری رکھتے اور ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ امام مزنی کا قول ہے کہ امام
ابو یوسف جماعتِ بھر میں حدیث کے متبع زیادہ تھے۔ ابراہیم بن ابی داؤد یحییٰ بن معین
سے نقل کرتے ہیں کہ اہلِ رائے میں امام ابو یوسف اثبت اور اکثر حدیث ہیں۔ عباس
دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسف صاحب حدیث، صاحب
سنت ہیں۔ ابن سماعہ کہتے ہیں کہ قاضی ہو جانے کے بعد امام ابو یوسف ہر روز دو سو
رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف حدیث میں منصف تھے
۱۸۲ھ ایک سو بیاسی میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ امام ذہبی صاحب کتاب کہتے ہیں کہ ان
کے واقعات علم و سیادت کے بہت سے ہیں۔ میں نے ان کے اور امام محمد کے مناقب
کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے۔ ناظرین یہ ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں کہ امام ابو یوسف
کے بارے میں کتنے زبردست الفاظ مدحیہ ہیں اس پر بھی معاندین اور حساد آنکھیں نکال
رہے ہیں۔ کیا آپ کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ جو شخص بقول بخاری متروک ہو بقول
فلاس کثیر الغلط ہو وہ ان الفاظ کا ایسے ائمہ سے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے مستحق ہو سکتا
ہے ہرگز نہیں۔ کیا ایسے شخص کے بارے میں کوئی ناقد رجال ہو کر اس کے مناقب میں
کتاب تصنیف کر سکتا ہے کبھی نہیں۔ بخاری نے محض اس رنجش کی وجہ سے جو ان
کو بعض حنفیوں سے ہو گئی تھی امام ابو یوسف اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں کلام کر دیا
حالانکہ یہ محض تعصب پر مبنی ہے، جو قابلِ قبول نہیں ہے۔ متروک اور کثیر الغلط ہونے
کی تہمت ہی تہمت ہے جس کا کچھ وجود نہیں ورنہ امام احمد جیسا شخص اور ابن معین
جیسا ناقد کبھی بھی امام ابو یوسف کا شاگرد نہ ہوتا بلکہ سب سے اول یہی لوگ ان کی تضعیف
کرتے۔ لیکن یہ حضرات جب ان کو صاحبِ حدیث، صاحبِ سنت، منصف فی الحدیث
اثبت و اکثر حدیثا، اتبع الحدیث، حافظ حدیث فرماتے ہیں تو پھر ترک وہ اور کثیر الغلط کی

بنیاد محض عداوت اور تعصب پر ثابت ہو جاتی ہے جن کا گرادینا کچھ مشکل نہیں نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں۔ کان القاضی ابو یوسف من اھل الکوفۃ وھو صاحب ابی حنیفۃ وکان فقیہا عالما حافظا اھ (التاج المکلل ص۹۱) کہ قاضی ابو یوسف کوفہ کے اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ فقیہ، عالم، حافظ حدیث تھے، سلیمان تیمی، یحیٰی بن سعید انصاری، اعمش، محمد بن یسار وغیرہ سے فن حدیث کو حاصل کیا ہے۔ نواب صاحب نے ان چار ناموں کو زیادہ لکھا ہے۔ اس لئے نقل کر دیا، آگے چل کر نواب صاحب لکھتے ہیں۔ ولم یختلف یحیی بن معین واحمد بن حنبل وعلی بن المدینی فی ثقتہ فی النقل اھ (التاج المکلل ص۹۲) کہ یحیٰی بن معین اور احمد بن حنبل اور علی بن مدینی تینوں اماموں کا امام ابو یوسف کے ثقہ فی الحدیث ہونے پر اتفاق ہے یہ ابن مدینی وہی شخص ہیں جن کے لئے بخاری کو اقرار کرنا پڑا کہ میں اپنے آپ کو انہیں سے چھوٹا سمجھتا ہوں، حافظ ابن حجر تقریب میں ابن مدینی کے بارے میں فرماتے ہیں، ثقۃ ثبت، امام اعلم اھل عصرہ بالحدیث وعللہ حتی قال البخاری مااستصغرت نفسی الا عندہ (تقریب) کہ ابن مدینی ثقہ، ثبت، امام اعلم اہل زمانہ بالحدیث وعلل ہیں حتی کہ بخاری بھی کہہ اٹھے کہ ان کے سامنے میری کوئی حقیقت نہیں۔ جب علی مدینی امام ابو یوسف کو ثقہ کہتے ہیں تو بخاری کا قول ان کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ ولم یختلف یحیی بن معین واحمد وابن المدینی فی کونہ ثقۃ فی الحدیث اھ (انساب سمعانی) امام ابو یوسف کے ثقہ فی الحدیث ہونے میں ابن معین، احمد، علی بن المدینی مختلف نہیں ہیں۔ وذکر ابن عبدالبر فی کتاب الانتہاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء ان ابا یوسف کان حافظا وانہ کان یحضر المحدث ویحفظ خمسین ستین حدیثا ثم یقوم فیملیہا علی الناس وکان کثیر الحدیث اھ (التاج المکلل ص۹۲) حافظ ابن عبدالبر مالکی مغربی کتاب الانتہا میں فرماتے ہیں جس میں فقہائے ثلاثہ کے مناقب بیان کئے ہیں کہ امام ابو یوسف حافظ تھے ان کے حافظہ کی یہ حالت تھی کہ محدث کی مجلس میں تشریف

لاسنے اور پچاس ساٹھ حدیثیں وہیں یاد کر لیتے اور جب اس مجلس سے اُٹھتے تو فوراً لوگوں کو جوں کی توں لکھا دیا کرتے تھے۔ ان میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوتا تھا اور امام ابو یوسف کثیر الحدیث تھے اس قول سے فلاں کے قول کی تردید ہوگئی۔ اگر کثیر الغلط ہوتے تو ابن عبد البر کبھی بھی ان کے حافظہ کی تعریف بالفاظ مذکورہ نہ کرتے۔ قال طلحة بن محمد بن جعفر ابو یوسف مشهور الامر ظاهر الفضل افقه اهل عصره ولم يتقدمه احد في زمانه وكان النهاية في العلم والحكم والرياسة والقدر وهو اول من وضع الكتب في اصول الفقه على مذهب ابي حنيفة واملى المسائل ونشرها وبث علم ابي حنيفة في اقطار الارض اه (التاج المکلل ص۹۲) طلحہ بن محمد کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف مشہور الامر۔ ظاہر الفضل۔ افقہ اہلِ زمانہ۔ ان کے زمانہ میں ان سے کوئی فضل میں متقدم نہ تھا۔ علم۔ فیصل جات۔ ریاست۔ قدر و منزلت کی منتہا تھے۔ مذہب امام ابو حنیفہ کے موافق اصول فقہ میں اول انہیں نے کتابیں تصنیف کی ہیں مسائل کا املا اور ان کا شیوع انہیں نے کیا۔ اطراف عالم میں امام ابو حنیفہ کے علم کو انہیں نے پھیلایا۔ قال عمار بن ابي مالك ما كان في اصحاب ابي حنيفة مثل ابي يوسف لولا ابو يوسف ما ذكر ابو حنيفة ولا محمد بن ابي ليلى ولكنه هو الذي نشر قولهما و بث علمهما اه (التاج المکلل ص۹۳) عمار بن ابی مالک کہتے ہیں کہ اصحاب ابی حنیفہ میں امام ابو یوسف جیسا کوئی شخص نہیں ہے اگر امام ابو یوسف نہ ہوتے تو محمد بن ابی لیلیٰ اور امام ابو حنیفہ کا کوئی ذکر نہ کرتا انہیں نے دونوں کے قول و علم کو عالم میں پھیلایا وقال ابو يوسف سألني الاعمش عن مسئلة فاجبته عنها فقال لي من اين لك هذا فقلت من حديثك الذي حدثتناه انت ثم ذكرت له الحديث فقال لي يا يعقوب اني لاحفظ هذا الحديث قبل ان يجتمع ابواك وما عرفت تاويله حتى الآن اه (التاج المکلل ص۹۲) امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مجھ سے اعمش نے ایک مرتبہ ایک مسئلہ پوچھا میں نے اس کا جواب دے دیا تو وہ فرمانے لگے تم کو یہ جواب کہاں سے معلوم ہوا تو میں نے کہا کہ اُسی حدیث سے جو آپ نے مجھ سے بیان کی تھی

اور پھر وہ حدیث میں نے ان کو سنادی تو اعمش کہنے لگے اے یعقوب (یہ امام ابو یوسف کا نام ہے) میں بھی اس حدیث کا حافظ ہوں لیکن اب تک اس کے معنے میری سمجھ میں نہ آتے تھے اس وقت سمجھا ہوں۔ ناظرین اس کو ملاحظہ فرمائیں اور امام ابو یوسف کے حافظہ اور فہم کی داد دیں جس کا اعمش نے بھی اقرار کر لیا۔ اسی پر فلاس اور بخاری کثیر الغلط اور ترکوہ کہتے ہیں۔ سبحان اللہ! واخبار ابی یوسف کثیرۃ واکثر الناس من العلماء علی فضلہ و تعظیمہ اھ (التاج المکلل صے۹) امام ابو یوسف کے اخبار بہت ہیں اور اکثر علماء ان کی فضیلت اور تعظیم کے قائل ہیں، یہ نواب صاحب کا قول ہے جو فیصلہ کے طور پر ہے۔ ماقبل میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جس کے مدح کرنے والے زیادہ ہوں اس کے بارے میں جارحین کی جرح مقبول نہیں، نیز ہم عصر کی جرح بھی دوسرے ہم عصر کے بارہ میں مقبول نہیں، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن الجراح ہم عصر ہیں۔ بخاری۔ دارقطنی۔ ابن عدی وغیرہ متعصب ہیں لہذا ان کی جرح بھی مقبول نہیں،

ناظرین اب میزان الاعتدال کی عبارت کے متعلق سنیئے۔ مؤلف رسالہ نے جو فلاس کا قول نقل کیا ہے اس کا ایک لفظ ترک کر دیا کیونکہ وہ امام ابو یوسف کی مدح میں تھا اصل عبارت یوں ہے۔ قال الفلاس صدوق کثیر الغلط اھ فلاس کہتے ہیں امام ابو یوسف صدوق کثیر الغلط تھے۔ دوسرے جملہ کا جواب عرض کر چکا ہوں، پہلا جملہ الفاظ تعدیل و توثیق میں سے ہے لہذا فلاس کے نزدیک بھی ان کا صدوق ہونا مسلم ہے ع۔ ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی، وقال عمرو الناقد کان صاحب سنۃ اھ (میزان صے۳۲) عمرو کہتے ہیں امام ابو یوسف صاحب سنت تھے یہ بھی توثیق ہے وقال ابو حاتم یکتب حدیثہ اھ (میزان الاعتدال صے۳۲) ابو حاتم کہتے ہیں امام ابو یوسف کی حدیث لکھی جاتی ہے یہ بھی تعدیل کے الفاظ ہیں، وقال المزنی ھو اتبع القوم للحدیث اھ (میزان صے۳۲) امام مزنی کا قول ہے کہ وہ اتبع الحدیث دوسروں کے اعتبار سے ہیں یہ بھی مدح ہے۔ واما الطحاوی فقال سمعت ابراھیم بن ابی داؤد البرلسی سمعت یحیی بن معین یقول لیس فی اصحاب الرای اکثر حدیثا

ولا اثبت من ابی یوسف اھ (میزان جلد ثالث ص۱۷۱) لیکن امام طحاوی نے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ابراہیم بن ابی داؤد برلسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابن معین کو کہتے ہوئے سنا امام ابو یوسف اکثر حدیث اور اثبت فی الحدیث باعتبار دوسرے اصحاب رائے کے ہیں۔ وقال ابن عدی لیس فی اصحاب الرای اکثر حدیثا منہ الا انہ یروی عن الضعفاء الکثیر مثل الحسن بن عمارۃ وغیرہ وکثیرا ما یخالف اصحابہ ویتبع الاثر فاذا روی عنہ ثقۃ وروی ھو عن ثقۃ فلا باس بہ اھ (میزان ص۳۲۲) ابن عدی کہتے ہیں اصحاب رائے میں ان سے زیادہ حدیث والا کوئی دوسرا نہیں ہے مگر اتنی بات ہے کہ ضعیفوں سے زیادہ روایت کرتے ہیں جیسے حسن بن عمارۃ وغیرہ ہیں اور بسا اوقات اپنے اصحاب کی مخالفت اور حدیث کی اتباع کرتے ہیں جس وقت ان سے کوئی ثقہ روایت کرے اور وہ بھی ثقہ سے روایت کریں تو لا باس بہ ہیں۔

ناظرین میزان کی یہ سب عبارتیں جن میں امام ابو یوسف کی ائمہ نے توثیق کی ہے مؤلف رسالہ نے اپنی حقانیت اور دیانت داری ظاہر کرنے کے واسطے حذف کر دیں اور صرف فلاس اور بخاری کے قول کو نقل کر دیا تاکہ عوام کو دھوکہ میں ڈال دیں۔ ضعیف راویوں سے روایت کرنا اگر کسی کو ضعیف بنا دیتا ہے تو پھر امام مسلم اور امام بخاری بھی ضعیف ہیں کیونکہ انہوں نے بھی روایت ایسے لوگوں سے کی ہے جس نے بخاری مسلم کا مطالعہ کیا ہے اور کتب رجال پر اس کی نظر ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ بخاری مسلم میں کتنے راوی متکلم فیہ ہیں، میں نمونہ کے طور پر چند نام بخاری کے ذکر کرتا ہوں ان سے اندازہ فرمالیں اور مؤلف رسالہ کو داد دیں۔ حافظ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں، کتاب المناقب میں حسن بن عمارۃ موجود ہیں جن کے ترک پر ائمہ جرح وتعدیل کا اتفاق ہے (مقدمہ ص۳۹۹) اسید بن زید الجمال بخاری کتاب الرقاق میں موجود ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ میں نے کسی کی ان کے بارے میں توثیق نہیں دیکھی (مقدمہ ص۳۸۳) حسن بن بصری کو دیکھئے اور بخاری میں موجود ہیں۔ امام احمد، ابن معین،

ابو حاتم، نسائی، ابن مدینی، یہ پانچوں ان کے ضعیف ہونے کے قائل ہیں (مقدمہ ص۳۹۴) غرض ایسے بہت سے نکلیں گے جن میں ائمہ نے کلام کیا اور وہ بھی حد درجہ کا پھر بخاری میں موجود ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی بخاری کو ضعیف کہنے لگے تو کیا مؤلف رسالہ یا ابن عدی اس کے ہم نوا ہوں گے۔ بس جو اس کا جواب ہے وہی امام ابو یوسف کی طرف سے جواب ہے۔ میں نے التحقیق التام میں اس کے متعلق زیادہ بسط سے بحث کی ہے جو مطبوع ہے غلبہ رائے ایسی جرح ہے جس سے راوی مجروح نہیں ہوتا چنانچہ مقدمہ فتح الباری اور کتاب جامع العلم سے منقول ہو چکا ہے لہٰذا ایسے امور کو پیش کرنا مفید نہیں۔ امام ابو یوسف پر جو یہ مصیبت آئی ہے کہ وہ ضعیف ہو گئے وجہ اس کی صرف امام ابو حنیفہ کی شاگردی ہے۔ مؤلف رسالہ نے یہاں پر دریدہ دہنی سے کام لیا ہے جو اہلِ علم کی شان سے اور خصوصًا اہلِ حدیث کی شان سے بسا بعید ہے ان الفاظ کے نقل کرنے کو بھی میں اچھا نہیں سمجھتا۔ لہٰذا ترک کرتا ہوں۔ صرف جوابًا یہ عرض ہے ع گل ست سعدی و در چشم دشمناں خار ست۔ اب آگے مؤلف رسالہ گل فشانی فرماتے ہیں۔

قولہ۔ یہ تو ہوا حال ابو یوسف کا۔ **اقول۔** جس کی تفصیل ناظرین معلوم کر چکے ہیں

قولہ۔ اب سنیئے امام محمد کا حال جنہوں نے ایک موطا بھی لکھ ماری ہے (پانچوں سواروں میں اپنے کو بھی شامل کرنے یا خون لگا کر شہید بننے کو)۔ **اقول۔** ناظرین یہ ہے تہذیب اور سلف کے ساتھ ان کا یہ برتاؤ ہے۔ کیا آپ اس کو علمی تحریر سمجھتے ہیں جو اور الفاظ گندے لکھے ہیں وہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں جن سے بازاری بھی مات ہیں لیکن یہ حضرات کا طریقہ ہے کہ ہر ایک کو برا بھلا کہا کرتے ہیں اور سوائے اس کے ان کے پلہ میں اور کچھ نہیں ہے

آپ نے گالیاں دیں خوب ہوا خوب کیا   بخدا مجھ کو مزا آیا شکر یاروں کا

امام محمد کے موطا تصنیف کرنے پر آپ کو کیوں حسد پیدا ہو گیا۔ اگر آپ میں کچھ ہمت ہے تو اپنی سند کے ساتھ اسی طرح کی حدیث کی کتاب چھوٹی سی چھوٹی تصنیف کرکے

دکھائیں۔ دیکھیں تو سہی آپ کتنے پانی میں ہیں۔ امام محمد نے ایک موطا ہی تصنیف نہیں کی نو سو ننانوے کتابیں تالیف کی ہیں۔ آپ ننانوے ہی تالیف کر کے دکھائیں۔ امام محمد کی تصانیف سے بڑے بڑوں نے فائدہ حاصل کیا ہے اور تعریف کی ہے اور اُن کے علم کا لوہا مان گئے ہیں، چنانچہ آرہا ہے۔

یہاں تک تو ناظرین نے مؤلف رسالہ کی علمی حالت کا اندازہ کر لیا ہے۔ اب اور آگے چل کر معلوم کر لیں گے۔ نیز امام محمد صاحب کی قدر و منزلت فضیلت و علمیت وغیرہ بھی معلوم ہو جائے گی۔

قولہ۔ امام نسائی نے اپنے رسالہ کتاب الضعفاء والمتروک میں لکھا ہے ومحمد بن الحسن ضعیف اور میزان الاعتدال میں ہے۔ لینہ النسائی وغیرہ من قبل حفظہ اور لسان المیزان میں ہے۔ قال ابو داؤد لا یکتب حدیثہ (بحذف ترجمہ اردو)

اقول ؎

کم بخت دلخراش بہت ہے صدائے دل ۔۔۔ کانوں پہ ہاتھ رکھ کے سنوں ماجرائے دل

میزان الاعتدال میں تلیین امام نسائی ذکر کرنے کے بعد ذہبی فرماتے ہیں یروی عن مالک بن انس وغیرہ وکان من بحور العلم والفقہ قویا فی مالک اھ (میزان جلد ثالث ص۳۳) حدیث کی روایت امام مالک وغیرہ سے کرتے ہیں۔ علم و فقہ کے دریائے ناپیدا کنار تھے، روایات مالک میں قوی تھے، ناظرین مقدمہ میزان الاعتدال کی عبارت کو پیش نظر رکھیں کہ میری اس کتاب میں وہ لوگ ہیں جن میں مشددین فی الجرح نے ادنیٰ لین کی وجہ سے کلام کیا ہے، حالانکہ وہ جلیل القدر اور ثقہ ہیں، اگر ابن عدی وغیرہ ان کو اپنی اپنی کتابوں میں ذکر نہ کرتے تو میں بھی اُن کے ثقہ ہونے کی وجہ سے اپنی اس کتاب میں ان کو ذکر نہ کرتا۔ امام ذہبی مالک میں اُن کو قوی کہتے ہیں، علم کے دریا ناپید اکنار اور فقہ کے بحر بے پایاں ہیں، اس سے امام ذہبی کے نزدیک ممدوح اور ان کا ثقہ ہونا ظاہر ہے امام ذہبی فرماتے ہیں، ولم ار من الرای ان احذف اسم احد ممن لہ ذکر بتلیین ما فی کتب الائمۃ المذکورین خوفا من ان

يتعقب علی لا انی ذکرته لضعف فيه عندی اه. میں نے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں لوگ میرے درپے نہ ہو جائیں مناسب نہیں سمجھا کہ جن حضرات کی تلیین کتب ائمہ مذکورین میں ہیں ان کو ذکر نہ کروں۔ اور ان کے ناموں کو حذف کر دوں، یہ بات نہیں ہے کہ میرے نزدیک ان میں کسی قسم کا ضعف تھا اس لئے میں نے ان کو اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ حاشا وکلا۔ لہذا یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ امام محمد حافظ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہیں اس لئے ان کو میزان میں ذکر کیا ہے اگر کوئی مدعی ہے تو ثابت کر دکھاتے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ هو محمد بن الحسن بن فرقد الشيبانی مولاهم ولد بواسط ونشأ بالكوفة وتفقه علی ابی حنيفة وسمع الحديث من الثوری ومسعر وعمر وبن ذر ومالك بن مغول والاوزاعی ومالك بن انس وربيعة بن صالح وجماعة وعنه الشافعی وابو سليمان الجوزجانی وهشام الرازی وعلی بن مسلم الطوسی وغيرهم ولی القضاء فی ايام الرشيد وقال ابن عبد الحكم سمعت الشافعی يقول قال محمد اقمت علی باب مالك ثلاث سنين وسمعت منه اكثر من سبعمائة حديث وقال الربيع سمعت الشافعی يقول حملت عن محمد وقر بعير كتبا وقال ابن علی بن المدينی عن ابيه فی حق محمد بن الحسن صدوق اه (لسان المیزان) (یہ کتاب حیدر آباد میں مطبوع ہوئی ہے) محمد بن الحسن مقام واسط میں پیدا ہوتے اور کوفہ میں انہوں نے نشو و نما پائی۔ فن فقہ کو امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا۔ سفیان ثوری، مسعر، عمرو بن ذر، مالک بن مغول اوزاعی، مالک بن انس، ربیعہ بن صالح، اور ایک جماعت محدثین سے فن حدیث کو حاصل کیا امام شافعی، ابو سلیمان جوزجانی، ہشام رازی، علی بن مسلم طوسی وغیرہ محدثین نے فن حدیث کے حصول میں امام محمد کی شاگردی اختیار کی۔ ہارون رشید کی خلافت کے زمانہ میں قاضی مقرر کئے گئے تھے۔ امام شافعی صاحب فرماتے ہیں کہ امام محمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام مالک صاحب کے یہاں تین سال اقامت کی اور سات سو

سے زیادہ حدیثیں امام مالک سے سنیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک اونٹ بھر کتابیں امام محمد کی مجھ کو پہنچیں۔ علی بن مدینی کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میرے والد محمد بن الحسن کو صدوق کہا کرتے تھے۔ جب ابن مدینی نے امام محمد کی توثیق کردی تو پھر اور کسی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ وہی ابن مدینی ہیں جن کے سامنے امام بخاری جیسے شخص نے زانوئے ادب کو تہ کیا اور ان کے فضل وکمال کا اقرار کئے بغیر چارہ کار نہ ہوا چنانچہ گزر چکا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ لفظ صدوق الفاظ توثیق میں سے ہے چنانچہ حافظ ذہبی میزان کے دیباچہ میں فرماتے ہیں۔ فاعلی العبارات فی الرواة المقبولین ثبت حجة۔ وثبت حافظ وثقة متقن وثقة ثم ثقة ثم صدوق ولا بأس به الخ (میزان جلد اول ص۳) اور جب ثابت ہوا کہ لفظ صدوق توثیق ہے تو امام محمد صاحب کے مقبول اور ثقہ فی الحدیث ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا اور وہ بھی علی بن مدینی کی توثیق جو امام بخاری اور نسائی وغیرہ پر غالب ہے قال الشافعی ما رائیت اعقل من محمد بن الحسن اھ (انساب سمعانی) امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد سا عاقل کوئی نہیں دیکھا۔ وروی عنه ان رجلا سأله عن مسئلة فاجابه فقال الرجل خالفك الفقهاء فقال له الشافعی وهل رائیت فقیها اللهم الا ان یکون رائیت محمد بن الحسن اھ (انساب سمعانی) امام شافعی سے کسی نے کوئی مسئلہ دریافت کیا اس کا انہوں نے جواب دیا سائل نے کہا کہ فقہا تو آپ کی اس مسئلہ میں مخالفت کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا تو نے کیا کوئی کبھی فقیہ دیکھا، ہاں امام محمد کو دیکھا ہو تو بے شک ٹھیک ہے کہ وہ اسی قابل ہیں اس سے ظاہر ہے کہ امام شافعی بھی امام محمد کی فقاہت فی الدین کا لوہا مانے ہوئے ہیں وکان اذا حدثهم عن مالك امتلاء منزله وکثر الناس حتی یضیق علیه الموضع (تہذیب الاسماء) جس وقت امام محمد حدیث کی روایت امام مالک سے کرتے تو ان کا مکان کثرت سامعین اور شاگردوں سے بھر جاتا تھا حتیٰ کہ خود موضع جلوس بھی تنگ ہو جاتا تھا۔ اگر امام محمد صاحب کو حدیث دانی میں دخل نہ ہوتا تو یہ کثرت ازدحام محدثین کی کیوں

ہوتی اگر وہ ضعیف ہوتے یا حافظ حدیث نہ ہوتے تو یہ محدثین بڑے بڑے کیوں ان کی شاگردی کو مایۂ ناز سمجھتے اور کیوں ان کے مکان کو شوق سماعتِ حدیث میں بھر دیا کرتے۔ اس کو تو وہی حضرات خوب سمجھ سکتے ہیں، جن کو خدا نے عقل و ہوش عنایت کئے ہیں اور علمِ دین سے کچھ حصہ ملا ہے۔ عن یحییٰ بن معین قال کتبت الجامع الصغیر عن محمد بن الحسن اھ (تاریخ خطیب وتہذیب الاسماء) یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میں نے جامع صغیر کو روایۃً امام محمد سے لکھا ہے۔ عن یحییٰ بن معین قال سمعت محمدا صاحب الرای فقیل سمعت ھذا الکتاب من ابی یوسف قال واللہ ما سمعتہ منہ وھو اعلم الناس بہ الا الجامع الصغیر فانی سمعتہ من ابی یوسف اھ (مناقب کردری ص۱۵۵) امام محمد سے یحییٰ بن معین کا روایت کرنا اور ان کی کتابوں کی سماعت کرنی اور ان کی شاگردی اختیار کرنی یہ جملہ امور امام محمد کی فضیلت اور صاحب علم اور عادل ضابط حافظ محدث فقیہ ثقہ صدوق ہونے پر دال ہیں۔ عن عبد اللہ بن علی قال سالت ابی عن محمد قال محمد صدوق اھ (مناقب کردری جلد ثانی ص۱۵۵) عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی بن مدینی سے امام محمد کے بارے میں دریافت کیا تو کہا کہ امام محمد صدوق ہیں عن عاصم بن عصام الثقفی قال کنت عند ابی سلیمان الجوزجانی فاتاہ کتاب احمد بن حنبل بانک ان ترکت روایۃ کتب محمد جئنا الیک لنسمع منک الحدیث فکتب الیہ علی ظھر رقعتہ ما مصیرک الینا یرفعنا ولا قعودک عنا یضعنا ولیت عندی من ھذا الکتاب اوقار احتی اردیھا حسبۃ اھ (مناقب کردری ص۱۵۳ جلد ثانی) اگر امام محمد صدوق اور ثقہ عادل حافظ ضابط محدث نہ ہوتے تو امام احمد جیسا شخص ان کی کتابوں کی روایت کی تمنا نہ کرتا کیونکہ وہ ثقہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔ نیز جو جواب ابو سلیمان جوزجانی نے امام احمد کو دیا وہ بھی امام محمد کے علم و فضل اور کمال پر دال ہے چنانچہ ظاہر ہے و ذکر السلامی عن احمد بن کامل القاضی قال کان محمد موصوفا بالروایۃ والکمال فی الرای

والتصنيف وله المنزلة الرفيعة وكان اصحابه يعظمونه جدا اھ (مناقب کردری صـ۱۵۳ جلد ثانی) احمد بن کامل قاضی کہتے ہیں کہ امام محمد روایت حدیث اور کمال فی الفقہ اور وصف تصنیف کے جامع تھے، ان کا بڑا مرتبہ ہے۔ ان کے اصحاب ان کی بہت ہی تعظیم کرتے تھے۔ وذکر الحلبی عن یحیی بن صالح قال قال یحیی بن اکثم القاضی رأیت مالکا ومحمدا قلت ایهما افقه قال محمد اھ۔ (مناقب کردری جلد ثانی صـ۱۵۱) یحیی بن صالح کہتے ہیں کہ یحیی قاضی نے فرمایا کہ میں نے امام مالک کو بھی دیکھا اور امام محمد کو بھی میں نے دریافت کیا دونوں میں افقہ کون ہے تو جواب دیا کہ امام محمد افقہ ہیں۔ وبه عن ابی عبید قال ما رأیت اعلم بکتاب الله تعالیٰ من محمد اھ (مناقب کردری صـ۱۵۶ جلد ثانی) ابی عبید کہتے ہیں کہ میں نے کتاب اللہ کا عالم امام محمد سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ عن ادریس بن یوسف القراطیسی عن الامام الشافعی ما رأیت رجلا اعلم بالحلال والحرام والناسخ والمنسوخ من محمد اھ (مناقب کردری صـ۱۵۶) امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد سے زیادہ کسی کو حلال وحرام اور ناسخ ومنسوخ کا عالم نہیں دیکھا۔ عن ابراهیم الحربی قال سالت احمد بن حنبل من این لك هذه المسائل الدقاق قال من کتب محمد بن الحسن اھ (مناقب کردری صـ۱۵۱) ابراہیم حربی نے امام احمد سے دریافت کیا کہ یہ مسائل دقیقہ آپ نے کہاں سے حاصل کئے تو انہوں نے جواب دیا کہ امام محمد صاحب کی کتابوں سے میں نے حاصل کئے ہیں۔ اس روایت کو خطیب نے اپنی تاریخ میں اور امام نووی نے تہذیب الاسماء میں بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابو عبید کے قول مذکور کو بھی امام نووی نے کتاب مذکور میں نقل کیا ہے۔ غرض ناظرین کے سامنے مشتے نمونہ از خروارے امام محمد کے بارے میں ائمہ کے اقوال پیش کئے ہیں جو امام محمد کے فضل وکمال، علم وحفظ، صدق ودیانت۔ مفسر ومحدث، فقیہ ہونے پر شاہد عادل ہیں اگر ایسا شخص ضعیف ہو تو پھر قیامت نہیں تو اور کیا ہے۔ ناظرین ان اقوال سے جلالت شان امام محمد ظاہر ہے۔

قولہ - یہ تو ہوا امام صاحب کے شاگردوں کا حال۔ **اقول** - جس کی کیفیت ناظرین نے معلوم کر لی۔

قولہ - لیکن امام صاحب کا ایک مزیدار حال اور سُنیئے۔ **اقول** ؎

یہ سُنا ہے حضرت ناصح یہاں آنے کو ہیں — میں سمجھتا ہوں جو کچھ مجھ سے وہ فرمانے کو ہیں

اس کے متعلق پہلے بھی کچھ عرض کر چکا ہوں اور آئندہ بھی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں، فرمایئے اور جواب سُنیئے۔

قولہ - امام صاحب اس کے علاوہ کہ ضعیف تھے مرجئہ بھی تھے **اقول** ؎

دیکھتے ہی تجھ کو اسے قاصد سمجھ جائیں گے وہ — اُن کے دل پر حالِ دل میرا ہے یکسر آئینہ

ہم تو پہلے ہی سمجھ رہے ہیں کہ عوام کو گمراہ کرنا آپ حضرات کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے حق پوشی آپ کا شعار اور ناانصافی آپ کا وتیرہ ہے خیر۔

ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ نہ تو ضعیف تھے نہ مرجئہ۔ یہ بات نامر بہر کی بنائی ہوئی سی ہے، امام صاحب پر یہ اتہام اور افترا ہے۔ سنیئے مرجئہ ارجاء سے مشتق ہے۔ جو باب افعال کا مصدر ہے۔ لغت میں اس کے معنے تاخیر کرنا ہیں اصطلاح میں ارجاء کے معنے اعمال کو ایمان سے علیحدہ رکھنے کے ہیں۔ مرجئہ ضالہ اس فرقہ کو کہتے ہیں جو صرف اقرار لسانی اور معرفت کا نام ایمان رکھتا ہے اور ساتھ اس کے اس فرقہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ معصیت اور گناہ ایمان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور گنہگار کو گناہ پر سزا نہیں دی جائے گی، بلکہ معاصی پر سزا ہو ہی نہیں سکتی اور عذاب و ثواب گناہوں اور نیکیوں پر مترتب ہی نہیں ہوتا۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے۔ ان کے عقائد اس کے خلاف ہیں چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خود فقہ اکبر میں تصریح فرماتے ہیں اور فرقہ مرجئہ کا رد کر رہے ہیں۔ لا نقول حسناتنا مقبولة وسیئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول من عمل عملا حسنا بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسدة ولم يبطلها حتى يخرج من الدنيا مومنا فان الله تعالى لا يضيعها بل يقبلها منه ويثيبه

علیہا اھ (فقہ اکبر) ہمارا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ ہماری نیکیاں مقبول اور گناہ بخشے ہوتے ہیں جیسا کہ مرجبۃ کا اعتقاد ہے کہ ایمان کے ساتھ کسی قسم کی برائی نقصان دہ نہیں اور نافرمان کی نافرمانی پر سزا نہیں، اس کی خطائیں سب معاف ہیں، بلکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام اس کی شرطوں کے ساتھ کرے اور وہ کام تمام مفاسد سے خالی ہو اور اس کو باطل نہ کیا ہو اور دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کو قبول کر کے اس پر ثواب عطا فرمائے گا۔ ناظرین اس عبارت نے تمام بہتانوں کو دفع کر دیا۔ امام ابو حنیفہ تو مرجبۃ کا رد فرماتے ہیں اگر خود مرجی ہوتے تو ان کے عقیدہ کا رد کیا اور اپنے عقیدہ کا اظہار کیوں کرتے جو مرجبۃ کے خلاف اور اہل سنت کے موافق ہے، افسوس ہے ان حضرات پر جو عداوت اور عناد کو اپنا پیشوا اور امام بنا کر اس کی اقتدا کرتے اور حق کو پس پشت ڈالتے ہیں ومن العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حنیفۃ مثل مذھبہ ویعدہ من المرجئۃ اھ (ملل نحل عبدالکریم شہرستانی) تعجب خیز یہ بات ہے کہ غسان اپنا مذہب ابو حنیفہ کے مذہب کی طرح بیان کرتا ہے، پھر بھی ان کو مرجبۃ میں سے شمار کرتا ہے ناظرین غسان ابن ابان مرجی ہے، اس نے اپنے مذہب کو رواج دینے کے لئے امام صاحب کی طرف ارجاء کی نسبت کی اور مرجبۃ کے مسائل امام صاحب کی طرف منسوب کر دیا کرتا تھا، حالانکہ امام صاحب کا دامن اس سے بالکل بری تھا۔ اسی بنا پر علامہ ابن اثیر جزری نے اس کی تردید کی وہ فرماتے ہیں۔ وقد نسب الیہ وقیل عنہ من الاقاویل المختلفۃ التی یجل قدرہ عنھا ویتنزہ منھا القول بخلق القران والقول بالقدر والقول بالارجاء وغیر ذلک مما نسب الیہ ولاحاجۃ الی ذکرھا ولا الی ذکر قائلھا والظاھر انہ کان منزھا عنھا اھ (جامع الاصول) بہت اقوال مختلفہ ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کا مرتبہ بالاتر ہے اور وہ ان سے بالکل منزہ اور پاک ہیں چنانچہ خلق قرآن، تقدیر ارجاء وغیرہ کا قول جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ اقوال کا

اور اُن کے قائلین کا ذکر کیا جاتے۔ کیونکہ بدیہی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ ان تمام امور سے بری اور پاک تھے۔ بحسب علماء اور ائمہ نے اس کی تصریح کر دی کہ یہ جملہ امور امام ابوحنیفہ پر بہتان وجھوٹ اور افترا پردازی ہے اور امام صاحب کا دامن اس سے بالکل پاک وصاف تھا تو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے اور حق کا متبع سمجھتے ہیں۔ پھر ایسے غلط اور باطل امور کو کتابوں رسالوں میں لکھ کر شائع کرتے اور عوام کو بہکاتے ہیں ؎

اے ہنرہا نہادہ برکف دست　　　عیب ہا را گرفتہ زیر بغل

ناظرین ان عبارتوں پر غور فرمائیں اور مؤلف رسالہ کو داد دیں۔ ایمان کے متعلق امام صاحب کا عقیدہ ان کے اس قول سے معلوم کریئے۔ اخبرنی الامام الحافظ ابوحفص عمر بن محمد البارع النسفی فی کتابہ الی من سمرقند۔ اخبرنا الحافظ ابوعلی الحسن بن عبد الملک النسفی انا الحافظ جعفر بن محمد المستغفری النسفی انا ابوعمرو محمد بن احمد النسفی انا الامام الاستاذ ابومحمد الحارثی انباء محمد بن یزید انباء الحسن بن صالح عن ابی مقاتل عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ قال الایمان ھو المعرفۃ والتصدیق والاقرار والاسلام قال والناس فی التصدیق علی ثلاثۃ منازل فمنھم من صدق اللہ تعالی وبما جاء منہ بقلبہ ولسانہ ومنھم من یقر بلسانہ و یکذب بقلبہ ومنھم من یصدق بقلبہ ویکذب بلسانہ فاما من صدق اللہ وبما جاء من عندہ بقلبہ ولسانہ فھو عند اللہ وعند الناس مومن ومن صدق بلسانہ وکذب بقلبہ کان عند اللہ کافرا وعند الناس مومنا لان الناس لا یعلمون ما فی قلبہ وعلیھم ان یسموہ مومنا بما ظھر لھم من الاقرار بھذہ الشھادۃ ولیس لھم ان یتکلفوا علم القلوب ومنھم من یکون عند اللہ مومنا وعند الناس کافرا وذلک بان یکون الرجل مومنا عند اللہ یظھر الکفر بلسانہ فی حال التقیۃ فیسمیہ من لا

یعرفہ متقیا کافرا وھو عند اللہ مومنا۔ (کتاب المناقب للموفق بن احمد المکی جلد اول ص۱۴۲ و ص۱۴۸) امام صاحب فرماتے ہیں کہ معرفت اور تصدیق قلبی اور اقرار لسانی اور اسلام کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ لیکن تصدیق قلبی میں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جنھوں نے اللہ تعالےٰ کی اور جو امور اس کی طرف سے آتے ہیں دونوں کی تصدیق قلب و زبان سے کی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو زبان سے اقرار کرتے ہیں لیکن قلب سے تکذیب کرتے ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جو قلب سے تصدیق کرتے اور تکذیب لسانی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پہلی قسم کے حضرات عند اللہ اور عند الناس مومن ہیں اور دوسری قسم کے لوگ عند اللہ کافر اور عند الناس مومن شمار ہوتے ہیں کیونکہ لوگوں کو باطن کا حال معلوم نہیں وہ تو صرف ظاہری حال دیکھ کر حکم لگاتے ہیں اور وہ ظاہر میں تصدیق کرتا ہے لہٰذا ان کے نزدیک مومن ہے اور چونکہ تکذیب قلبی ہے اس لئے خدا کے نزدیک کافر ہے۔ تیسری قسم کے لوگ خدا کے نزدیک مومن اور دنیا والوں کے نزدیک کافر شمار ہوتے ہیں چونکہ کسی خوف و مصیبت کی وجہ سے انھوں نے کلمہ کفر نکالا ہے لیکن دل میں تصدیق و ایمان باقی ہے اس لئے خدا کے نزدیک مومن ہے اور ظاہری حالت تکذیب کی ہے اس لئے دنیا والوں کے نزدیک کافر ہے کیونکہ ان کو ان کی باطنی حالت کا علم نہیں ہے۔ اس لئے ان پر حکم کفر عائد کرتے ہیں۔ ناظرین اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ ایمان میں امام صاحب کا قول فرقہ مرجیہ کے بالکل خلاف ہے۔ امام صاحب کو مرجیہ میں شمار کرنا جاہلوں اور مفسدوں کا کام ہے۔ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اعمال ظاہریہ تصدیق قلبی کے اجزا نہیں ہیں۔ ہاں ایمان کامل کے اجزاء ہیں مطلق ایمان کے متمم اور مکمل ہیں۔ اعمالِ ظاہریہ حسنہ سے ایمان میں کمال نور روشنی پیدا ہوتی ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ کا عقیدہ اور جملہ حنفیہ کا اعتقاد ہے خارجیوں اور رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ اعمال ایمان کے اجزاء ہیں۔ اگر کوئی عمل فرض مثلاً ایک وقت کی نماز کسی نے ترک کر دی تو ان کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اہلسنت والجماعت کے نزدیک وہ فاسق ہے کافر نہیں یہی حنفیوں کا عقیدہ ہے۔ یہ ارجاء کے معنے ہیں کہ اعمال ایمان سے جس کو

تصدیق قلبی کہا جاتا ہے علیحدہ ہیں اس کی حقیقت اور ماہیت میں داخل نہیں، ہاں
اس کے متمات ہیں، اسی بنا پر عقائد میں مرجیہ کی دو قسمیں کی ہیں، ثم المرجئة
علی نوعین مرجئة مرحومة وهم اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم
ومرجئة ملعونة وهم الذین یقولون بان المعصیة لا تضر والعاصی
لا یعاقب اه (تمہید ابوالشکور) پھر مرجیہ کی دو نوعیں ہیں ایک مرجیہ مرحومہ جو صحابہ کرام
کی جماعت ہے اور دوسری نوع مرجیہ ملعونہ کی ہے جو اس کے قائل ہیں کہ معصیت
ایمان کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتی اور عاصی کو عتاب وعذاب نہیں ہوگا، ناظرین صحابہ کرام
بھی مرجیہ کہلاتے ہیں لیکن وہ اس گمراہ فرقہ سے علیحدہ ہیں، اگر بالفرض کسی نے امام ابوحنیفہ
کو مرجی لکھا ہے تو اس کا مطلب وہی ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم پر اس لفظ کا اطلاق کرنے
میں لیا جاتا اور سمجھا جاتا ہے، ورنہ وجہ فرق کے واسطے ثبوت کی ضرورت ہے اور
ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال واعمال اور ان کا عقیدہ مذہب مرجیہ ضالہ کے
خلاف ہے تو پھر کس طرح ان پر اس کو منطبق کیا جاتا ہے، حافظ ذہبی مسعر بن کدام
کے ترجمہ میں لکھتے ہیں، اما مسعر بن کدام فحجة امام ولا عبرة بقول السلیمانی
کان من المرجئة مسعر وحماد بن ابی سلیمان والنعمان وعمرو بن مرة
وعبد العزیز بن ابی رواد وابو معاویة وعمرو بن ذر وسرد جماعة قلت
الارجاء مذهب لعدة من جلة العلماء لا ینبغی التحامل علی قائله (میزان الاعتدال
جلد ثالث ص۱۶۳) قول سلیمان کا اعتبار نہیں کہ مسعر اور حماد اور نعمان اور عمرو بن مرہ اور عبد العزیز
اور ابو معاویہ اور عمرو بن ذر وغیرہ مرجی تھے، ان کی طرف اس کی نسبت کرنی غلط ہے
اس سے وہی ارجاء مراد ہے جو ملعون فرقہ کا اعتقاد ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں ارجاء
بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے، لہٰذا اس کے قائل پر تحامل مناسب نہیں
اسی سے وہی ارجاء مراد ہے جو صحابہ کرام کا طریق تھا، صدر اول میں فرقہ معتزلہ اہل سنت
کو مرجیہ کہتا تھا، پس اگر کسی نے امام کو مرجیہ کہا تو اس سے کوئی نقصان نہیں کیونکہ یہ قول
معتزلہ کے ہیں جو اہل سنت کے بارے میں استعمال کرتے تھے، نواب صدیق حسن خاں

نے کشف الالتباس میں تصریح کی ہے کہ ائمہ اربعہ کے مقلدین ہی اہل سنت والجماعت میں منحصر ہیں اور اہل سنت کا انحصار مقلدین ائمہ اربعہ میں ہے، پس وہ حدیث جو مؤلف رسالہ نے ترمذی سے نقل کی ہے جو ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے وہ امام صاحب اور حنفیہ پر کسی طرح منطبق نہیں ہو سکتی ورنہ صحابہ کرام اور اجلہ علماء بھی اس سے بعبارات بالا نہیں بچ سکتے اور پھر اس کا جو کچھ نتیجہ ہے ظاہر ہے۔

قولہ۔ اب سنیئے ثبوت۔ **اقول**، اب ثبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ ان اقوال کا اعتبار نہیں،

قولہ۔ ابن قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف میں فہرست اسمائے مرجیہ کی یوں گنائی ہے۔ **اقول** جس کا جواب امام ذہبی میزان الاعتدال میں دے چکے ہیں اس کو ملاحظہ فرمائیں، جو ابھی میں نقل کر چکا ہوں، اس کے بعد جامع الاصول کی عبارت کو ملاحظہ فرمائیں جو منقول ہو چکی، اس کے بعد تمہید کی عبارت کو غور سے دیکھیں، پھر فقہ اکبر کی عبارت کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور کتاب المناقب پر سرسری ہی نظر ڈال لیں تو تمام مرحلے طے ہو جائیں گے۔ ابن قتیبہ دینوری کی اگر فہرست گنانے سے یہ منشا ہے کہ یہ حضرات فرقہ ضالہ گمراہ میں داخل ہیں تو عقل ونقل دونوں کے اعتبار سے غلط ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مرجیہ مرحومہ میں داخل ہیں جو اصحاب رسول کریم اور اہل سنت کا فرقہ ہے تو کوئی عیب نہیں ورنہ اس کی دلیل ہونی چاہیئے۔ علاوہ ازیں ایک اور مصیبت یہ ہے کہ اگر ابراہیم تیمی، عمرو بن مرہ، مسعر بن کدام، خارجۃ بن مصعب ابو یوسف وغیرہ بقول مؤلف رسالہ مرجئی ہیں، اور مرجئی بزعم مؤلف مسلمان نہیں چنانچہ تصریح کی ہے کہ (مطلب یہ ہے کہ مسلمان نہیں)، تو امام ابو حنیفہ کے بارے میں ان حضرات کی جرح جو بزعم مؤلف کافر ہیں کیونکر قابل قبول ہو گی کیونکہ انہیں حضرات کو جارحین امام میں بھی مؤلف نے شمار کیا ہے اس کا جواب مؤلف صاحب ذرا سوچ سمجھ کر دیں سے

اے چشم اشکبار ذرا دیکھنے تو دے   ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو

قولہ۔ یہ چاروں کے چاروں مرجیہ ہیں اور مرجیہ کی بابت حدیث اوپر سنائی گئی

یہ لطف پر لطف ہے **اقول**۔ پہلے ارجاء کے معنے کی لغوی و اصطلاحی تحقیق کیجئے اس کے بعد مرجیۃ کی تقسیم دیکھئے اس کے بعد ائمہ رجال اور محققین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں اور اپنے فہم و شعور اور افتراء و بہتان سے توبہ کریئے تاکہ قیامت میں نجات کی صورت ہو، ورنہ مشکل پر مشکل ہے۔

قولہ۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی نے تمام حنفیوں کو مرجیۃ لکھا ہے دیکھو غنیۃ الطالبین ص۲۲۷۔ **اقول**۔ اس کے متعلق میں ابتداء میں کچھ لکھ چکا ہوں، شیخ نے کہیں نہیں لکھا کہ تمام حنفیہ مرجیۃ ہیں جو اس کا دعویٰ کرتا ہے اس کو دلیل بیان کرنی ضروری ہے لیکن ع دونوں رستے ہیں کٹھن ایک اِس طرف ایک اُس طرف۔ پیران پیر خود تصریح فرماتے ہیں، اما الحنفیۃ فھو بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان ھو المعرفۃ الخ لیکن حنفیہ پس اس سے بعض اصحاب امام ابی حنیفہ مراد ہیں کہ انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ ایمان صرف معرفتِ الٰہی کا نام ہے، یہ عبارت صریح اس بارے میں ہے کہ کل حنفیہ مرجیۃ نہیں اور وہ بعض بھی غسان جیسے حضرات ہیں جن کا مذہب مرجیۃ ہے اور حقیقت میں حنفی نہیں، ظاہر ہیں ابو حنیفہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں جب، شیخ کی تصریح موجود ہے تو اُن کے مجمل قول کو ان کے خلاف منشا پر حمل کرنا جاہلوں اور مؤلف جیسے عقلمندوں کا کام ہے۔

قولہ۔ اب تمام حنفیوں کی بابت یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ لیس لھم فی الاسلام نصیب کما ورد فی الحدیث فافھموا و لا تعجلوا۔ **اقول**۔ جب ناظرین کو پوری کیفیت معلوم ہو چکی کہ حنفی اس سے بری ہیں یہ ان پر تہمت ہے تو مؤلف رسالہ کا یہ قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مؤلف جیسے حضرات کو اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں نبی کریم فرماتے ہیں، لا یتجاوز القرآن عن حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ صحیح حدیث ہے، صحاح ستہ میں موجود ہے۔

قولہ۔ اب بالتصریح امام صاحب کے استادوں کے متعلق سنیئے۔ **اقول**۔ اگر ان میں کلام کیا جاتے گا تو صحاح ستہ کی حدیثوں سے ہاتھ دھو بیٹھیئے کیونکہ جن میں آپ جرح کر رہے ہیں وہ صحاح کے رواۃ ہیں۔ لہذا آپ کی کیا مجال ہے کہ آپ ان میں کلام کریں۔ اس کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اب پھر خدمت کرنے کو تیار ہوں۔

قولہ۔ امام صاحب کے مشہور استاد دو ہیں (۱) حماد بن ابی سلیمان (۲) سلیمان بن مہران الکاہلی کوفی اعمش۔ **اقول**۔ غالباً آپ نے اپنے گھر کی شہرت مراد لی ہے ورنہ فقہا اور محدثین کے نزدیک تو بہت سے امام صاحب کے مشائخ ہیں۔ چنانچہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ عطاؒ۔ نافعؒ۔ عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج۔ سلمہؒ بن کہیل۔ ابو جعفرؒ محمد بن علی۔ قتادہؒ عمروؒ بن دینار۔ ابو اسحاق۔ یہ نام تو حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کئے ہیں اور اس کے بعد یہ کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ خلق کثیر سے روایت حدیث کرتے ہیں۔ موسیٰ بن ابی عائشہ۔ ابن شہاب زہری۔ عکرمہ مولی ابن عباس۔ سماک بن حرب۔ عون بن عبداللہ علقمہ بن مرثد۔ علی بن اقمر۔ قابوس بن ابی ظبیان۔ خالد بن علقمہ۔ سعید بن مسروق۔ شداد بن عبدالرحمٰن۔ ربیعہ بن عبدالرحمٰن۔ ہشام بن عروۃ۔ یحییٰ بن سعید۔ ابو الزبیر المکی۔ محمد بن السائب۔ منصور بن المعتمر۔ حارث بن عبدالرحمٰن۔ محارب بن دثار۔ معن بن عبدالرحمٰن قاسم مسعودی۔ یہ اٹھائیس نام تہذیب الکمال میں امام صاحب کے مشائخ کے موجود ہیں کل ملا کر تیس تو یہی ہو گئے اگر یہ امام صاحب کے اساتذہ نہیں ہیں تو کیوں ان کتابوں کے مصنفین نے ان کو امام صاحب کے استاذوں کی فہرست میں شمار کیا۔ اب وہ دو ملا لیں تو بتیس ہو جاتے ہیں۔ شاید آپ کو رسالہ لکھتے وقت کچھ ذہول ہو گیا ورنہ اتنی موٹی بات تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ ائمہ علما جھوٹ نہیں بولتے اور کسی قسم کا عناد آپ کے ساتھ نہیں رکھتے کہ یہ آپ کے خلاف صدا بلند کر رہے ہیں ؎

تمہیں منصف بنو خدا کے لئے　　کیا ہمیں ہیں فقط جفا کے لئے

امام صاحب کے استاذوں کو معلوم کرنا ہو تو تبییض الصحیفہ۔ تنویر الصحیفہ الصحیفہ۔ مناقب منیفہ۔ تہذیب۔ تذہیب التہذیب۔ تہذیب الاسماء۔ خیرات حسان۔

قلائد عقیان، طبقات حنفیہ، تذکرۃ الحفاظ وغیرہ کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں اور اگر فہرست اسما کی معلوم کرنی ہو تو کتاب المناقب موفق بن احمد مکی کی جلد اول کے صفحہ ۳۷ سے ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح کتاب المناقب بزازی کردری کے جلد اول کے صفحہ ۷۲ سے ملاحظہ فرمائیں، سینکڑوں مشائخ آپ کو امام صاحب کے ملیں گے حتیٰ کہ شمار کرتے کرتے آپ چار ہزار استاذوں تک پہنچ جائیں گے، یہاں پر ان کی فہرست شمار کرنی طول امل ہے اس لئے کتاب کا حوالہ مع صفحہ لکھ دیا ہے تاکہ ملاحظہ فرمالیں، آپ کے قول کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ بتیس ہی کافی ہیں،

قولہ ۔ حماد کی بابت تقریب التہذیب ص۱۴۶ میں لکھا ہے رمی بالارجاء

اقول ۔ پوری عبارت تقریب کی ص۴۶ میں یہ ہے حماد بن ابی سلیمان مسلم الاشعری مولاھم ابو اسمٰعیل الکوفی فقیہ صدوق لہ اوھام من الخامسۃ رمی بالارجاء مات سنۃ عشرین او قبلھا اھ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں صدوق ہیں بعض اوہام بھی ان کے ہیں ارجاء کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حافظ کے نزدیک بھی مرجی تھے۔ نیز ان کی طرف ارجاء اور وہم کی نسبت کرنی تحامل اور عصبیت پر مبنی ہے جو احادیث حماد روایت کرتے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں امر سے وہ بری تھے، ان کی روایات مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مسند امام اعظم، موطا امام محمد وغیرہ کتب میں موجود ہیں، جن حضرات نے ان کی روایات کا مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی عامہ روایات ارجاء کے مانع کو ان سے مثاتی ہیں، وہ فقیہ، عادل، ضابط، حافظ متقن، صادق تھے۔ اسی بنا پر حافظ ذہبی یہ فرماتے ہیں، اگر ابن عدی ان کو ذکر نہ کرتے تو میں بھی ان کے ثقہ ہونے کی وجہ سے اپنی کتاب میں ان کو ذکر نہ کرتا۔ رواۃ حدیث میں اگر بالفرض ارجاء تسلیم کر لیا جاتے تو جرح نہیں ہے کیونکہ صحیحین کے رواۃ میں بہت سے راوی رافضی غالی اور خارجی ہیں جیسے عدی بن ثابت وغیرہ۔ پس اگر ارجاء مضرت رساں ہو تو رافضی ہونا بطریق اولیٰ مخل فی الروایۃ ہوگا۔ چہ جائیکہ غلو فی الرفض کیونکہ رفض مطلق

کے اعتبار سے ارجاء کا مرتبہ کم ہے۔ نیز محققین کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ اہل بدعت کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ جب تک کوئی داعی نہ ہو اور نہ وہ حدیث ان کی بدعت کی تائید و موافقت کرتی ہو تو جو ارجاء کے ساتھ منسوب ہو اس کی روایت کیوں نہ مقبول ہوگی۔ علاوہ ازیں جب کہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مرجئہ کی دو قسمیں ہیں مرحومہ ملعونہ، تو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ وہ فرقہ ملعونہ میں داخل ہیں اس کے واسطے دلیل کی ضرورت ہے۔ امام حماد کی روایات اور اقوال جو اُن سے منقول ہیں وہ صریح اس امر میں ہیں کہ وہ فرقہ ملعونہ میں کسی طرح داخل نہیں۔ پھر قائل کے کلام کی ایسی تاویل کیوں کی جاتی ہے جو اس کی منشا کے خلاف ہے۔ نیز ابن عدی رد کر چکے ہیں کہ سلیمانی کے قول کا اعتبار نہیں کہ حماد مرجئہ تھے لہٰذا ان تمام امور پر نظر ڈالتے ہوئے کون عاقل ان پر جرح کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

قولہ ۔ اور میزان الاعتدال جلد اول ص۲۴۶ میں ہے۔ تکلم فیہ بالارجاء۔ **اقول** یہاں بھی وہی مجہول کا صیغہ ہے۔ امام ذہبی کے نزدیک امام حماد مرجی نہیں تھے۔ اسی بنا پر وہ فرماتے ہیں، حماد بن ابی سلیمان ابو اسمٰعیل الاشعری الکوفی احد الائمۃ الفقہاء سمع انس بن مالک وتفقہ بابراھیم النخعی روی عنہ سفیان وشعبۃ وابو حنیفۃ وخلق تکلم فیہ للارجاء ولولا ذکر ابن عدی فی کاملہ لما اوردتہ اھ (میزان جلد اول ص۲۹۹) حماد بن ابی سلیمان جن کی کنیت ابو اسمٰعیل ہے جو اشعری کوفی ہیں، ائمہ فقہاء سے ایک امام فقیہ ہیں۔ حضرت انس سے احادیث سُنی ہیں۔ ابراہیم نخعی سے فن فقہ حاصل کیا ہے۔ روایت حدیث میں سفیان، شعبہ امام ابو حنیفہ اور ایک جماعت محدثین کی ان کی شاگرد ہے۔ ارجاء کی وجہ سے ان میں کلام کیا گیا ہے۔ اگر ابن عدی اپنے کامل میں ان کو ذکر نہ کرتے تو میں بھی اپنی اس کتاب میں ان کو ذکر نہ کرتا لما ذکرتہ لثقتہ اھ (میزان جلد اول ص۳) کیونکہ یہ ثقہ ہیں۔ اگر بالفرض حماد مرجی ہوتے اور بزعم مؤلف رسالہ مرجئہ مسلمان نہیں ہیں تو سفیان اور شعبہ وغیرہ غیر مسلم سے روایت کیوں کرتے۔ اس سے تو ان حضرات کی عدالت بھی ساقط

ہوگئی اور ان کی روایات درجہ اعتبار سے گر گئیں کیونکہ نعوذ باللہ یہ لوگ کافر کے شاگرد ہوتے اور اسی کافر کی روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ امام ذہبی مسعرؒ کرام کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ ولا عبرۃ بقول السلیمانی کان من المرجئۃ مسعر وحماد بن ابی سلیمان الخ (میزان جلد ثالث ص۱۶۳) ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی صاحب یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

اب اس عبارت نے بالکل مطلع صاف کر دیا۔ اب اور سنیئے۔ قال ابن معین حماد ثقۃ وقال ابو حاتم صدوق وقال العجلی کوفی ثقۃ وکان افقہ اصحاب ابراھیم وقال النسائی ثقۃ اھ (تہذیب التہذیب) وفی الکاشف کان ثقۃ اماما مجتھدا کریما جوادا اھ (تنسیق النظام وتعلیق مجد) یحیٰی بن معین کہتے ہیں حماد ثقہ ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ صدوق ہیں۔ عجلی کہتے ہیں کوفی ثقہ ہیں۔ اصحاب ابراہیم میں افقہ ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں ثقہ ہیں۔ کاشف میں ہے کہ حماد ثقہ۔ امام۔ مجتہد۔ جواد۔ کریم ہیں۔ ناظرین ان اقوال کو ملاحظہ فرما کر مؤلف رسالہ کو داد دیں کہ کتنے حق پوش اور حق کش ہیں

قولہ۔ دونوں عبارتوں کا ماحصل یہ ہوا کہ حماد مرجیہ تھے۔ **اقول۔** میں ابھی اقوال نقل کر چکا ہوں ان کو ملاحظہ فرمائیں۔ اگر بالفرض ارجاء ثابت ہو تو مرجیہ مرحومہ کی فہرست میں داخل سکتے بغیر چارۂ کار نہیں۔ نیز ارجاء ثقاہت کے مضر نہیں ورنہ سفیانؒ وغیرہ ثقہ نہیں رہتے اور ان کی روایت پر سے امان اٹھ جاتے گا۔ نیز ابن معین۔ ابو حاتم۔ نسائی۔ عجلی۔ ابن عدی۔ حافظ ذہبی۔ حافظ ابن حجر وغیرہ بقول مؤلف رسالہ اسلام سے خارج ہوں گے کیونکہ یہ ائمہ اسلام بزعم مؤلف ایک کافر کی اتنی تعریف و مدح سرائی کر رہے ہیں اور اس کی روایات کو معتبر سمجھتے بلکہ اپنا پیشوا امام۔ مجتہد وغیرہ مانتے ہوتے ہیں۔ عجب ہے ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ ناظرین یہ ہے ان حضرات کی تحقیق اور ان کا مبلغ علم ؎

نہ خنجر اٹھے ہے نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزماتے ہوئے ہیں

قولہ۔ اب سنو اعمش کے بابت جو دوسرے استاد امام صاحب کے ہیں

اقول، سناتیے اور اپنی جہالت کی داد ناظرین سے وصول کر تیے پھر میں بھی وہ جواب پیش کروں جس کو آپ اور آپ کے ہم نوا پرکھ لیں پرکھالیں اور مبصرین کو دکھالیں۔

قولہ میزان الاعتدال جلد اول ص۴۲۳ میں ہے۔ قال ابن المبارك انما افسد حديث اهل الكوفة ابو اسحٰق والاعمش وقال احمد فى حديث الاعمش اضطراب كثير وقال ابن المديني الاعمش كان كثير الوهم انتهی ملخصاً۔ اقول ؎

جتاتے دیتے ہیں تم کو گواہ کرتے ہیں ہٹو فلک کے تلے سے ہم آہ کرتے ہیں

ناظرین یہ اعمش وہی ہیں جو صحاح ستہ کے رواۃ میں داخل ہیں، ہمارا کچھ حرج نہیں، اگر یہ ضعیف ہو جائیں سب سے زیادہ مصیبت کا سامنا اہلحدیث کو اور خصوصاً مؤلف رسالہ کو ہوگا، کیونکہ یہ اعمش بخاری، مسلم کے راوی ہیں، یہ دونوں وہ کتابیں ہیں جن پر غیرمقلدین خصوصیت کے ساتھ ایمان لاتے ہوتے ہیں، اور بخاری کا تو مرتبہ صحت میں قرآن شریف کے بعد سمجھتے ہیں اس لئے ہماری بلا سے اگر یہ ضعیف ہو جائیں لیکن پھر بھی مؤلف رسالہ کی خاطر سے وہ اقوال پیش کرتے ہیں جن سے روز روشن میں مؤلف رسالہ نے اپنی آنکھیں امام ابوحنیفہ کی عداوت کی وجہ سے بند کر لی ہیں، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، سليمان بن مهران الاسدي الكاهلي ابو محمد الكوفي الاعمش ثقة حافظ عارف بالقراءة ورع لكنه يدلس من الخامسة اه (تقریب ص۱۳۶) سلیمان بن مہران اسدی کاہلی جن کی کنیت ابو محمد ہے جو کوفہ کے رہنے والے ہیں جن کا لقب اعمش ہے ثقہ حافظ ہیں، قرآت کے ماہر و عارف ہیں، پرہیزگار ہیں، لیکن تدلیس کرتے ہیں۔ طبقہ خامسہ میں داخل ہیں، حافظ ابن حجر نے ان پر صحاح ستہ کے رواۃ کی علامت لکھی ہے اور مرتبہ ثانیہ میں ان کو داخل کیا ہے اور مرتبہ ثانیہ میں وہ شخص حافظ کی اصطلاح میں داخل ہوگا جس کی محدثین نے تاکید کے ساتھ مدح کی ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں الثانية من اكد مدحه اما بافعل كاوثق الناس او بتكرير الصفة لفظا كثقة ثقة او معنى كثقة حافظ اه (تقریب ص۲) مرتبہ ثانیہ میں وہ لوگ ہیں جن کی مدح تاکید کے

ساقط کی گئی یا تو افعل تفضیل کا صیغہ استعمال کیا گیا ہو جیسے اوثق الناس۔ یا لفظوں میں صفت کو مکرر کر دیا جائے جیسے ثقہ ثقہ۔ یا معنوں میں مکرر کر دیا جائے جیسے ثقہ حافظ۔

ناظرین نے تقریب کی عبارت ملاحظہ فرمائی ہے کہ حافظ ابن حجر نے ان کی تعریف میں ثقہ حافظ اور عارف ورع الفاظ ذکر کئے ہیں۔ لہٰذا ان کے ثقہ حافظ ورع ہونے میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں۔ ہاں جن کی آنکھوں پر عداوت وتعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے وہ بے شک نہیں دیکھ سکتے کیونکہ اندھے ہیں وہی منہ اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ سلیمان مجروح ہیں ان کی مثال بعینہٖ یہ ہے۔ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اب امام ذہبی جو فرماتے ہیں ان کو سنیئے۔ ابو محمد احد الائمۃ الثقات عداده فی صغار التابعین ما نقموا علیہ الا التدلیس اھ (میزان جلد اول ص۴۲۳) سلیمان بن مہران جن کی کنیت ابو محمد ہے ائمہ ثقات میں سے ایک ثقہ امام ہیں۔ ان کا شمار صغار تابعین میں ہے۔ سوائے تدلیس کے اور کوئی عیب ان میں محدثین کے نزدیک نہیں ہے۔ ناظرین اگر کوئی بات ہوتی تو امام ذہبی اس طرح نہ کہتے۔ ما نقموا علیہ الا التدلیس۔ امام ذہبی عبداللہ ابن مبارک وغیرہ کا قول نقل کر کے جواباً لکھتے ہیں۔ کانہ عنی الروایۃ عمن جاز والا فالاعمش عدل صادق ثبت صاحب سنۃ وقران یحسن الظن بمن یحدثہ ویروی عنہ ولا یمکننا بان نقطع علیہ بانہ علم ضعف ذلك الذی یدلسہ فان ھذا حرام اھ (میزان جلد اول ص۴۲۳) گویا ان کی مراد وہ حضرات ہیں جن سے انہوں نے روایت کی ہے ورنہ خود اعمش عادل صادق، ثبت صاحب سنت وقرآن ہیں۔ جن محدثین سے یہ روایت حدیث کرتے ہیں ان کے بارے میں اعمش کا نیک خیال ہے ہم کو مجال نہیں کہ ہم قطعی طور پر اعمش پر حکم لگا دیں کہ جس سے یہ تدلیس کرتے ہیں اس کے ضعف کا ان کو یقینی علم ہے۔ کیونکہ یہ امر حرام ہے لہٰذا اعمش جیسے شخص سے کبھی یہ ممکن نہیں

ہوسکتا کہ وہ اس طرح کریں اور ابن مدینی نے جو کثیر الوہم کہا ہے تو اس کے آگے آنا جملہ اور ہے فی احادیث ھولاء الضعفاء الغرض ناظرین نے مؤلف رسالہ کی دیانت داری دیکھ لی کہ حقیقت حال اور حق کے چھپانے کی کتنی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں اس کا بدلہ دیں۔

قولہ۔ اب دیکھو امام صاحب کے استاد کے استاد کی بابت یعنی ابراہیم نخعی جو حماد اور اعمش دونوں کے استاد ہیں۔ **اقول۔** ناظرین کو ان کے متعلق بھی ابجدا میں معلوم ہو چکا ہے کہ ابراہیم کے حجت ہونے پر محدثین مستقر ہیں۔ لہٰذا اس سے قبل مؤلف نے کون سے تیر مارے ہیں۔ جواب ابراہیم نخعی کے متعلق تیر ماریں گے۔

قولہ۔ خود اعمش ان کے شاگرد کہتے ہیں ما رأیت احدا دوی بحدیث لم یسمعہ من ابراھیم الخ **اقول۔** اول تو تقریب کی عبارت سنیئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ابراھیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ابو عمران الکوفی الفقیہ ثقۃ الا انہ یرسل کثیرا من الخامسۃ مات سنۃ ست وتسعین وھو ابن خمسین او نحوھا اہ (تقریب صلا) ابراہیم نخعی جن کی کنیت ابو عمران ہے کوفی ہیں، فقیہ ہیں۔ ثقہ ہیں مگر ارسال بہت کرتے ہیں۔ کہیئے حافظ ابن حجر کے نزدیک مجروح نہیں ہیں۔ جب آپ کو کوئی قول جرح کا نہیں ملا تو آپ نے دوسرا پہلو اختیار کیا۔ شاباش۔ ع۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ آپ نے جو اعمش کا قول نقل کیا ہے اس سے قبل جو میزان میں عبارت تھی اس کو کیوں ترک کر دیا۔ حق تو یہ تھا کہ اسے بھی ساتھ ہی ساتھ نقل کر دیتے۔ لیجئے میں ہی نقل کئے دیتا ہوں۔ ابراھیم بن یزید النخعی احد الاعلام یرسل عن جماعۃ اہ (میزان صہ ۳ جلد اول) ابراہیم نخعی علم کے پہاڑوں میں سے ایک کوہ گراں ہیں ایک جماعت سے ارسال کرتے ہیں۔ زید بن ارقم انس بن مالک وغیرہ صحابہ کو دیکھا ہے جس کو ذہبی نے ان الفاظ سے بیان کیا ہے وقد رأی زید بن ارقم وغیرہ ولم یصح لہ سماع من صحابی (میزان صفحہ مذکور) تابعی ہیں خیر القرون میں داخل ہیں اور بشارت نبوی طوبیٰ لمن رأی من رآنی

میں شامل ہیں۔ اعمش کے قول مذکور کا مؤلف رسالہ مطلب بیان کریں کہ کیا ہے یہ من ابراہیم کس لفظ کے ساتھ تعلق ہے، اس کا ترجمہ صحیح کیا ہے۔ اعمش جو شاگرد ابراہیم نخعی کے ہیں وہی فرماتے ہیں غور سے دیکھو۔ قال الاعمش کان خیرا فی الحدیث اھ (تہذیب التہذیب) ابراہیم نخعی حدیث میں اچھے اور عمدہ پسندیدہ تھے اور دوسرا قول ان کا غور سے پڑھو۔ قال الاعمش قلت لابراھیم اسند لی عن ابن مسعود فقال اذا حدثتکم من رجل عن عبد اللہ فھو الذی سمعت و اذا قلت قال عبد اللہ فھو عن غیر واحد اھ (تہذیب التہذیب) اعمش کہتے ہیں میں نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کی روایت مجھ سے مسند بیان کریئے تو انہوں نے جواب دیا کہ جب کسی واسطے سے عبد اللہ سے روایت کروں تو میں نے اسی شخص سے وہ روایت سنی ہوتی ہے اور جب یہ کہوں کہ ابن مسعود نے یہ فرمایا ہے تو بہت سے مشائخ کے واسطے سے وہ روایت مجھ کو پہنچی ہوتی ہے اس لئے اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہوتا جو آپ نے میزان سے اعمش کا قول نقل کیا ہے وہ جرح نہیں ہے اور نہ انہوں نے بطریق جرح بیان کیا، ورنہ انہیں کے قول کے متعارض ہوگا جو تہذیب سے نقل کر چکا ہوں، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ مفتی اھل الکوفۃ کان رجلا صالحا فقیہا (تہذیب التہذیب) کوفہ کے مفتی اور صالح فقیہ تھے وجماعۃ من الائمۃ صححوا مراسیلہ اھ (تہذیب التہذیب) ائمہ کی ایک جماعت نے ان کے مراسیل کی تصحیح کی ہے وقال الشعبی ما ترک احدا اعلم منہ اھ (تہذیب التہذیب) شعبی کہتے ہیں ابراہیم نخعی نے اپنے بعد اپنے سے زیادہ کوئی عالم نہیں چھوڑا ابن حبان نے ثقات تابعین میں ابراہیم نخعی کو ذکر کیا ہے، حافظ ذہبی میزان میں فرماتے ہیں قلت واستقر الامر علی ان ابراھیم حجۃ اھ (میزان ص۳۵) کہ اس امر پر اتفاق ہو چکا ہے کہ ابراہیم نخعی حدیث میں حجت ہیں اسی بنا پر صحاح ستہ کے رواۃ میں داخل ہیں اگر ثقہ عادل نہ ہوتے تو امام بخاری جیسا شخص جس پر غیر مقلد ایمان لاتے ہوتے ہیں اپنی کتاب صحیح میں ان کی روایات نقل نہ کرتے، ناظرین یہ ہے تحقیق مؤلف کی ہمارا کچھ حرج نہیں۔ اگر وہ ضعیف ہو جائیں کیونکہ

بخاری مسلم کے راوی ہیں یہ کتابیں پھر صحیح نہیں رہنے کی۔ غیر مقلدوں کو زیادہ پریشانی ہوگی انھیں خود اس کا انتظام کرنا چاہیئے۔

قولہ۔ امام ذہبی کہتے ہیں کان لا یحکم العربیۃ یعنی ابراہیم نخعی کو عربی کا علم اچھا نہ تھا۔ **اقول**۔ اس جملہ کے یہ معنے نہیں بلکہ امام ذہبی کی اس سے غرض یہ ہے کہ بولتے وقت کبھی کبھی اعراب میں تغیر و تبدل ہو جاتا تھا جو حدیث دانی میں کوئی عیب پیدا نہیں کرتا اور نہ اس سے ثقاہت وعدالت میں کوئی فرق آتا ہے اس وجہ سے حجت ہیں۔ اس مطلب کو اس کے بعد والا جملہ ربما لحن متعین کرتا ہے کیونکہ لحن اعراب ہی میں غلطی کرنے کا نام ہے۔ اسی وجہ سے مؤلف رسالہ نے اس جملہ کو نقل ہی سے اڑا دیا تاکہ اپنا مطلب پورا ہو جاتے۔ اگر ایسے امور کسی قسم کا عیب یا راوی میں جرح پیدا کرتے ہوتے تو ذہبی کبھی بھی ان کی تعریف میں احد الاعلام اور حجت کا لفظ استعمال نہ کرتے حافظ ابن حجر ان کو رجل صالح نہ کہتے۔ اعمش ان کو صیرفی الحدیث کے لقب سے یاد نہ کرتے۔ ابن حبان ثقات میں شمار نہ کرتے۔ قال المحاربی حدثنا الاعمش قال ابراهیم النخعی ما اکلت من اربعین لیلۃ الا حبۃ عنب اھ (کاشف) اعمش کہتے ہیں ابراہیم نخعی بیان کرتے تھے کہ چالیس روز سے سوائے ایک انگور کے اور کچھ میں نے نہیں کھایا ہے۔ وقال التیمی وکان ابراهیم عابدا صابرا علی الجوع الدائم (تہذیب التہذیب) ابواسماء تیمی کہتے ہیں۔ ابراہیم عابد اور دائمی بھوک پر صبر کرنے والے تھے ذرا کوئی غیر مقلد ایسا مجاہدہ نفس اور ریاضت کرے تو سہی خصوصاً مؤلف رسالہ کر کے دکھلائے تو معلوم ہو۔ ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کی عداوت میں پڑ کے بڑے بڑے ائمہ میں جو بخاری مسلم کے راوی کہلاتے ہیں مؤلف رسالہ جرح کرنے بیٹھ گئے۔ یہ خیال نہ کیا کہ آخر اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اور اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا۔ خیر کالائے بد بریش خاوند۔

قولہ۔ یہاں تک تو ناظرین امام صاحب اور ان کے شاگردان اور ان کے استادوں کا حال معلوم ہو گیا ہوگا۔ **اقول**۔ جس کی ناظرین نے پوری کیفیت معلوم کرلی صرف انصاف کی ضرورت ہے۔

قولہ۔ لیکن ہم ایک مزے دار بات سنانا چاہتے ہیں۔ اقول۔ اس سے بجز اس کے کہ آپ کی ہٹ دھرمی اور عداوت و تعصب ظاہر ہو اور کیا ظاہر ہوگا۔

قولہ۔ وہ یہ ہے کہ امام صاحب کے اعلیٰ شاگرد یعنی امام ابو یوسف انہوں نے اپنے استاد امام صاحب کے جہمیہ اور مرجیہ ہونے کی کن صاف لفظوں میں تصدیق کی ہے کہ اللہ اللہ چنانچہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اقول ؎

گر کیا ناصح نے مجھ کو قید اچھا یوں سہی یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا

ناظرین ارجاء اور مرجیہ کے متعلق گزشتہ صفحات میں معلوم کر چکے ہیں۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہاں پر مؤلف رسالہ کی ایک اور فراست و دانائی کی بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف مؤلف رسالہ کے نزدیک مرجی ہیں مرجیہ کی فہرست میں ان کو شمار کر چکا ہے اور جو مرجی ہو وہ مؤلف رسالہ کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ چنانچہ خود وہ تصریح کر چکا ہے۔ لہٰذا امام ابو یوسف جو اس کے زعم فاسد کے اعتبار سے غیر مسلم ہیں ان کا قول امام ابو حنیفہ کے بارے میں کیونکر معتبر ہوگا اس کا جواب مؤلف رسالہ یا ان کے بہی خواہ دیں۔

دوسرے امام ابو یوسف باوجودیکہ جانتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مرجی اور جہمی تھے تو پھر اُن کے شاگرد کیوں بنے رہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کی انھوں نے اشاعت کیوں کی۔ ایسے شخص کے مذہب کی اشاعت جو بزعم مؤلف رسالہ غیر مسلم تھا امام ابو یوسف جیسے شخص سے عادۃً محال ہے۔

تیسرے جب اُن کے نزدیک جہمی اور مرجئی تھے تو پھر انہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کیوں کی۔ چنانچہ ماسبق میں بعض اقوال اُن کے منقول ہو چکے ہیں جس سے یہ ثابت ہے کہ ع یہ بات نامہ بر کی بناتی ہوئی سی ہے۔ مؤلف رسالہ جیسے حضرات نے موضوع روایت امام ابو یوسف کی طرف سے گھڑی ہے اور ان کی طرف اس کو منسوب کر دیا۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں کہ کہاں تک یہ قول صحیح ہوگا۔

چوتھے خطیب کی روایات اسانید معتبرہ سے ثابت نہیں وبعض الجرح لاتثبت بروایۃ معتبرۃ کروایۃ الخطیب فی جرحہ واکثر من جاء بعدہ عیال علی روایتہ فھی مردودۃ ومجروحۃ اھ (مقدمہ تعلیق مجدص۲۳) بعض جرح روایات معتبرہ سے ثابت نہیں چنانچہ خطیب کی روایات اور جو لوگ خطیب کے بعد ہوتے ہیں وہ خطیب ہی کی روایات کے مقلد ہیں لہٰذا یہ جروح مردود ومجروح ہیں، ان کا اعتبار نہیں۔ حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں، اعلموا انہ لم یقصد الا جمع ما قیل فی الرجل علی عادۃ المورخین ولم یقصد بذلک تنقیصہ ولا حط من تبتہ بدلیل انہ قدم کلام المادحین واکثر منہ ومن نقل مآثرہ ثم عقبہ بذکر کلام القادحین ومما یدل علی ذلک ایضا ان الاسانید التی ذکرھا للقدح لا یخلو غالبھا من متکلم فیہ او مجھول ولا یجوز اجماعا ثلم عرض مسلم بمثل ذلک فکیف بامام من ائمۃ المسلمین (خیرات حسان فصل انتالیسویں) مورخین کے طریق پر کسی شخص کے بارے میں جو جو اقوال ملے خطیب نے ان کو جمع کر دیا، اس سے امام کی تنقیص شان اور مرتبہ کا کم کرنا مقصود نہیں کیونکہ اول خطیب نے مادحین کے اقوال کو نقل کیا اس کے بعد جو جرح کرنے والے ہیں ان کا کلام نقل کیا جو اس امر کی دلیل ہے کہ تنقیص مقصود ہی نہیں۔ اور اس پر ایک اور بھی قرینہ قویہ ہے کہ جن روایات کو جرح کے طور پر ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر کی سند میں مجہول اور ضعیف لوگ موجود ہیں اور ائمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ ان جیسی روایات سے کسی ادنیٰ مسلمان کی آبروریزی کرنی جائز نہیں چہ جائیکہ ایک مسلمانوں کے امام و پیشوا کی ہتک کرنی بطریق اولیٰ حرام ہوگی، ابن حجر مکی نے اس فصل میں خطیب کی جروح کے جواب دیتے ہیں۔ حافظ ابن حجر مذہب کے شافعی ہیں، مؤلف رسالہ کو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ مخالفین مذہب امام ابوحنیفہ کیا کہہ رہے ہیں، اس فصل میں آگے فرماتے ہیں۔ وبفرض صحۃ ماذکرہ الخطیب من القدح عن قائلہ یعتد بہ فانہ ان کان من غیر اقران الامام فھو مقلد لما قالہ

او کتبہ اعداءہ وان کان من اقرانہ فکذلک لما مر ان قول الاقی ان بعضھم فی بعض غیر مقبول اہ (خیرات حسان) اور اگر بالفرض یہ بھی مان لیں کہ جو قول خطیب نے جرح میں نقل کئے ہیں وہ صحیح ہیں تو اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ اقوال امام صاحب کے ہم زمانہ کے ہیں یا ہم عصروں کے نہیں ہیں، اگر دوسری صورت ہے تو اس کا اعتبار ہی نہیں کیونکہ یہ جو کچھ دشمنوں نے لکھا اور کہا ہے اس کی تقلید کرتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ دشمنوں کا قول معتبر نہیں اور اگر پہلی صورت ہے کہ یہ جرح امام صاحب کے ہم عصروں سے صادر ہوتی ہے تو اس کا بھی اعتبار نہیں کیونکہ بعض ہم عصر کا قول دوسرے ہم عصر کے حق میں مقبول نہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ ذہبی نے اسی کی تصریح کی ہے۔ لہذا جیسہ یا مرجبہ ہونے کی جو روایت ہے خواہ کسی کی بھی ہو اور صحت کے درجہ پر پہنچی ہوتی ہو درجہ قبول اور حد اعتبار سے ساقط ہے قالو لاسیما اذا لاح انہ لعداوۃ او لمذھب اذ الحسد لا ینجو منہ الا من عصمہ اللہ قال الذھبی وما علمت ان عصر اسلم اھلہ من ذلک الا عصر النبیین والصدیقین اہ، دونوں حافظ فرماتے ہیں خصوصاً اس وقت تو بالکل ہی وہ جرح مردود ہے جب کہ ظاہر ہو جاتے کہ یہ عداوت یا مذہب کی وجہ سے ہے کیونکہ حسد ایک ایسا مرض ہے کہ سوائے انبیاء اور صدیقین کے اور کوئی اس سے محفوظ اور بچا ہوا نہیں، وقال التاج السبکی ینبغی لک ایھا المسترشد ان تسلک سبیل الادب مع الائمۃ الماضین وان لا تنظر الی کلام بعضھم فی بعض الا اذا اتی ببرھان واضح ثم ان قدرت علی التاویل وحسن الظن فبذلک والا فاضرب صفحا الی ماجری بینھم اہ، امام سبکی فرماتے ہیں اے طالب ہدایت تیرے لئے یہ مناسب ہے کہ ائمہ گزشتہ کے ساتھ ادب و لحاظ کا طریق ہاتھ سے جانے نہ دینا اور جن بعض نے بعض میں کلام کیا ہے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی تو نہ دیکھنا جب تک وہ دلیل روشن اور برہان قوی اس پر پیش نہ کرے پھر اگر تجھ کو قدرت تاویل وحسن ظن کی ہے تو اس پر عمل کر ورنہ ان امور کو جو آپس میں

جاری ہوتے اور پیش آتے پس پشت ڈال دے، اس میں مشغول ہونے سے کچھ فائدہ نہیں، بیش بہا اوقات ضائع ہوتے ہیں، فانک اذا اشتغلت بذلک وقعت علی الهلاک فالقوم ائمۃ اعلام ولاقوالهم محامل وربما لم نفهم بعضها فلیس لنا الا التراضی والسکوت عما جری بینهم کما نفعل فیما جری بین الصحابۃ اھ اگر تم ان امور کے درپے ہوگے تو ہلاکت میں پڑ جاؤ گے، کیونکہ یہ لوگ ائمہ اعلام ہیں اور اُن کے اقوال محامل حسنہ پر محمول ہیں، بسا اوقات ہم بعض امور کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ لہٰذا سوائے سکوت اور رضامندی ظاہر کرنے کے اور کچھ ہم کو اختیار نہیں وہی طریق اسلم ہے جو صحابہ کے واقعات ومعاملات میں ہم نے اختیار کیا ہے۔ مرآۃ الزمان کی عبارت پہلے منقول ہو چکی ہے کہ خطیب سے یہ تعجب خیز امر نہیں کیونکہ ان کی عادت ہے کہ وہ ائمہ میں کلام کیا کرتے ہیں اور ان کو اپنے طعن کا نشانہ بناتے ہیں۔ ولیس العجب من الخطیب بانہ یطعن فی جماعۃ من العلماء اھ (مرآۃ الزمان) پس ان تمام عبارات سے یہ ظاہر ہے کہ یہ روایاتِ خطیب قابلِ اعتبار نہیں اور امام ابو یوسف پر یہ الزام اور بہتان ہے ولا عبرۃ بکلام بعض المتعصبین فی حق الامام (الی ان قال) بل کلام من یطعن فی هذا الامام عند المحققین یشبه الهذیانات اھ (میزان کبریٰ شعرانی ص۵۱) یہ عبارت بھی پہلے منقول ہو چکی ہے لیکن ضرورۃً یاددہانی کے طور پر پیش کیا ہے۔ ذکر الامام الثقۃ ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن نصیر الزعفرانی ببغداد قال ان الرشید استوصف الامام من ابی یوسف فقال قال اللہ تعالیٰ ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید کان علمی به انه کان شدید الذب عن المحارم شدید الورع ان ینطق فی دین اللہ تعالیٰ بلا علم یحب ان یطاع اللہ تعالیٰ ولا ینافس اهل الدنیا فیما فی ایدیهم طویل الصمت دائم الفکر مع علم واسع لم یکن مهذارا ولا ثرثارا ان سئل عن مسئلۃ ان کان له علم بها اجاب والا قاس مستغنیا عن الناس لا یمیل الا طمع ولا یذکر احدا الا بخیر فقال الرشید

هذه اخلاق الصالحین فامر الکاتب فکتبها ثم اعطاها لابنه وقال احفظها

(مناقب کردری جلد اول صلاً۲۲)

ناظرین اس واقعہ سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہے کہ امام ابو یوسف پر یہ الزام اور بہتان ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کو جہمی یا مرجئی کہتے تھے۔ ورنہ جس وقت خلیفہ ہارون رشید نے امام ابوحنیفہ کے اوصاف اُن سے دریافت کئے تھے تو ضرور وہ اُن امور کو بھی ذکر کرتے جو دشمنوں کا خیال ہے انہوں نے تو ایسے اوصاف بیان کئے کہ جو ایک اہل سنت والجماعت کے ہونے چاہئیں اور ایک پیشوائے قوم اور مقتدائے وقت کے واسطے لازم اور ضروری ہوں جس کا خلیفہ نے بھی اقرار کرکے یہ کہہ دیا کہ بیشک یہی اخلاق صالحین کے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی عیب یا جرح وغیرہ ہوتی تو فوراً خلیفہ وقت اس کو ذکر کرتا اور ابو یوسف کو روکتا کہ تم جو یہ باتیں بیان کر رہے ہو یہ غلط ہیں بلکہ وہ مثلاً مرجئی تھے یا جہمی تھے وغیر ذلک لیکن اس نے کچھ نہ کہا جو ظاہر دلیل ہے کہ امام ابو یوسف پر تہمت ہی تہمت ہے۔ کتاب المناقب للموفق کے جلد اول صفحہ ۲۶۰ میں بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف اپنا علم اور یقین ظاہر کر رہے ہیں اور اس سے قبل قرآن کی آیت شہادت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ یہ ثابت رہے کہ میں جو کچھ امام کے حق میں بیان کر رہا ہوں یہی حق ہے کیونکہ میں جانتا ہوں جو کچھ زبان سے نکلتا ہے وہ نامۂ اعمال میں مکتوب ہوتا ہے۔ اللہ اللہ ایسی تصریحات کے باوجود بھی کوئی بینا نظرِ انصاف سے دیکھنا نہیں چاہتا اور وہی اپنی عداوت کی پٹی آنکھوں پر باندھے ہوتے ہے۔ من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی۔

قولہ۔ دیکھو ابو یوسف نے تو اپنے استاد کی یہ گت کیا۔ اقول جس کو ناظرین نے معلوم کر لیا مؤلف رسالہ کو چاہیئے کہ پہلے اردو بولنا سیکھے پھر کچھ کہے۔ اگر جوانمردی ہے تو امام ابو یوسف کے قول کو سند کے ساتھ پیش کرے پھر دیکھیں گے کہ کیا گل کھلتے ہیں۔

قولہ۔ اور امام محمد نے یہ گت کیا کہ امام مالک کو ہر بات میں ابوحنیفہ پر فضیلت دے دی اقول۔ امام محمد کے اس قول کو نقل کرتے جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ پر امام مالک کو

ہر بات میں فضیلت دی ہے۔ یہ تو آپ کا زبانی جمع خرچ ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں
اگر امام محمد صاحب کے نزدیک ہر امر میں امام مالک افضل ہوتے تو امام ابو حنیفہ کے مذہب
کی ترویج اور ان کے مذہب کے مطابق تصنیف و تالیف نہ کرتے بلکہ امام مالک ہی
کے مذہب کو رواج دیتے جس نے کتب ظاہر روایت کا خصوصاً اور ان کی دیگر تصانیف
کا عموماً مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ امام محمد کے نزدیک امام ابو حنیفہ کا کیا مرتبہ
ہے۔ وقال اسمٰعیل ابن ابی رجاء رأیت محمدا فی المنام فقلت له ما فعل
الله بك فقال غفر لی ثم قال لو اردت ان اعذبك ما جعلت هذا العلم
فیك فقلت له فاین ابو یوسف قال فوقنا بدرجتین قلت فابی حنیفة قال
هیهات ذاك فی اعلی علیین اه (مختار ص۳۹) اسماعیل ابن ابی رجاء۔ کہتے ہیں کہ میں نے
امام محمد کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا
تو انہوں نے فرمایا مجھ کو بخش دیا اور یہ فرمایا کہ اگر میرا ارادہ عذاب دینے کا ہوتا تو تمہارے
اندر یہ علم دین امانت نہ رکھتا۔ میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف کہاں ہیں تو انہوں نے جواب
دیا ہم سے دو درجہ اوپر ان کا مقام ہے۔ میں نے کہا ابو حنیفہ کہاں ہیں تو امام محمد فرماتے
ہیں ان کا کیا پوچھنا وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے مراتب عطا کئے
ہیں۔ گو یہ واقعہ خواب کا ہے لیکن اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد صاحب کے دل
میں امام ابو حنیفہ کی کیا وقعت تھی۔ امام محمد صاحب کی جتنی کتابیں کبیر کے نام سے مشہور ہیں
ان میں امام ابو حنیفہ سے بغیر واسطہ روایت کی ہے اور جو صغیر کے ساتھ موسوم ہیں ان میں
بواسطہ امام ابو یوسف کے امام صاحب سے روایت کرتے ہیں۔ اگر امام مالک ہر امر میں امام
ابو حنیفہ پر فضیلت رکھتے تھے تو امام محمد کو چاہیئے تھا کہ امام مالک سے روایات بواسطہ اور
بے واسطہ جمع کرتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات نامہ بر کی بنائی ہوئی سی ہے
وذکر الامام خطیب الائمة المدینی الخوارزمی انه قال مذهبی ومذهب
الامام وابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله عنهم واحد اه
(مناقب کردری جلد ثانی ص۱۶۲) امام محمد صاحب فرماتے ہیں میرا اور امام ابو حنیفہ اور ابو بکر و عمر

اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم کا مذہب ایک ہی ہے۔ اس سے بھی امام صاحب کی عزت وتوقیر جو امام محمد کے دل میں ہے ثابت ہے۔ اگر ابوحنیفہ سے امام مالک افضل تھے تو امام محمد نے ایک افضل کو چھوڑ کر مفضول کے ساتھ اپنے مذہب کی کیوں توحید بیان کی۔ غرض یہ سب عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کی باتیں ہیں۔ مؤلف رسالہ کا مقصود اظہار حق نہیں بلکہ سلف کو برا بھلا کہنا ہے۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے۔

قولہ۔ لو صاحبو کچھ اور بھی سنو گے۔ آؤ ہم تم کو اور بھی سناتے ہیں امام صاحب زندیق بھی تھے۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے الخ اقول۔ ناظرین کو خطیب بغدادی کی روایات کے متعلق مفصل معلوم ہو چکا ہے لہٰذا اس کا اعادہ کرنا تحصیل حاصل ہے کیونکہ محققین نے ان کا اعتبار ہی نہیں کیا اور ایک لایعنی امر خیال کر کے ترک کر دیا کان ابوحنیفة یحسد وینسب الیہ مالیس فیہ ویختلق الیہ مالایلیق بہ اھ (کتاب العلم لابن عبدالبر) امام صاحب کے حاسد بہت تھے اور ایسے امور ان کی طرف منسوب کئے جاتے تھے جو ان میں نہ تھے اور ایسی باتیں ان کے متعلق گھڑی جاتی تھیں جن کے شایان شان وہ نہ تھے۔ قال الحافظ عبدالعزیز بن رواد من احب اباحنیفة فھو سنی ومن ابغضہ فھو مبتدع اھ (خیرات حسان) قلت قد احسن شیخنا ابوالحجاج حیث لم یورد شیئاً یلزم منہ التضعیف اھ (تذھیب) ذہبی کہتے ہیں ہمارے شیخ ابوالحجاج مزی نے بہت ہی اچھا کام کیا کہ اپنی کتاب میں امام صاحب کے بارے میں کوئی لفظ بیان نہیں کئے، جن سے ان کی تضعیف ہوتی ہو وقد جھل کثیر ممن تعرضوا للسھام الفضیحة وتحلوا بالصفات القبیحة القطعیة علی ان یحطوا من مرتبة ھذا الامام الاعظم والحبر المقدم الی قولہ فما قدروا علی ذلک ولا یفید کلامھم فیہ اھ (خیرات حسان) بہت سے جاہل جو اوصاف قبیحہ سے آراستہ ہیں اس بات کے درپے تھے کہ اس امام اور حبر مقدم کے مرتبہ کو گھٹا دیں لیکن ان کو قدرت نہ ہوئی اور نہ ان کا کلام کچھ امام صاحب کے بارے میں اثر کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ خود رسوا اور ذلیل ہوتے ہیں، ان کو امام ابوحنیفہ کے مرتبہ کی خبر

نہیں، ناظرین جس کی اللہ اتنی تعریف کرتے ہوں سیکڑوں کتابیں اس کے مناقب میں لکھی ہوں، سینکڑوں اس کے شاگرد ہوں، سینکڑوں کتابیں اس کے مذہب کی دنیا میں پھیلی ہوئی ہوں، لاکھوں اس کی تقلید کرتے ہوں، جن میں علماء، صلحاء، شہداء وغیرہ سبھی قسم کے لوگ موجود ہوں، حافظ حدیث، مجتہد، فقیہ، عادل، صالح، امام الائمہ سمجھا جاتا ہو، کیا وہ شخص زندیق ہو سکتا ہے، اگر ایسا ہے تو یہ جتنے بھی گزرے ہیں سب ہی کے لئے یہ حکم لگایا جا سکتا ہے اور سبھی اس فہرست میں معدود ہو جائیں گے، مؤلف رسالہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان سے توبہ دو مرتبہ کرائی گئی گویا اس کے نزدیک تو امام ابوحنیفہ زندیق کافر وغیرہ تھے، نعوذ باللہ من ذلک، ناظرین کے اطمینان قلب کے واسطے یہاں پر ایک واقعہ کو نقل کرتا ہوں جس سے زندیقیت اور کافریت کی حقیقت سے پردہ اٹھ جائے گا اور معلوم ہو گا کہ اصلیت کیا ہے اور دشمنوں نے اس کو کس صورت میں پیش کیا ہے

اخبرنا الامام الاجل ركن الدين ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد الكرماني انا القاضي الامام ابو بكر عتيق بن داؤد اليماني قال حكى ان الخوارج لما ظهروا على الكوفة اخذوا اباحنيفة فقيل لهم هذا شيخهم والخوارج يعتقدون تكفير من خالفهم فقالوا تب يا شيخ من الكفر فقال انا تائب من كل كفر فخلوا عنه فلما ولى قيل لهم انه تاب من الكفر وانما يعنى به ما انتم عليه فاسترجعوه فقال راسهم يا شيخ انما تبت من الكفر وتعنى به ما نحن عليه فقال ابو حنيفة ابظن تقول هذا ام بعلم فقال بل بظن فقال ان الله تعالى يقول ان بعض الظن اثم وهذه خطيئة منك وكل خطيئة عندك كفر فتب انت اولاً من الكفر فقال صدقت يا شيخ انا تائب من الكفر فتب انت ايضا من الكفر فقال ابو حنيفة رحمه الله انا تائب الى الله تعالى من كل كفر فخلوا عنه فلهذا قال خصماده استتيب ابو حنيفة من الكفر مرتين فلبسوا على الناس وانما يعنون به استتابة الخوارج اھ (کتاب المناقب للموفق ص۱۲۰ جلد اول، جب کوفہ پر خوارج کا غلبہ ہوا تو انہوں نے

امام ابو حنیفہ کو پکڑلیا۔ کسی نے خارجیوں سے یہ کہہ دیا کہ یہ شخص کوفہ والوں کا شیخ و پیشوا ہے۔ خارجیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو ان کی مخالفت کرے وہ کافر ہے۔ انہوں نے امام صاحب سے کہا اے شیخ کفر سے توبہ کر امام صاحب نے فرمایا کہ میں ہر قسم کے کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ خارجیوں نے امام صاحب کو چھوڑ دیا۔ جب امام صاحب وہاں سے جانے لگے تو خارجیوں سے مؤلف رسالہ جیسے شخص نے کہا کہ انہوں نے اس کفر سے توبہ کی ہے جس پر تم جمے ہوتے ہو تو فوراً امام صاحب کو واپس بلایا اور اُن کے سردار نے امام صاحب سے کہا آپ نے تو اس کفر سے توبہ کی جس پر ہم چل رہے ہیں۔ امام صاحب نے جواب دیا یہ بات تو کسی دلیل سے کہتا ہے یا صرف تیرا ظن ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ظن سے کہتا ہوں۔ کوئی یقینی دلیل اس کی میرے پاس نہیں ہے۔ امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالٰی فرماتے ہیں بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور یہ خطا تجھ سے صادر ہوئی اور ہر خطا تیرے اعتقاد کے مطابق ہے پس اول تجھ کو اس کفر سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اس سردار نے جواب دیا بے شک آپ نے سچ فرمایا۔ میں کفر سے توبہ کرتا ہوں آپ بھی توبہ کریں۔ پھر امام صاحب نے فرمایا۔ میں تمام کفریات سے اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں انہوں نے امام صاحب کو چھوڑ دیا۔ اس واقعہ کی بنا پر امام صاحب کے دشمن کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی۔ انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے کیونکہ خارجیوں کے جواب میں امام صاحب نے یہ لفظ فرماتے تھے۔ ناظرین دشمنوں نے اس کو امام صاحب کے کفر پر محمول کر کے روز روشن میں لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کی ہے مگر تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

قولہ۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الیٰ قولہ ایں خیال است و محال ست جنوں۔ **اقول**۔ آپ کو خبر ہی نہیں کہ کس بناء پر کہا جاتا ہے سنو اور غور سے سنو اور اگر آنکھیں ہوں تو دیکھ بھی لو۔ صحیح مسلم ص۳۱۲ میں ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناولہ اہ

(صحیح مسلم صفحہ ۳۱۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تو ایک شخص اہل فارس میں کا اس کو ضرور حاصل کرلے گا۔ اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے بھی بالفاظِ مختلفہ روایت کیا ہے۔ فارس سے مراد عجم ہے (خیرات حسان) اس حدیث کا مصداق علما۔ نے امام صاحب کو بتایا ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں ھذا اصل صحیح یعتمد به علیه فی البشارة بابی حنیفة وفی الفضیلة التامة (تبییض الصحیفہ) یہ حدیث ایسی اصل صحیح ہے جس پر امام ابوحنیفہ کی بشارت اور فضیلت تامہ کے لئے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی کے شاگرد رشید علامہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی فرماتے ہیں وماجزم به شیخنا من ان اباحنیفة هو المراد من هذا الحدیث ظاهر لاشك فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغه احداه (حاشیة علی المواهب) جو ہمارے استاد نے کہا ہے کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ ہی مراد ہیں یہی ظاہر اور صحیح ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کیونکہ ابنائے فارس میں کوئی شخص بھی علم میں امام ابوحنیفہ کے مرتبہ پر نہیں پہنچا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر مکی شافعی اور عبدالوہاب شعرانی شافعی وغیرہ نے بھی امام ابوحنیفہ کو اس حدیث کا مصداق بتایا ہے پس ان بڑے بڑے اماموں کے مقابلہ میں کسی کا قول قابلِ سماعت نہیں۔ نواب صدیق حسن خاں نے اپنی بعض تالیفات میں اس بحث کو چھیڑ کر بخاری وغیرہ کو اس بشارت میں داخل کیا ہے اور امام ابوحنیفہ کو خارج کر دیا ہے۔ یہ سراسر تعصب اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے کیونکہ ائمہ مذکورین نے تصریح کی ہے کہ عجم میں کوئی بھی امام ابوحنیفہ کے مرتبہ کا نہیں ہوا۔ بخاری۔ اجتہاد۔ تفقہ۔ حفظ۔ امامت۔ عدالت۔ ریاضت، عبادت، زہد، ورع۔ تقویٰ۔ مجاہدہ نفس وغیرہ میں امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ امام صاحب کے اوصافِ مذکورہ میں شرکت کریں۔ انہیں امور کی وجہ سے ہم ان کی تقلید کرتے ہیں ان کو اپنا پیشوا جانتے ہیں بلکہ تابعی ہونے کی وجہ سے تمام ائمہ سے افضل سمجھتے ہیں ؎

یہ تو نعمان ہی خورشیدِ فلک ہے واللہ   مہرِ تاباں ہیں آج ایسا دکھاتے کوئی

ہمیں جھوٹی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں، خود مخالفین امام صاحب کے علم و فضل کے قائل ہیں اور لوہا مانے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ماسبق میں مفصل ظاہر ہو چکا۔

قولہ۔ سنو اور غور سے سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود امام ابو حنیفہ کی فقہ سیکھنے سے منع کیا ہے الخ اقول ؎

میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو   میرا کہا کرو جو تمہیں کچھ بھی ہوش ہو

کیا اب کوئی اور صورت نہیں رہی جو خواب کے واقعات سے استدلال ہونے لگا۔ اچھا یہی ہے تو دیکھو اور غور سے آنکھیں کھول کر دیکھو۔ عن ابی معانی فی الفضل بن خالد قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما تقول فی علم ابی حنیفة فقال ذلك علم یحتاج الناس الیہ اھ فضل بن خالد کہتے ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے امام ابو حنیفہ کے علم کے بارے میں آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا علم ہے جس کی لوگوں کو حاجت ہے۔ کہیئے اجازت دی یا منع فرمایا۔ اور غور سے دیکھئے۔ بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ مے شود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم مے نماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بنظر مے در آیند و بظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ مے آید سواد اعظم از اہل اسلام متبعان ابی حنیفہ اند اھ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم) غور فرمایئے کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا۔ یہ مجدد صاحب وہی ہیں جن کے بارے میں نواب صدیق حسن خاں قنوجی کہتے ہیں "علوم مرتبہ کشف ہائے مجدد الف ثانی دریافت باید کرد کہ از سرچشمہ صحو سرزدہ وگاہے مخالف شرع نیفتادہ بلکہ بیشتر را شرع مؤید است اھ (ریاض المرتاض ص۱۲) کہ مجدد صاحب کے کشف کبھی بھی شریعت کے مخالف نہیں ہوتے بلکہ اکثر کی شریعت سے تائید کی ہے اس لیے ان کے کشف کے مراتب تو بہت ہی بالا تر ہیں۔ وہ مجدد صاحب یہ فرماتے ہیں کشفی نظر میں مذہب حنفی کی نورانیت ایک دریائے ناپیدا کنار معلوم ہوتی۔

ہے اور باقی مذاہب چھوٹی چھوٹی نالیوں اور حوضوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ اور لیجئے استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عرفنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان فی المذھب الحنفی طریقۃ انیقۃ ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ اھ (فیوض الحرمین) شاہ صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی ہے کہ مذہب حنفی سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ موافق ہے اور غور سے دیکھو نواب صدیق حسن خاں معاذ رازی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ معاذ رازی گفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم گفتم این اطلبک فرمود عند علم ابی حنیفۃ اھ (التقصار) معاذ رازی فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں پوچھا کہ آپ کو کہاں تلاش کروں تو آنحضرت نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کے علم کے پاس مجھے تلاش کرنا وہیں میں تم کو ملوں گا۔ رأی بعض ائمۃ الحنابلۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فقلت لہ یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حدثنی عن المذاھب فقال المذاھب ثلاثۃ فوقع فی نفسی انہ یخرج مذھب ابی حنیفۃ لتمسکہ بالرای فابتداء وقال ابوحنیفۃ والشافعی ثم قال و مالک واحمد اربعۃ اھ (خیرات حسان) بعض حنبلی مذہب کے ائمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ سے مذاہب کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب تین ہیں۔ وہ کہتے ہیں میرے دل میں خطرہ گزرا کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کو آپ بیان نہ فرمائیں گے کیونکہ امام صاحب رائے سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن جب آپ نے ابتداء فرمائی تو فرمایا۔ مذہب امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا اور امام مالک اور امام احمد، یہ چار مذہب ہیں۔ اس واقعہ کو غور سے ملاحظہ فرمائیں چاروں مذہبوں سے پہلے آنحضرت نے امام ابوحنیفہ ہی کا نام ذکر فرمایا کہ یہ مذہب حق ہے اس کے بعد اوروں کو ذکر کیا۔ نیز اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حق مذہب چار ہی ہیں۔ مؤلف رسالہ نے جو مذہب اختیار کر رکھا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فرمان کے خلاف ہے۔ وہ حقانیت سے دور ہے۔ کہیے صاحبو اب تو معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ کا علم اور ان کا مذہب کس مرتبہ کا ہے جس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمادی۔ آپ نے جو نام گنائے ہیں کہ انہوں نے حنفی مذہب کو چھوڑ دیا اس سے یہ لازم نہیں کہ حنفی مذہب حق نہیں یہ اپنی اپنی سمجھ ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جنھوں نے شافعی، مالکی، حنبلی مذہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا ہے۔

قولہ۔ اسی طرح بہت سے لوگوں نے اس مذہب کو چھوڑ دیا جب ان کو امام صاحب کے مزے دار مسائل سے واقفیت ہوئی جس کو ہم مختصراً ذیل میں بیان کرکے ان لوگوں کے نام بالتصریح بتلا دیں گے۔ جنھوں نے حنفی مذہب کو چھوڑ دیا۔ **اقول**۔ ناظرین میں بھی چند نام بتلاتا ہوں جنھوں نے دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ امام ابو جعفر طحاوی پہلے یہ شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے۔ کان تلمیذ المزنی فانتقل من مذھبہ الی مذھب ابی حنیفۃ (انساب سمعانی) اسی طرح مرآۃ الجنان اور کتاب الارشاد اور تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں ہے۔ دوسرے امام احمد بن محمد بن حسن تقی شمنی پہلے مالکی تھے پھر حنفی مذہب کو اختیار کیا۔ چنانچہ سخاوی نے ضوء لامع میں ذکر کیا ہے۔ فوائد بہیہ ص۲۲ میں ان کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ تیسرے علامہ عبدالواحد بن علی العکبری اول یہ حنبلی تھے اس کے بعد حنفی مذہب اختیار کیا۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں بیان کیا ہے وکان حنبلیا فصار حنفیا۔ اسی طرح کفوی نے اپنے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ فوائد بہیہ ص۱۱۳ میں دونوں کتابوں سے نقل کیا ہے۔ چوتھے علامہ یوسف بن قزغلی البغدادی سبط ابن الجوزی پہلے حنبلی مذہب رکھتے تھے پھر حنفی مذہب اختیار کیا۔ چنانچہ کفوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور ان کے ترجمہ کو فوائد بہیہ کے ص۲۳۰ میں نقل کیا ہے۔ غرض نمونہ کے طور پر چار عالم جو اپنے وقت کے امام سمجھے جاتے تھے میں نے پیش کئے ہیں، جنھوں نے مذہب شافعی، مالکی، حنبلی کو چھوڑ کر مذہب حنفی کو اختیار کیا۔ اگر کتب طبقات و رجال پر نظر ڈالی جائے تو بہت سے ایسے ائمہ نکلیں گے جنھوں نے دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ لیکن یہاں ان کی فہرست

شمار کرنی مقصود نہیں، صرف مؤلف رسالہ کی بے ہودہ بکواس کے جواب میں اور ناظرین کی تسلی قلب کے واسطے نقل کیا ہے ورنہ ضرورت نہ تھی، مزے دار مسائل کا جب وقت آئے گا ہم ان کے جواب کے واسطے تیار ہیں آپ کی کج فہمی اور بے عقلی کو طشت ازبام کردیا جائے گا۔

قولہ ہم کو ایک بہت بڑا تعجب تو یہ ہے کہ امام صاحب کا حافظہ جیسا کچھ تھا ہم نے اوپر بیان کیا ہے **اقول** جس کی مفصل کیفیت اور طرح ناظرین ملاحظہ کرچکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قولہ لیکن پھر بھی امام صاحب کی نسبت کس خوش اعتقادی سے کہا جاتا ہے کہ صلی ابوحنیفۃ صلوٰۃ الفجر بوضوء العشاء اربعین سنۃ۔ الیٰ قولہ یہ گپ علی الگپ نہیں تو اور کیا ہے، ان کو بھلا اپنا وضو کیونکر یاد رہتا تھا۔ **اقول** چونکہ امام صاحب آپ کی طرح سے مجنون اور دیوانے نہ تھے بلکہ ذی ہوش، صاحب عقل واحواس تھے۔ اس لئے ان کو اپنا وضو یاد رہتا تھا۔ وضو تو اس شخص کو یاد نہ رہتا ہو جس کے حواس مختل ہوگئے ہوں ورنہ نماز عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے میں یاد نہ رہنے کے کیا معنے ہیں، یہ حنفیوں کے ہی اقوال نہیں ہیں، بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور تسلیم کرلیا ہے، جو امور حد تواتر کو پہنچے ہوں ان کو گپ شمار کرنا مؤلف رسالہ جیسے کا کام ہے جس کو اپنا وضو یاد نہیں رہتا۔

قولہ کیونکہ امام صاحب اگر عشا پڑھ کر سو رہتے تھے تو وضو ندارد۔ **اقول** عشا کی نماز پڑھ کر سوتے نہیں تھے بلکہ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اس لئے وضو باقی رہتا تھا۔

قولہ اور اگر جاگتے رہتے برابر فجر تک تو دن کو سوتے یا نہیں۔ **اقول** جب چالیس برس تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے تو پھر کون عقل مند یہ پوچھ سکتا ہے کہ رات میں سوتے تھے یا نہیں، اگر دن میں آرام کرتے ہوں تو اس میں کون سا استحالہ ہے جو نوم کہ مفضی الی الغفلت ہو وہ نہیں پائی جاتی تھی جیسی کہ مؤلف رسالہ کی اُلٹی سمجھ

سمجھ رہی ہے۔

قولہ۔ اگر دن کو سوتے تو یہ غفلت عبادتِ شب کے مناقض اور عبادتِ شب بے سود ہے۔ **اقول**۔ ناظرین عجب منطق ہے رات کو کوئی شخص عبادت کرے اور دن میں کسی وقت آرام کرے تو یہ آرام عبادتِ شب کے مناقض ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو بھی اس کا علم نہ ہوا کہ جو آپ قیلولہ دن میں فرمایا کرتے تھے یہ عبادتِ شب کے مناقض ہے اور رات کی عبادت اس قیلولہ کی وجہ سے بالکل بیکار اور بے فائدہ ہو جاتی ہے صرف مؤلفِ رسالہ کی یہ سمجھ آیا۔ ہزار تف ایسی عقل و سمجھ پر۔ ناظرین مؤلف رسالہ یہ سمجھا کہ میری طرح امام صاحب بھی دن بھر سوتے رہتے ہوں گے۔ پھر دن میں سونا غفلت کو کس طرح مستلزم ہے اس کے واسطے ملازمت بیان کرلے کی ضرورت ہے اسی طرح عبادت شب کے بے سود ہونے اور دن کو سونے میں لزوم بیان کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح مؤلف کو یہ بیان کرنا چاہیئے کہ امام صاحب فجر سے لے کر عشا تک برابر سوتے رہتے تھے تاکہ عبادتِ شب کا بے سود ہونا اس پر مترتب ہو، حضرت عثمان رات بھر عبادت کرتے تھے۔ اسی طرح تمیم داری اور سعید بن جبیر رات بھر عبادت کیا کرتے تھے اور ایک رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے تو کیا کوئی عقل کا دشمن یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ حضرات دن کو سوتے تھے یا نہیں، اگر دن کو سوتے تھے تو یہ غفلت عبادتِ شب کے مناقض اور عبادتِ شب بے سود ہے اور اگر دن میں بھی نہیں سوتے تھے تو ان حضرات کا برابر جاگنا محال کیونکہ نوم طبعی کے ضائع ہونے سے حیات کی امید نہیں۔ اور اگر عشا پڑھ کر سو رہتے تھے تو شب بھر جاگنا اور وضو باقی رہنا محالِ عقلی و شرعی ہے۔ پس جو اس کا جواب ہے وہی جواب امام صاحب کی طرف سے سمجھنا چاہیئے۔ اگر مفصل بحث اس کے متعلق دیکھنی ہو تو کتاب اقامۃ الحجۃ فی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ دیکھنی چاہیئے جو اسی بحث میں مبسوط کتاب ہے۔ حدثنا سلیمان بن احمد ثنا ابو یزید القراطیسی ثنا اسد بن موسیٰ ثنا سلام بن مسکین عن محمد بن سیرین قال قالت امرأۃ عثمان حین اطافوا به یریدون قتله ان تقتلوه او تترکوه

فانہ کان یحیی اللیل کلہ فی لیلۃ یجمع القرآن فیہا اھ (حلیۃ الاولیاء، ابی نعیم) اور سنیئے۔ و بہ الی الخطیب ھذا انا الخلال انا الحریری ان النخعی حدثھم انا ابراھیم بن مخلد البلخی انبا ابراھیم بن رستم المروزی سمعت خارجۃ بن مصعب یقول ختموا القرآن فی الکعبۃ اربعۃ من الائمۃ عثمان بن عفان و تمیم الداری وسعید بن جبیر و ابو حنیفۃ اھ (مناقب موفق احمد مکی صـ۲۳۶ جلد اول مناقب بزازی جلد اول صـ۲۴۲) عن عائشۃ قالت قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بآیۃ من القرآن لیلۃ اھ (ترمذی صـ۹۹ جلد اول) غرض یہ روایات آنحضرت اور صحابہ اور تابعین کی ہیں ان پر غور فرما کر جواب دیں اور اس کے بعد کوئی بکواس کریں، ورنہ سب سے بہتر خاموشی ہے۔

ناظرین! یہاں پر جواب ختم ہو جاتا ہے۔ رسالہ کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے، چونکہ میرے پاس نہیں ہے، چنانچہ شروع میں، میں عرض کر چکا ہوں، اگر انصاف و حق کی نظر سے دیکھا جائے گا تو ان اوراق میں مؤلف رسالہ کے تمام اعتراضات کا جواب ملے گا۔ مؤلف رسالہ نے کوئی علمی تحقیق نہیں کی صرف گالیاں اور بکواس سے رسالہ بھرا ہوا ہے اس لئے ان امور کے جوابات کی بھی ضرورت نہیں، اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو اس کے آگے جوابات کی زیادتی کر کے پورا کر دیں، اگر میرے جوابات پسند نہ ہوں تو نئے سر سے جواب لکھ کر ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام خیر ختام۔ تنبیہ: میں شروع میں کسی مقام پر عرض کر چکا ہوں کہ امام ذہبی نے امام ابو حنیفہ کی میزان میں جو تضعیف کی ہے اس کے متعلق میں کسی جگہ پر تحقیق کروں گا لہٰذا آخر میں اس وعدہ کو پورا کر کے جواب ختم کرتا ہوں، میزان الاعتدال جلد ثالث کے صفحہ ۲۳۰ میں امام صاحب کے بارے میں یہ عبارت ہے۔ النعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفۃ الکوفی امام اھل الرای ضعفہ النسائی من جھۃ حفظہ وابن عدی وآخرون و ترجم لہ الخطیب فی فصلین من تاریخہ واستوفی کلام الفریقین معدلیہ ومضعفیہ اھ یہ وہ عبارت ہے کہ جس کی وجہ سے غیر مقلدین زمانہ خصوصاً مؤلف رسالہ بہت کچھ کود پھاند کرتے ہیں کہ

ذہبی نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہے اور امام صاحب کی تضعیف میزان میں موجود ہے۔ لیکن ناظرین جس وقت تحقیق و تنقیح کی جاتی ہے اس وقت حق، حق اور باطل باطل ہو کر رہتا ہے۔ غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ترجمہ امام صاحب کا میزان میں کسی دشمن و معاند نے لاحق کر دیا ہے خود امام ذہبی کا نہیں ہے۔ اس کی دلیل روشن یہ ہے کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال کے دیباچہ میں خود تصریح کی ہے کہ میں ائمہ متبوعین کو اس کتاب میں ذکر نہیں کروں گا چنانچہ فرماتے ہیں وما کان فی کتاب البخاری وابن عدی وغیرھما من الصحابۃ فانی اسقطھم لجلالۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہ ولا اذکرھم فی ھذا المصنف اذا کان الضعف انما جاء من جھۃ الرواۃ الیھم وکذا لا اذکر فی کتابی من الائمۃ المتبوعین فی الفروع احدا لجلالتھم فی الاسلام وعظمتھم فی النفوس مثل ابی حنیفۃ والشافعی والبخاری اھ (میزان جلد اول ص۳) کتاب بخاری اور ابن عدی وغیرہ میں جو صحابہ کا بیان ہے میں اپنی اس کتاب میں ان کی جلالت شان کی وجہ سے ذکر نہ کروں گا کیونکہ روایت میں جو ضعف پیدا ہوتا ہے وہ ان کے نیچے کے رواۃ کی وجہ سے نہ صحابہ کی وجہ سے لہذا ان کے تراجم ساقط کر دیئے۔ اسی طرح ان ائمہ کو بھی اس کتاب میں ذکر نہ کروں گا جن کے مسائل فرعیہ اجتہادیہ میں تقلید و اتباع کی جاتی ہے جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام بخاری۔ کیونکہ یہ حضرات اسلام میں جلیل القدر بڑے مرتبہ والے ہیں، ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے لہذا ان کے ذکر سے کچھ فائدہ نہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ امام ذہبی نے اپنی عادت کے مطابق امام کی کنیت بھی باب الکنی میں نہیں ذکر کی۔ علامہ عراقی نے شرح الفیۃ الحدیث میں اور امام جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی میں بھی اقرار کر لیا ہے کہ ذہبی نے صحابہ اور ائمہ متبوعین کو میزان میں نہیں ذکر کیا۔ الا انہ لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین اھ (تعلیق حسن ص۱۸۵ آثار السنن) غرض ان جملہ امور سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ترجمہ امام ذہبی نے امام صاحب کا نہیں لکھا بلکہ کسی متعصب نے لاحق کر دیا ہے لہذا اس کا اعتبار نہیں، نیز میزان کے صحیح نسخوں میں یہ عبارت موجود ہی نہیں۔ بعض نسخوں کے حاشیہ

پر یہ عبارت پائی جاتی تھی۔ اب اس کو متن میں داخل کر دیا ہے۔ قلت هذه الترجمة لم توجد فی النسخ الصحیحة من المیزان واما ما یوجد علی هوامش النسخ المطبوعة نقلا عن بعض النسخ المکتوبة فانما هو الحاق من بعض الناس وقد اعتذر الکاتب وعلق علیه هذه العبارة ولما لم تکن هذه الترجمة فی نسخة وکانت فی اخری اوردتها علی الحاشیة اه (التعلیق الحسن جلد اول صـ۸۹) اسی بنا پر کہ یہ ترجمہ الحاقیہ ہے کاتب نے بھی عذر بیان کیا اور حاشیہ پر یہ لکھ دیا کہ بعض نسخوں میں یہ ترجمہ نہیں ہے اور بعض میں ہے اس لئے اس کو میں حاشیہ پر لکھے دیتا ہوں۔ غرض ان جملہ امور سے یہ ثابت ہے کہ یہ ترجمہ الحاقیہ ہے صاحب میزان کا نہیں فهذه العبارات تنادی باعلی صوت ان ترجمة الامام علی ما فی بعض النسخ الحاقیة جدا اه (تعلیق حسن صـ۸۹)

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ۔ عادل۔ ضابط۔ متقن۔ حافظ حدیث۔ متقی۔ ورع۔ امام۔ مجتہد۔ زاہد۔ تابعی۔ عالم۔ عامل۔ متعبد ہیں۔ ان کے زمانہ میں ان کے برابر عالم۔ عامل۔ فقیہ۔ عبادت گزار کوئی دوسرا نہ تھا۔ کوئی جرح مفسر نقاد ان رجال سے ان کے حق میں ثابت نہیں۔ ابن عدی دارقطنی وغیرہ متعصبین کی جرح مع مبہم ہونے کے مقبول نہیں۔ دشمنوں اور حاسدوں کے اقوال کا اعتبار نہیں۔ جو اوراق گزشتہ میں مفصل معلوم ہو چکا ہے والحمد للّٰه اولا وآخرا والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد واله وصحبه واتباعه دائما ابدا

کتبہ السید مہدی حسن غفرلہ شاہجہانپوری۔